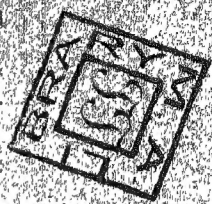


UNITED STATES GOVT

88  
/ 52 ✓




29/5/70  
27 44 0

27 44 7

27 44 7 A

N A LIBRARY, A.M.U.



U5428

RECEIVED

CHECKED 1991

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

مَوْعِظَةٌ حَسَنَةٌ

(نصیحتہ عام نامہ پیام)

یعنی

مجموعہ مکتوبات مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب پبلشر سائنس ڈپٹی کلکٹر  
و ممبر کمیٹی بورڈ آف ونیو سید آباد دکن میں ان فیشن خوار سکر عالی نظام

جس کو

باجازہ مولوی بشیر الدین احمد صاحب موم تعلقہ دار سکر عالی نظام  
مولوی سید محمد عبدالغفور صاحب شہبازی نے ترتیب معقول قرار دیا

تمام حقوق محفوظ ہیں

(تمام حقوق محفوظ ہیں)

محمد نثار حسین نثار کے اہتمام سے

قَوْلُ تَرْسُّنَ اَوْ لَمْ تَرْسُّنَ

## خیالات آزاد

اودہ تیغ کے ناظرین کو فروغ ہو کہ اس کے ایک معزز قائل اور مہذب نامہ نگار کے بعض نظرائے خیر مضامین کا مجموعہ جس میں نئی روشنی کا نامہ و پیام پرانی روشنی کا نامہ پیام حصارستان کا ڈنر۔ ولایت کا شوق۔ ستائشِ نیچر۔ مولانا آزاد کا سفر نامہ۔ سعادت فرجام نامہ و پیام۔ مہذب نامہ و پیام۔ وکٹوری کے پیرایے میں گورنمنٹ شپ۔ عشق ازواجی۔ پالیسی یعنی حکمت عملی۔ اولڈ یا پاب۔ بی بی۔ ڈومنی۔ نایک۔ فرساق۔ نوجی وغیرہ کے نہایت دل چسپ اور مطول مضمون لکھنا سن و غریب کے ساتھ درج ہیں عن قریب (خیالات آزاد) کے نام سے چھپ کر نکلنے والا ہے۔ جن صاحبان کو خریدار می منظور ہو حسب نشان ذیل ار سال در خواست یا قیمت بشرب ذیل فرمائیں بعد طبع کتاب مذکور پیش کش کی جائے گی۔ قیمت مابعد بعد طبع۔ ۱۰۰۰۔

قیمت پیشگی قبل طبع۔ ۸۔  
المشتر۔ سید محمد عبدالغفور شہباز بہاری مہندر و بانی

## مقالات جگمگ

یہ کتاب مس کے ایک نہایت پاکمال عالم کے ان فارسی مضامین کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ہندوستان میں رہ کر بعض رسائل و اخبارات ماہانہ و ہفتہ وار میں بطور اشاعت علوم جدیدہ و فنون عقلیہ شائع کیے۔ علامہ ممدوح کا کمال صرف اس سے ظاہر ہے کہ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ فرانسیسی ان چار زبانوں میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں اور فنون حکمت و فلسفہ و سیاست و تمدن میں علما کے اسلام میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔ اس مجموعے کے مضامین کی فہرست یہ ہے۔

(۱) فوائد جریہ یعنی اخبار (۲) تعلیم و تربیت (۳) اسباب حقیقیہ سعادت و شفا کے انسان یعنی بیان اطلاق بطور جدید (۴) فلسفہ وحدت جنسیت (۵) حقیقت اتحاد لغت (۶) فوائد فلسفہ (۷) شرح حال اگوریان باشوکت (۸) یعنی بیان احوال چچریان ہند پیرایہ ظرافت حکمت آگین (۹) تفسیر مفسر و تفسیر نیچری (۱۰) لکچر در تعلیم و تعلم (۱۱) قصہ سدس الشکل سعادت (۱۲) اصیانت حقوق (۱۳) فضائل دین اسلام۔ ترقی خواہان قوم میں سے ہر شخص سے پاس اس کا ایک نسخہ رہنا ضرور ہے۔ حقیقت میں نسخہ اکسیر ہے۔ قیمت مع حصول ڈاک ۱۰۰۰۔  
المشتر۔ سید محمد عبدالغفور شہباز بہاری مہندر و بانی



مولوی نذیر احمد صاحب کی سیر فی ذاتی شناسائی مطلق  
 نہیں گریس تفصیل سے میں اونکو جانتا ہوں نہ کہ  
 دوست دشمن اور خیر احسن کے قریب کے رشتہ دار بھی  
 انما پر جانتے ہوئے کہ لکھنؤ خطا ادا از دوت  
 یقیناً اسکا سبب یہ ہے کہ مجھ کو اب ہر لایہ  
 چھوٹی تکمیل کے مولوی نذیر احمد یعنی اونکے فرزند کا  
 مولوی محمد بشیر الدین صاحب کے ساتھ اس جے  
 جدا ہے۔ اب ہے کہ ہم دونوں ایک روح و دو قلب  
 تھے۔ اور اب ہوا اتفاق سے فضا اطشہ نہیں ہے  
 تو متصل اور متواتر مسئلہ ہے کہ اگر لکھنؤ میں ملا  
 کے صاحب سے اب بھی بہیم و دکن کی شہرت ایک  
 دوسرے سے جدا نہیں۔ میں سے مولوی  
 نذیر احمد صاحب کے نام و صفات کو بالاسد صاحب  
 کو کیا ہے نہ ایک وفد بلکہ بار بار۔ ہی اسکا  
 اگر یہ یقین ہے۔ جب کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے  
 مصنفات میں مولوی محمد ہاشم صاحب بہادر لکھنؤ  
 مالک شالی خیر فی جلیہ قدر و ان کو نہایت سنے  
 منظور کر کے اونام ہزار بار دہیہ انعام کے دیے  
 ہوں۔ جب کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے مصنفات

اس درجہ قبول خلافت ہوں کہ دارنہیں آئے بابت  
 اور روشن برپوش نکلتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ  
 بعض لکھنؤ والی جالیس ہزار جلدوں سے زیادہ چھپ  
 چکی ہیں۔ جب کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے مصنفات  
 بھاکا مرثی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ کشمیری۔ اور سب  
 بھاکا لکھنؤی میں ترجمہ ہوئے ہوں۔ اور جب انکی  
 ایک کتاب توبہ انصوح داخل امتحان ہول سرور ہو۔  
 و کئی بہ فخر یعنی جب کہ مولوی نذیر احمد صاحب کی  
 اعلیٰ اقامت اور اکیڑ کی تحریر و رستی خیالات پر غور  
 نے جماع کر لیا ہو تو میں اپنی رائے کا اظہار کرنا  
 تحصیل حاصل بلکہ ایک طرح کی شوشی سمجھتا ہوں۔ لک  
 مغربی شالی۔ پنجاب۔ بہار۔ بنگالہ۔ تو ایک اعتبار  
 زبان اور دو کا وطن ہے۔ ان ملکوں میں مولوی  
 نذیر احمد صاحب کے مصنفات کی جتنی قدر ہو چوڑی  
 حیدر آباد دکن میں جہاں اسی قدر تھا مولوی نذیر احمد  
 صاحب کی تحریرات کا وہ زور و شور رہا کہ اونکے  
 روزنامے اور روزنامہ اور کفایتین اور روزنامہ  
 اور تجویزین مجاہدین میں ہر طرح پڑھی جاتی تھیں  
 مشاعر دکن میں غزل۔ سارے دکن میں ایک

نواب سرالار جنگ موعود خود می محمول و مردود شد  
تھے۔ او کا یہ حال تھا کہ مولوی محمد علی علی صاحب کے  
نام جو خطوط مولوی نذیر احمد صاحب کے آئے بالائے تمام  
او کو بار بار فرسے لے کر پڑھتے اور سن کر ہر گز  
دیتے۔ جب حضور نظام کی سند فقیہ کو ڈیڑھ پاؤ  
برس باقی رہے تو گورنمنٹ انڈیا نے چاہا کہ ان کے  
انتظام کے لئے آٹھ لاکھ روپے دیئے جائیں۔  
نائب گورنر نے تجویز کی کہ انتظام کے لئے ہر سال  
لکھو اکڑ حضور کو ملاحظہ کر لے جائیں۔ مولوی  
نذیر احمد صاحب کے سوا ایسے رسالے اور کوئی  
لکھتا۔ کما بیش دس رسالے مولوی نذیر احمد صاحب  
لکھے۔ ایک دن کا مذکور ہے کہ نواب سرالار جنگ  
میں پڑھے اور انہیں شریعہ محمود اور چند اکابر اچھی  
شریک تھے کہ ایک رسالہ ہو چکا۔ سرالار جنگ  
سے صبر نہ ہو سکا اور عین تناؤ و طعام میں سالے  
کو دیکھنا شروع کیا اور حاضرین کو سنا تا اور آخر کار  
یہ فرمایا کہ مجھ کو ساری عمر میں اگر رشک ہوا ہے  
تو مولوی نذیر احمد کے دامغ پر۔ پس مولوی  
نذیر احمد صاحب کے شرفیادوں کا پست تارہ بن  
کئی لکھنٹ گورنروں کی چھپان بھی ہیں کی طرف  
اور ہند کے ہمارے سرالار جنگ کا اتنا فرمانا  
ایک طرف۔ اخیر سرالار جنگ کو مولوی  
نذیر احمد صاحب کے دامغ پر رشک تھا  
مجھ کو مولوی نذیر احمد صاحب کی تحریر پر  
عشق ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب کی کتاب  
ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ پارسی  
ہر قوم اور نسل کے لوگوں نے پڑھی ہوئی

گدی میرا ہی حصہ تھا کہ مولوی بشیر الدین احمد صاحب  
اپنے والد کے خطوط مجھ کو دکھایا کرتے اور  
میں ان کو تفصیل کر لیتا۔ خطوط میں اکثر خانگی  
حالات تھے اور بہت بین مباحث علمی جو  
مولوی نذیر احمد صاحب سے بقیہ سالہ لکھ کر  
بھیجتے تھے۔ اس کے خلاف وہ ہفت اط کے بعد  
جو کچھ بچا وہ یہ کتاب ہے جو پیش کش میں  
کیا جاتی ہے۔ اس کے چھپو اس کے لئے لوگوں  
کو یہ دیکھنا تھا کہ اس کے ایک لائق باب  
اپنے اکلوتے بچے کو کس طرح تعلیم  
ترہینہ کرتا ہے۔ شغف تو اس درجے کا  
ہے کہ سوچتے جا گئے۔ سفر میں حضور  
فرصت میں بحث خال میں۔ ہر حال میں بچے کا  
تصور نصب العین ہے گویا دنیا عبارتہ  
اسی ایک وجود ہے۔ گویا تعلیم میں بھی اس کا  
کا اہتمام ہے کہ علم ایک تہہ تو کھلا دین  
یا توفیق ہو تو کھول کر دین۔ میں ناظرین  
کتاب کو مولوی نذیر احمد صاحب کا نمونہ  
دیکھ کر اولاً نفس تسلیم اور ثانیاً اس  
خاص طرح کی تعلیم کی طرف متوجہ کرنا چاہتا  
ہوں جس کا زمانہ حال ناقص ہے مقصد  
اصلی تو یہ ہے اور اگر کوئی طرز تہذیب اور طریقہ  
اور اسے مطلب سے اتفاق نہ کرے تو وہ غلط

نمبر ۱۰ - النکاح بالارث - کلکتہ  
نارنج غزہ جنوری ۱۹۰۷ء - ڈیڑھ ہفتہ

محمد عبدالغفور شہید

خدا کا شکر ہے کہ مین بدھ کے دن ۵- جنوری ۱۹۸۰ء

مغرب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ کمرن  
کمار بالائی اور تپیشی راے کے مکان پر دونوں  
گھوڑے اور حاجی ہدایت اللہ کا ہاتھی اور سپنا  
میں دوسرا ہاتھی غرض ہر طرح کی پوری ڈاک  
موجود تھی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یومی خدا  
تشریف نہیں لائیں اور تم بھی وہیں رہ گئے تو  
علم اور نول اور یاد سے اور مذکورہ سب سب  
افروہ خاطر ہوئے۔ تم سے لوگ بہت مالوس  
اور تمھارے ساتھ نہ رہنے سے لشکر سونا معلوم  
ہوتا ہے۔ جب غیرون کا یہ حال ہو تو میرے دل  
کی کیفیت کا خدا کو علم ہے۔ میں نے نہایت عجوبہ  
ہو کر تم کو جدا کیا ہے۔ اس واسطے کہ وقت نکلا جا  
تھا اور تمھاری انگریزی بدوئہ مدرسے کے بہت  
نہیں ہو سکتی تھی۔ خداوند کریم تمھارا حفظ اور نگہبان  
ہے۔ بشیر۔ خدا کے لیے اب پورا پورا شوق کرنا  
دو تین برس کی محنت ہے۔ بڑا مرحلہ انٹرنس کا  
ہے۔ اگر تم اسمیں کامیاب ہو تو یہ کام بالکل  
انتھون میں تمھاری مددگار ہوگی۔ علم کو سب  
طرح کے بین اور طالب علم کو لازم ہے کہ سب کی  
طرف برابر توجہ کرے لیکن سب پر مقدمہ سب

یعنی زبانِ دانی کمالِ زبانِ دانی ہے کہ نکو  
 اہلِ بان کی سی قدر حاصل ہو۔ اوہی تو یہ ہے  
 کہ زبانِ دالون کی عبارتیں یاد ہوں جس طرح  
 خیال اور مضمون کو جس پر ایسے مین اہلِ بان نے  
 اوکلیا ہے اوہی عقیدہ اور اوہی نقل کرنی چاہئے۔  
 غرض زبانِ دانی کے لیے یادداشت شرط ہے۔ محاورہ  
 اور مثال حکایات اور لغت اور صلوٰۃ کا استعمال  
 جنکو تم پر بیوریشن کہتے ہو سب پیش نظر رہیں۔  
 جس تحقیق سے تم مجھ سے عربی پڑھتے تھے کہ  
 ہر لفظ کا مادہ اور اخذ اور صغیرہ اور ترکیب کی بات  
 چھوٹے نہیں باقی تھی یہی تحقیق فارسی اور انگریزی  
 کل زبانوں میں ہے۔ جب کسی کتاب کا سون  
 لے کر بیٹھو خود لفظ لفظ پر نظر کرنے جاؤ۔ جب سب  
 انضباط سے دوچار کرتا مین نکلیں اچھی خاصی خود  
 ہر جگہ کی زبانِ طالبِ علمی مین ادب عربی کے  
 متعلق مجھ کو شاید تنہی سبب سے متعلقہ تاریخ یعنی  
 اوہ مقامات تحریری کے متعلقہ مقالے اور نثریں  
 حاشیہ کے اکثر مقامات اور قرآن کی بہت سورتیں  
 یاد تھیں خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان مین اہلِ بان  
 کی بولی سند ہے۔ جسکو جتنا یاد آئی قدرِ علم ادب  
 مین اوہی استفادہ۔ سو اسے زبانِ دانی دوسرا  
 کوئی علم نہیں جہیں آدمی ساری عمر مشغول ہے  
 آہی سب سے ادب کی بڑی قدر ہے۔ اگر ادب چھا  
 ہے تو دوسرے علوم مین اگر کچھ فانی بھی ہو تو  
 مستحقِ ذکر کرتے ہیں۔ ہر سال ہائی کورسٹ  
 کے امتحان مین ایک بنگالی اول رہا۔ اگر چہ اوہ  
 قانونی جواب سناتا ہے کہ بہت عمدہ نہ تھے مگر وہ

تقریباً تیرہ انگریزی کا ٹراڈ سب تھا۔ زبانِ دانی  
 کی مقدار بے شک کتابوں کے ذریعے سے  
 حاصل ہوتی مگر اہلِ زبان سے گفتگو کرنا بھی ایک عمدہ  
 ذریعہ ہے۔ اسی واسطے مین نے نکو مار سے  
 مین چھوڑا ہے۔ جہاں تک ہو سکے سہ روز پچھلی  
 غلطی سے کوئی پیوٹی انگریزی بولنی چاہیے تمہارا  
 جماعت مین شاید انکو انگریزی بولنے کی حوا  
 نہ ہو تو تم کو بھی کلاس کے انکو کون سے تعارف  
 پیدا کرو اور ہر روز تین گھنٹے چار گھنٹے انگریزی  
 بات چیت کرو تاکہ جھجک اور رکاوٹ رفع ہو۔  
 تمہارے ماسٹر سندھوستانی یا انگریز جیسے  
 ہوں ہرگز ان سے اردو مین ایک لفظ مت کہو۔  
 لیس صاحب کی ہم سے تجدید تعارف کیونہی  
 جو ذریعہ انگریزی گفتگو کا ہو حاصل کرو۔ انگریزی  
 بول چال کے اعتبار سے اول یور مین لیڈی ہے پھر  
 یور مین جنٹلمین پھر یوریشین لیڈی۔ پھر  
 یوریشین جنٹلمین پھر سب آخر مین آخر کی  
 پھر فی ایسے غیرے بچ گلیان بنگالی بالاد  
 تمام انگریزی دان نیڈی۔ بشری۔ انگریزی گفتگو کی  
 ضرورت اس درجے کی ہو کہ مین اس سے ظاہر  
 کرنے کے لیے الفاظ نہیں پاتا۔ تم سمجھو کہ تمہارے  
 کالج مین داخل ہونے سے مقدمہ فعلی ہی ہے نہ  
 لیس۔ اگر نکو انگریزی مین گفتگو کرنا اور اس کا  
 بے تکلف گفتگو آجائے تو تم گھر پر نہ کہتم۔  
 تک کا امتحان دے سکتے ہو۔ انگریزی مسودہ  
 ہر روز لکھنا چاہیے مجھ کو ہمیشہ انگریزی سہ خط  
 لکھو اور چون کہ فارسی بات نہیں ہوتی کسی



باکسی اونچے کلاس کے لڑکے یا کبھی قزاق سے  
 اوسکو درست کر لیا کرو۔ ایک کتاب انگریزی  
 کمپوزیشن کی بنا جو مین اپنا کمپوزیشن تاریخ و  
 تکرار کو مین سرچی سے اصلاح لے لیا کرو اور  
 اصلاح کو بہ نظر غور دیکھ کر یاد کرو کہ کچھ غلطی  
 نہ ہو۔ مین نے سنا ہے کہ تمہارے مدرسے میں  
 ساگر چند ہاسٹریز اور وہ انگریزی کے بڑے  
 اوسیدہ مین تھے تعارف پیدا کرو۔ ادب اور  
 انکسار کا فی ذریعہ لوگوں سے تعارف پیدا کرنے کا  
 ہے۔ اگرچہ تم بھی انہی ہو لیکن جب لوگ  
 دیکھیں گے کہ تم بڑھنے کا شوق رکھتے ہو تو  
 تمہارے اچھے ہو گئے مین اور اوسے تاوون کا  
 ادب کو ملحوظ رہنا ہے کسی سے لڑتے بڑھتے  
 جھگڑتے نہیں اور بالآخر ان لوگوں سے الگ  
 تھلاک رہتے ہو تو ماسٹر لوگ خود بخود تم پر ہائی  
 کرنے لگیں گے۔ تمکو شرف سے اختیار کرنے کی  
 سکتہ لینگوئج اختیار کرنی پڑے گی۔ یعنی  
 انگریزی کے علاوہ دوسری زبان عربی۔  
 سنسکرت۔ یا فارسی۔ سو فارسی کلاسیکل انہی  
 ہے۔ ناچار عربی یعنی عربی اور مکر عربی مین  
 اتنا درک ہے کہ تھوڑی توجہ جاری رکھو تو کافی  
 ہے ورنہ چند روز مین جو کچھ پڑھا ہے سب  
 جاتا رہے گا۔ عربی ہمارا شعرا قومی ہے۔  
 میر سے نزدیک ہر مسلمان پر عربی کا سیکھنا  
 فرض ہے اگر تمہاری کلاس مین فارسی کا کورس  
 ہے وہ بھی کام کی چیز ہے کیونکہ تم فارسی  
 مطلق نہیں جانتے۔ اوسکو بھی پڑھو لیکن عربی

سے غفلت مت کرو۔ بڑی عمدہ چیز ہے اور  
 اوسکا پڑھنا بہت ہی نافع ہے۔ فارسی کورس  
 کو بھی بہ نظر تحقیق پڑھنا ہو گا۔ ہر ہر لفظ مین  
 بال کی کھال نکال لیا کرو مادہ اوصیفہ اور  
 اور معنی اور طاب۔ روز کا کام روز کرنا ضرور  
 ہے۔ جو سبق پڑھا اچھی طرح اوسکو سمجھ کر قابو  
 مین کر لیا۔ غافل لڑکے سبق جمع کرتے جاتے  
 ہیں اور امتحان کے زمانے میں انہار صدمہ  
 ہو جاتا ہے۔ ایک نقشہ اس طرح کا بنالو  
 اور اوسکو خوش خط لکھ کر اپنی منبر کے سامنے لگا دو  
 اس سے تمکو معلوم رہے گا کہ وقت کیا کرنا

دن کا نام	مہلا گھنٹہ	دوسرا گھنٹہ	تیسرا گھنٹہ
سنبھ	.	اولیڈس	فارسی
یکشنبہ	جبر و مقام	.	ادب انگریزی

مدرسے کے خالی گھنٹے اور نہ صحتہ کے اوقات  
 انگریزی گفتگو مین صرف کرو تفریح کی تفریح  
 اور فائدے کا فائدہ۔ اسی طرح اپنے ناس کے  
 اوقات منضبط کر لو کہ فلاں وقت یہ کام کرنا  
 گے اور جب اپنے کل اوقات منضبط کر لو تو پھر  
 بھی مطالعہ دو۔ اس مین اسکا بڑا خیال رکھو کہ  
 طبیعت ہر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ گھبرا جائے۔  
 جب تک خوش دلی ہے سب کام چھپتا  
 ہے۔ بے دلی پیدا ہوئی اور کام مگر۔ مولوی  
 میر نصیر الدین صاحب کے ذریعے سے خواہ



خواجہ شہاب الدین صاحب تہذیب نوادہ مولیٰ خواجہ شہاب الدین صاحب کے بیٹے ہیں اور اہل ف - اسے کا امتحان دیکھ کر یہ ہیں - اوشے ملنا تھا کو ضرور فائدہ دے گا۔  
ہی طرح تعارف بڑھانے جاؤ لیکن عہدہ لوگوں کا ایک بڑی قسمی کام لیاقت اور تمام برہم کو ضائع کر دیا ہے۔ عاودہ کا اختیار نہ کرنا آسان ہے۔ مگر تعلیم کرنے کے بعد چھوڑنا مشکل بلکہ محال ہے۔ اپنی حالت ظاہری کو اپنی وقتہ کے مطابق رکھو۔  
سیر و پیہ جہانک تنہا ہی آسائش میں صرف ہو انتشار اللہ مجھ کو دروغ نہیں۔ اگر حکو نامہ وغیرہ کا آدمی کرے تو میرا وہید اچھے نیک لگا مجھ کو ایسے خرچ میں ہمیشہ خوشی ہے۔ تم اپنی والدہ سے بے تکلف خرچ لو لیکن اگر اوشے کے پاس ہو تو مجھ سے مانگنے میں مل جل کر رہتا رہتا اسباب لیکر بیٹھا ہوں اور اوشے کی فکریں میں ہیں میں نے گاڑی کو اچھی ہے۔ کل باقی اسباب آجائے گا۔ تنہا ہی سب چیزیں لیا کر کے پڑھنا باترینوں الشار اللہ بکتر بھون گا اور روشش کروں گا کہ مجھ کو سبباب جلد ملے۔ لیٹر۔ کتابیں بھٹارے پاس بہت ہیں مگر سب کھنے کو ہیں۔ اگر ان کتابوں پر نظر محققانہ ہو تو آدمی علم ہو جائے اب بکتر تو بکر واد مجھ کو ناسید ہی کی کمی ہے میں بہت ڈالو۔ اوقلیہ میں کے دعو سے باو کر چلو۔ رفتہ رفتہ خیال پر چڑھ جائے گا کہ فلاں مقالے کی فلاں شکل کا کیا دعویٰ ہے۔ دیکھو مقالہ اگر تم چھوڑ دو گے بھول جائے گا۔ اور اب اوقلیہ میں کو بعد و کتاب سمجھنا چاہیے۔ جب دو

مقالے اس طور سمجھ لو گے اتنی مستعد ہو جاؤ گے کہ باقی کتاب خود نکال لو گے۔ اوقلیہ میں کے دعو سے بہت ضرور ہیں۔ ہمیشہ امتحان میں لونی نہ کوئی نیا دعویٰ ضرور ہوتا ہے۔ اسکو پیش نظر رکھو کہ تم کو اسی سال دوسری کلاس میں جانا ہے اور امتحان لاند دوسری کلاس میں ہونا ہے اسکا کورس بھی اچھی سے رفتہ رفتہ اپنے سہ میں لانا چاہیے۔ تم مجھ سے وقتاً فوقتاً ہر بات اور ہر مسئلہ کو چھتہ ہو۔ جہاں تک ممکن ہو گا میں سے ملو سمجھا دوں گا۔ لیٹر۔ اگر تم علی گڑھ جاتے تو ملکوشا بہ برسی چشمہ بہولی لیکن اگر معلوم ہو کہ تم ملی میں فائدہ علی حاصل نہیں کر سکتے تو پھر دیکھا جائے گا۔ اب تم کو اپنا نظام خود کرنا پڑے گا اسکو سمجھ لو کہ لوگوں پر بہت حقوق کچھ نہیں رہتے انفس قدی جو دوسرے کو بے وسعت ہوتی ہیں کہ میں پس اگر کوئی بے اعتدالی کرے تو قدرہ خاطر نہ ہونا چاہیے۔ خوشامد اورین ماری سے اپنا کام نکالنا ہو گا۔ بھٹارے پاس گرامر ہے اسکو یاد کر چلو۔ فارسی کو اس وقت تک دیکھ چلو۔ عرض وقت سے جہاں تک ممکن ہے فائدہ اوشاؤ۔ اپنے حالات جزو کل سے ہمیشہ مطلع رکھو۔ الدعاء ۵۔ جو رمی سے مدد مقام تکمیل نکر۔

جس وقت سے میں آیا بھٹارا اسباب جمع کرنے کی فکر میں تھا چنانچہ اس وقت اسباب صندوق میں بند کر کے اوپر سے ٹاٹ منڈھ کر کلبہ دروازہ کرنا ہوں۔ وہاں سے ریل پر روانہ ہو جائے گا



ہجاری کر دیکر تھا اول لگ۔ ایک دن کا بیٹے کار  
 رہن طالب کے حقین نہ رہے پھر دل کچھ ایسا  
 آجائے ہو جاتا ہے کہ میدان طبعیتہ قابو بین  
 نہیں آتی لگوٹے۔ پھر نے۔ سیر بازار۔ اور  
 تماشا سے عجیب خانہ وغیرہ کو اپنے اوپر ہر قسم  
 کر لو ورنہ لگو آکر کار بہت افسوس کرنا پڑے گا۔ میرا  
 امید کرنا ہوں کہ اس خط کے پہونچنے تک مختارا  
 صند وقت بھی پہونچ جائے گا۔ اور سبب ان  
 تھا اور دست ہو جائے گا اور باہر کے بہت بھر  
 کر لو گے اور وقت بٹ جائے گا تو کوئی وجہ  
 لکھنے کی نہ ہوگی۔ میں جان نہیں سکتا کہ تم  
 پرنس آف ولین کے دیکھنے کو لوگوں کے جوہم میں  
 لکھو۔ ہم غریب آدمیوں کو شاہزادوں سے  
 کیا نسبت۔ اور ہمیشہ دیکھا ہے کہ لوگ دور سے  
 دیکھ کر اکثر کسی صاحب کو شاہزادہ فرض کر کے  
 خوش ہو لیتے ہیں۔ اور بالفرض اگر وہی شاہزادہ  
 کو بھی دیکھتا تو اس سے فائدہ کیا حال ہوتا۔  
 میرا حال یہ ہے کہ ایک ایسی طبیعت نہیں ملتی  
 کہ پڑھنے کو ہی نہیں جائتا کیلا اور اس پیشا  
 رہتا ہوں اور حیرت میں ہوں کہ اس طرح کی زندگی  
 کیونکر اہر کب تک بسر ہوگی۔ خدا کے لیے  
 یہ ہے اس حال پر جمع کرو یعنی جس شخص سے  
 میں نے اس مصیبت کو اپنے اوپر گوارا کیا ہے  
 اس مطلب کو فوت ہمت کرو و پھر جو اوجنت کرو  
 اور دنیا میں نام و نمود پائی کرو۔ یہ ایک مشہور  
 بات ہے کہ ادنیٰ جس شہر میں رہے وہاں کے  
 طبیب اور کو تو ال سے دوستی پیدا کرے تم بھی

اس کا خیال رکھو۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۷۷ ع

تھیکر سنیاک کی بچی جو میں نے مختار سے پاس  
 بھیج دی تھی اسکو نکال کر دیکھو اور محاورات کو  
 یاد رکھو۔ مجھے کو جیسی کچھ لونی بچوئی انگریزی آتی  
 ہے اسی تہیہ سے آتی ہے اخبار اور پیشی اور  
 کتاب میں جو مفہوم دیکھتا اسکے محاورات  
 اور نثر یاد کر لیتا اور یہی عمدہ توفیر انانی  
 کی ہے۔ زبان کا جاننا اس پر موقوف ہے کہ  
 ان زبان کی تحریر و تقریر کی تقلید کی جائے  
 ہی حال ہر زبان کا ہے کچھ انگریزی پر موقوف  
 نہیں لیکن انگریزی سے واسطہ اس قدر موقوف  
 ہے کہ اسکے اہل زبان یعنی انگریز ہم کلام  
 نہ مل سکتے ہیں بخلان عرب و عجم سے کہ  
 تم مجھ کو انگریزی میں خط لکھا کرو دیکھو بالآخر اس  
 اوس میں کسی سے اصلاح لے کر پچھاؤ کو کوئی  
 خاص بات راز کی ہو تو اسکو اللہ تعالیٰ عبادۃ  
 و اصلاحی سے خارج رکھو۔ میں نے مختار سے  
 یہ بھی کہا تھا کہ عربی عبارت کی شرح بھی لکھی  
 کچھ پچھا کر دنا کہ مجھ کو معلوم ہو کہ تم مجھ پر سے  
 مجھ کو امید ہے کہ تم نے غلطیوں کے لیے خطا م  
 مناسب کر لیا ہوگا۔ بشیر۔ یہ بات میں مختار  
 وہیں نشین کرنا چاہتا ہوں کہ جس مشغلہ میں تم  
 یعنی طلب علم وہ ایک بہت بڑا مشکل کام ہے  
 اور بایا فیہر ایشکل ہوتا جانا ہے۔ اس مشغلہ میں  
 کامیابی حاصل کرنے کی یہی ایک تدبیر ہے کہ  
 ادنیٰ صبر و استقلال کے ساتھ تو کمال علی اللہ تعالیٰ



غافل ہے۔ اس کی وجہ تو جہ سے بڑھ چکا ہے۔  
 سمجھنا اور میں سمجھنا ہوں کہ اگر تم چاہو تو  
 مجھ سے بڑھ کر کسی تندر فائدہ حاصل  
 کر سکتے ہو۔ سمجھاؤ سے خطوط جنہیں علی مطالب  
 ہوں میں ان کو بہت خوشی سے پڑھوں گا

تعلقہ کے اعتبار سے تو تمھاری انگریزی قسط  
 صحیح ہے۔ مستند ہوتی ہے کہ تلوچہ برس کی عمر سے  
 میں انگریزی شروع کر لی تھی ہوتی ہے مشہور  
 بات ہے اور تھیک ایک ہی سہے کہ بڑے ہو کر  
 زبان موٹی پڑ جاتی ہے اور آسانی کے ساتھ  
 خارج حروف پر نہیں ٹوٹتی۔ غرض تصحیح تعلقہ  
 انگریزی متقاضی تھی کہ تم کو مشورہ ہے کہ  
 میں داخل کیا جاتا اگر وہ وقت مختار ہے  
 کیرکٹر (چال چلن) کے فارمیشن (شکل)  
 کا یعنی تمھارے دل میں آئندہ کے چال چلن کی  
 بنیاد دوسری جا رہی تھی اور بچوں کی زبان  
 بالکل عقلیت کی جاتی ہے پس میں نے شک  
 اپنے پاس رکھ کر تمھاری انگریزی کو بگڑنے دیا  
 مگر فی ثمری تمھارے کیرکٹر (چال چلن) کو  
 سنبھالا۔ اگرچہ کو اپنی انگریزی پر فوق ہوتا  
 تو میں نکو تھا۔ مگر کسی مدد سے کی صورت نہ  
 سمجھتی دیکھنے دیتا کچھ کہ ان میں انگریزی کا  
 کلاوت نہیں ہوا عطا نہیں ہوتا۔ اور بڑے بڑے  
 نو عمری ہے اور کیرکٹر (چال چلن) رہنمائی  
 میں تمھارے چال چلن کی طرح ہے  
 ہمیشہ خائف ہوں اگر تم نے اوکھ بگڑنے دیا

تر کی طرح بولا جاتا ہے جیسے۔ نوارے۔ اور کبھی  
 اس (لیکن انگریز اس کو ہر بار بولتا ہے)  
 کہ ش کی بولی جاتی ہے بلکہ وہ اس جو  
 بولا جاتا ہے وہ بھی اس اشام ش سے  
 غالی نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ میں اس بارے  
 میں میرین اور انہیں کر سکتا لیکن میں انگریزوں  
 کو نہیں کہہ سکتا کہ تم کو صاف اس سے نہیں کہتے  
 بلکہ ش سے ملا دیتے ہیں۔ تم بولو خود اس  
 لحاظ کر لو۔ آ کر کا جب حال ہے وہ شروع میں  
 ڈبلیو کے قریب ہے۔ ایک مرتبہ انگریزوں کا  
 میں پرنس آف ویلز کی نسبت لکھا تھا کہ لفظ  
 رائل او کی زبان سے وابل نکلتا ہے۔ جو  
 آخر میں یا اخیر میں ہو تو صرف ایک حرکت  
 ظاہر کی جاتی ہے اور بس مثلاً فرسٹ کو انگریز  
 فرسٹ نہیں کہتے بلکہ پورے مونہ سے فرسٹ  
 ان اشام ہاے ہوز میں۔ بی۔ اور کیو۔ کو  
 بھی شامل کرنا چاہیے پرنس کو انگریزوں  
 کہیں گے اور نوارل کو کھوارل۔ یہی کو  
 تیسرا انگریز سختی کے ساتھ ادانہیں کرتے بلکہ  
 او سکو آ کے قریب قریب رکھتے ہیں اور  
 شاید اس میں بھی ہاے ہوز کا اشام کہتے ہوں  
 اس وجہ سے وال کے قریب معلوم ہوتی ہے۔  
 لی لچ ایک عجیب حرف ہے وہ تو اور  
 کے بچن بنن ہے۔ وہی میں محفوظ  
 ہے اس پر لحاظ رکھو اس کو ہونٹ اور دانت  
 کی مدد سے ادا کرتے ہیں ہندوستانی ڈبلیو  
 اور وہی میں منرق نہیں کہتے یہ فاشن

جسکے مائل اور مخالفانہ سر سے میں بہ کثرت ہیں  
تو یاد رکھو انگریز یہ کہتا کیا اگر خدا انجو سے نہ نکالے  
بھی ہو جاؤ تو دنیا میں کاسیابی نہیں بن سکتے

انتھار سے خط نہ جو بعد اصلاح موقوف ہے مجھ کو  
سخت رنج ہو چکا یا میں نے تم کو انگریزی کی  
طرح سے حد کیا سو میں دیکھتا ہوں کہ انگریزی  
وعملی دونوں جانا چاہتی ہیں۔ عملی تو یقیناً  
جاچکی۔ رہی انگریزی سو میں باتا ہوں کہ یہی  
مارو غلطیاں انتھار ہی جی میں ہیں کہ تیرا ستار  
اُس سے بظاہر ہے۔ انتھار ہی انگریزی البتہ ہی  
چاہتے کہ میں او میں کو فی غلطی گرفت نہ کر سکوں  
اس واسطے کہ میں انگریزی دان نہیں ہوں نہ  
مجھ کو انگریزی کا شوق نہ خدا کے فضل سے انگریزی  
کی ضرورت لیکن جب ایسی فاش غلطیاں نہ ہوں  
تو کیوں کر صبر کروں۔ انتھار اسی حال رہا تو میری  
برسوں کی محنت مثالی میں ضائع کر دو گے یہیں  
ہم سے بار بار کہہ کہ خطوط کی اصلاح ضرور ہے کسی  
دکھا لیا کرو اور جو اصلاح دے اور سو خیال رکھو۔  
تم نے ایسی خود راسخی اختیار کی ہے کہ کوئی  
کتنے کی غلطی برداشت نہیں ہوتی۔ اگر بھی انگریزی  
ہے جو تم نے کبھی تولد نہ رہیج۔ میں نے  
صرف نوٹی ہوئی غلطیاں گرفت کیں اگر عبادۃ  
کی عمدگی اور محاورات پر نظر کرتا تو ایک حرف  
باقی نہ رہتا۔ بے شک انتھار سے ایسے خطوط  
سے مجھ کو اندازہ ملا کہ جسے لگا کہ تم کیا کرتے ہو۔  
نکودہلی میں غلطی نہیں ملے تو کیا اب اسے

برسے شہر میں کوئی اتنا نہیں کہ تم کو انگریزی میں  
اصلاح دے دیا کرے۔ مگر تم مجھے ہو کر اپنی غلطی  
سہ اور تھار باپ وہاں کا بھی حکم ہے۔ اگر تھار  
میں مال ہے تو وہلی میں نہ تھا انتھار سے حق میں ہوں  
ہے۔ میں اس کلج سے باز آیا۔ بلا سے انگریزی  
میرے بیان عمدہ نہیں غزلی تو ہے۔ خط اصلاحی کو  
حسب عادیہ مجھ سے مست پڑھو بلکہ بغور۔ آج  
مجھ سے پھر کوئی منوہر کا نہ کرنا تھا سیشن سکول  
غظ کہہ سے شاید کلام دولہ کے امتحان انٹرنس  
دینے آگئے تھے۔ لٹرچر میں بہت اچھے تھے  
اس واسطے کہ با درمی صاحب نے لٹرچر پر بڑا  
زور دیا تھا کہ سائنس یعنی علوم ریاضی ہندستانی  
ماسترون کے سپرد تھے او ان میں منوہر وغیرہ  
نیکل اور نا کام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگرچہ  
انسان کی طبیعت خاص فن سے زیادہ مناسبت  
رکھتی ہے لیکن امتحان پاس کرنے کو ضرور ہے  
کہ جس قدر چیزیں مشروط ہیں سب میں جواب  
شافی دیا جائے۔ بشیر۔ تم ابھی سے ہر چیز  
توجہ رکھو اگرچہ کوئی خاص چیز خلاف طبیعت نہ ہوں  
امتحان کی ضرورت سے چار دنا سب چیزیں  
کو دیکھنا چاہئے اس واسطے کہ جب تک غلطی  
کا ایک صدمہ تک پہنچتا ہے تب آدمی  
پاس ہوتا ہے۔ ۱۸۔ فردری مشاعر

چیتھی انتھار ہی پہلی چٹھی سے برتر ہے۔ اس میں بھی  
تم سے اصلاح نہیں کی اور لکھنے کے بعد نظر ثانی  
تاک نہیں کی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ جانتے

نہیں۔ چہرے بنا کر تھوڑا کر کے چھپ چھپ تو  
گھسیٹا بھی اچھی ہو گی۔ شہر۔ انٹوسٹو  
تم نے عربی پڑھنی ہے جیسے میرے  
انگریزی و ان جہاں دیکھے بے تمیز اور ہوت  
نہ اپنی کہ سکین اور نہ دوسرے کی سمجھیں۔  
میں نے سکوا انگریزی کی اصلاح کے لیے  
تاکید کرتا ہوں کہ مختاری اس قدر آہستہ ترقی  
ہو گی اور خط لکھنے کے بہانے اگر برا کام  
نکل جائے گا۔ تم مجھے خط لکھنے کا ارادہ ہو  
بازو۔ سہتے میں دو خط ایک انگریز کا اصلاح  
خوش خط نظر ثانی کیا ہوا اور دوسرا عربی۔  
بشید۔ مختاری کیا راسے ہے ملک کا زمین  
زیادہ فائدہ ہوتا ہے یا بیان میرے پاس  
زیادہ فائدہ تھا۔ فقط

یہ چٹی بھی اچھی ہے مگر میں نے سہتے چھپ چھپ  
اصلاح دی۔ مسٹر لو میرے ایک پڑوس  
مہربان حال تھے اور اوائل میں میری بیویوں  
میں اصلاح دیا کرتے تھے اب تک اونکی  
اصلاح چٹی میرے پاس ہے۔ لو صاحبہ  
کے سکریٹری اور مسر صاحبے داماد تھے  
لو صاحبہ کی نصیحت تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے  
اور ایسے لفظ کو حیرانہ استعمال ہیں اور جیسے  
مختصر میں کوئی لفظ فضول نہ ہو لکھا کر دو  
دیکھو دیکھا جی بھی میں نے لفظ میں نے قلم زد  
کیے فضول ہیں کہ بے اس کے بھی جملہ سنا  
ہے۔ اصلاح کے لیے ولوی شاہ اب لڑیں گے

کے یاد کرنے پر متوجہ ہوئے پس زبان ان  
کی جی تیرہ سہتے۔ علم صلوان اور واطین کس  
غلطی کرتے ہو۔ اردو میں لکھتے ہیں (میں نے  
اوس سے کہا) عربی میں۔ قُلْتُ اَلَا (انگریزی  
میں) آئی ٹو ٹیچ۔ یا آئی مسٹر تو ہم۔ دیکھ لکھنے  
اختلافات ہیں۔ ر و ا بط پر بہت خیال رکھو کہ اس  
فعل کے ساتھ ٹو یا آف یا فاس یا فار یا کیا  
صلہ لاتے ہیں۔ یاد کرنے کو واقع میں  
نظم عمد چیز ہے لیکن باوجودی ایسی کہ جب کسی نے  
کسی لفظ پر ٹو کا جھٹ سند پڑھ دی۔ ر و ا بط  
ہیں مگر قریب بہت کمین خیال رکھو گے تو  
رفتہ رفتہ ذہن پر چڑھ جائیں گے۔ گرامر مختاری  
خام ہے۔ چاہے مد سے میں تاکید ہو یا نہ ہو  
اسکو درست کرو ورنہ بے گرامر زبان کا نامعلوم  
اپنے متین میرے اوپر قیاس مست کر دو۔  
برخوردار میں نے اتنا بھی بے مددستاد  
کیا تو بہت کیا۔ اور سو بات کی ایک بات تو  
حادثہ ہے۔ مجھ کو ایسا فرق ہے کہ سہتے نش کردن  
لیکن اگر آج کوئی مجھ کو یقین کرادے کہ  
بی اسے۔ کا درجہ حاصل کرنے سے سہتے خوا  
چھ سو ہو جائے گی تو خیر اس بھی امتحان دینے  
کو موجود ہو جائوں۔ وہی میں مختاری لکھنے کا  
سامان درست نہیں۔ ہندوستانی روشنائی  
سے انگریزی کو ٹر خاتے ہو خط لکھتا ہے۔  
خوش خطی جی مجب ہر سے۔ خواہ خواہ اچھا  
خط دل کو بھلا لگتا ہے۔ اگر کالج میں خط کو  
درست نہ کر دو تو خیر لکھنے دینا بھی قیل کی بات



یہ سچ ٹھیک کا بیج دیا آیا حتیٰ علاج رو درو ہوتا  
 جانتے کہ جو غلط بنا جا جائے اسکی وجہ بالی ہو چلا  
 اور یہ یہاں سے مناسبتی کے لیے تم بنا کوئی  
 اس کے لیے کہ میں تجھ کو شہاب الدین  
 کی انگریزی میں تامل ہے شاید میری رائے کے  
 نواز ہو۔ شاک ازو وہ کھان بدور۔ بشیر  
 بہت کچھ اپنے واسطے پڑھو لیکن خدا کے لیے  
 عزلی میری خاطر ہے۔ اگر تم کو زیادہ حصہ  
 نہ ہو تو اچھے بشیر اپنا تو کرو کہ مناسبہ عزلی  
 باقی رہے۔ تھوڑا بھی کرتے رہو گے تو چند  
 روز میں ایک ذخیرہ ہو جائے گا۔ درن  
 اور غیر زمین تو وسط ایک سطر۔ دن اور  
 کھنڈہ زمین کو منٹ یا منڈ۔ مفتاح الادب  
 کو تھوڑا کچھ لکھی ہے یا وہ کچھ ورنہ وہ تھا  
 لہر میں آنے والی نہیں۔ میان بخش۔  
 علیا السلام۔ اگھنڈ علی فلک۔ مجھ کو  
 امید ہے کہ تم خواہد لی کے ساتھ ہو گے اور  
 اگر تھوڑی مدت میں میان بشیر علی چل کرین  
 تو یہ ایک ایسا جہان مجھ پر کر کے جس کی  
 لائی سوا کے شکہ گزاری میرے پاس کچھ نہیں  
 علم شو بہ از چل شو۔ اگر ہوا ہذا کر بشیر کو فارسی  
 پڑھاؤ تو وہ بھی خالی از غنہ نہیں۔ بشیر  
 کے عادات و اخلاق کی یاد دہانی کی کہ کوئی  
 دنیا اور دین دونوں کی درستی عادات کی رتی  
 برودت ہے۔ والسلام

میری صاحب کو سلام کے بعد معلوم ہوا اس خط

میں ایک پیچہ۔ صاحب خط کا قوف ہے۔  
 جس قدر خلق طلبت فذاہر کو میں نے سرخی  
 سے ظن کر دیا ہے۔ خط عبارت فارسی میں  
 ہے لیکن وہ فارسی ایسی ہے کہ تم اس کو  
 نہ آسانی سمجھو گے۔ صاحب اور کچھ صاحبان  
 کو آپ کے خطور ہے۔ تم نے بات کو کھٹائی  
 میں اٹکھا ہے۔ اگر کھودلی میں اچھی لکھی ہے  
 دیکھو کہ اس پر ہو در نہ باہر تو... کی بات بھی  
 مجھ کو بہت پسند ہے۔ اب تم سے کوئی امر  
 نہیں ہو رہا۔ ہنر۔ عاودہ وغیرہ جتنے اور  
 قابل لحاظ ہیں سب معلوم ہیں۔ پس علاج  
 مشورہ کر کے کیسے کر جاؤ گے یہ بھی مجھ کو کہ لوگ  
 رہنا جانا بہ اختیار خدا ہے لیکن یہ نظر ظاہر اب  
 کوئی امید اس صلیح میں میرے چنے کی نہیں معلوم  
 ہوتی بہت بہاؤ گرمی ہے۔ آخر صاحب راوہ  
 بلند اقبال نے عزلی کو بالاسے طاق رکھ دیا۔  
 میری دو برس کی محنت پر پانی بھرنا چاہتا  
 کیا اگر آدھ گھنٹہ یا پانچ گھنٹہ ہر روز یا ہفتے  
 میں دو بار یا قلیل کے دن بشیر عزلی پر صرف  
 کرے تو کچھ مشکل ہے۔ مگر نہ کہ نامعلوم ہو تو سو  
 چلے اور ہزار ہا نے۔ میں بھی کالج میں پڑھتا  
 تھا اور سب فقہین مگر باہر کا سبق نانہ  
 نہ ہونے دیا۔ بہ کہیں اس نظام کو کہ ایمان  
 پڑھنے میں کوئی تاہی نہ کرنے پائیں۔ یکم شریع

میں دیکھا کہ عزلی نے خط لکھا کہ بہت خوش ہوں۔  
 راہ باش۔ شاہان۔ اس خط پر...

سب سے پہلے جو عاقبت میں لکھا ہے۔ اس سے سمجھ میں آئے  
 دو ٹکڑے کی مختلف تین مختار خط کو درست کیا  
 مہربانی کر کے اس کا کوئی نقطہ چھوڑت دینا۔ پس  
 کی تم سندہ پاؤں لکھیں جو ہوا اس کو مولوی خاں ہاؤ  
 شیخ ضیاء الدین یا فیضیہ الدین صاحب حل کر لو۔  
 بات بات میں جتہ مکر معلول شرط طالب علمی ہے  
 سہی تحقیق زبان اور ہر فن میں پیش نظر ہے تو  
 بشیر اس طرح پر ایک یاد و برسر کا ٹھکانا کافی ہے  
 بیش صاف لکھو کہ تم اپنی جماعت میں اول نمبر  
 کے لڑکے گئے جاتے ہو یا کسی شخص میں کوئی  
 لڑکا تم سے بھی اول ہے۔ تو مختہ کر کے  
 اس کے برابر ہو جاؤ۔ کھیلنے کھیلنے سبحان بخش  
 خواہی فارسی بھی کھی لیا کرو۔ آخر ایک چیز  
 ہے۔ ۲۔ مارچ سنہ ۱۲۸۵ عیسوی

خط فارسی مختار ابو بخاری۔ میں بہت خوش و خند ہوں  
 فارسی کی طرف متوجہ کر دکھا ہوں۔ اس میں کیا  
 شک ہے کہ اردو سے فارسی بہ علاج بہتر ہے  
 اتنی بات سمجھ لو کہ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ یہ  
 سب دوسرے ملکوں کی زبانیں ہیں۔ ہم کو  
 میں ہمیشہ المعاشقہ اپنی اردو کے علاوہ کوئی  
 دوسری زبان درکار نہیں لیکن اردو ابھی حالت  
 طفلی میں ہے۔ اپنی کلمہ ڈھالی تین سو برس  
 اس کو پیدا ہو سکے کہ رسکے ہو سکے۔ میر تقی  
 اور سودا کے اشعار میں بھی بہت سے الفاظ  
 عجیب پائے جاتے ہیں جو اب متر و ک  
 موجود ہیں جیسے جاگہ۔ بجائے جاگہ۔ سہی

سے۔ آرمین، بحاسے آرمین وغیرہ شریعت  
 بھاگ گیا۔ سنہ ۱۲۸۵ عیسوی میں اس کثرت سے  
 تھے کہ ابتدائی اردو کا ایک چارہ بھی سمجھ میں نہیں  
 آتا۔ سب سے پہلے اردو میں تین تہ گرو کی تھا اور سر  
 اشعار مولوی بہت سے لڑکے اور لکھنؤ میں لکھنؤ  
 اردو کی تہذیب ہوئی گئی یہاں تک کہ اردو میں  
 ایسا رنجیت کہہ کہ فارسی کو رات کیا۔ سودا اور  
 کا ہم عصر تھا۔ زمان بعد۔ ملخ۔ و آتش۔ کارنا  
 ہوا تو ان کی بولی اور بھی صاف ہے۔ اب  
 آخر میں شیخ ابراہیم۔ ذوق۔ اور دہر۔ اور  
 انیس۔ لکھنوی نے تیار دو کو خوب۔ دولتی  
 انگریز بھی کھی کھی کھی کھی کہ اردو کو اردو  
 ہو کر یہ سیکڑوں برس کے کام ہیں۔ غرض  
 اردو میں اسوس سے کہ علم نہیں اور بولی کا تو کیا  
 بھی مہلک نہیں جو عربی فارسی میں ہے۔  
 بشیر۔ عربی کا جب تم کو مرہ۔ ملے گا تو سچ یاد  
 کر وادی پر وجد کی کیفیت طاری ہو ہو جاتی  
 ہے۔ یعنی صدر الدین خان مرحوم کو میں نے  
 دیکھا کہ باہن و قادم جمع امتحان میں انگریزوں  
 رد و گانے لگتے تھے۔ علماء و اہل زبان  
 کی جستجو میں ہم دوسری زبانوں کے حاجت مند  
 ہیں اور یہ وجہ دہی ہے کہ ہم نے اردو سے  
 کام نہیں چلایا اور چارونا چار دوسری زبان  
 سیکھی پر فی سہمہ۔ اب دوسری زبان کوئی  
 اختیار کی جائے جس کے ذریعے سے علم حاصل  
 اور بولی کام نہ ملے۔ سو بہر خود دراز زبان انگریز  
 ہے۔ کلام الملوک ملک الملک۔ انگریزوں کی

ہستو انگریزین کی تلاش اور محنت اس درجے کی ہے کہ ایسی قوم نے اس صفت میں ان کی ہمسری نہیں کی اب انگریزی کا چال ہے کہ انجینئر باہم ہے۔ یونانی۔ اور عربی اور عبرانی اور سنسکرت اور لٹین وغیرہ میں جو فوہ ہے تھے انگریزوں نے سب اپنی زبان میں جمع کر لیتے اب عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ اسی زبان میں ان علوم کا پتہ نہیں ملا جو مقابلہ فی الاصل عربی میں تھا اور سکا نام انجیر اس کا گواہ ہے۔ انگریزی میں کوئیوں جبر و مقابلہ میں۔ عربی میں مجھ کو تو آج تک کوئی رسالہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور غالب ہے کہ مصر و روم میں بھی ان کے تو اب انگریزی کتابوں کے ترجمے ہوں گے۔ اصل کتابیں معدوم اور مفقود۔ اس سے قطع نظر انگریزی زبان حکام وقت ہے۔ اگر اس میں علوم بھی ہونے تو اس کا زبان حکام ہونا کافی تھا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ ذریعہ رسائی ہے۔ غرض جس پر اسے دیکھا جاتا ہے اسے مقدم انگریزی۔ اس کے بعد عربی اس لیے کہ وہ کلاسیکل ہے۔ فصاحت اور بلاغت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ عربی شار اسلام ہے۔ میرے نزدیک جو مسلمان عربی نہیں جانتا وہ نام کا مسلمان ہے۔ سب کے بعد فارسی وہ بھی اس وجہ سے کہ ہمارے اردو میں فارسی کی ترکیبیں بہت ہیں اور فارسی

کے بدوٹن تکمیل اردو ممکن نہیں۔ حاصل کلام فارسی کو اتنا دیکھو کہ اصل طلب فوت نہ ہو۔ یہ کون کہے کہ فارسی کچھ نہیں۔ علم شریعہ انہل شریعہ اگر کسی کو موقع ملے تو اس کو سنسکرت ہر ترکی اور پشتو اور چینی زبانوں کا سیکھنا قضیع وقت سے بہتر ہے۔ تم تکمیل انگریزی پر اپنی تمام ہمت صرف کرو۔ فارسی کو الوب کے عوض نہ کرو۔ لیکن فارسی میں ہزاروں الفاظ عربی کے ہیں اور کوئی نظر انداز نہ کر دو تحقیق عجیب چیز ہے۔ جو کہ تحقیق کے ساتھ کرو۔ اصلاح کے متعلق یہ بات ہے کہ سیدنا مثل اس لڑکے کے ہے جو چلنا سیکھتا اور اصلاح دہندہ اس کو چلنا سکھاتا ہے۔ ہم لوگ بچوں کو اونٹنی بکرا دیتے ہیں لیکن چلنے کا سارا بوجھ لڑکے پر ڈالتے۔ مگر غرض کرو کہ بجائے اونٹنی بکرا دینے کے ہم لڑکے کو بٹھا دیں اور خود دوڑے دوڑے پھریں تو اس سے لڑکے کو کیا فائدہ ہوگا اصلاح دہندہ اگر خود ساری عبارت لکھ دے تو اس مبتدی کو کچھ نفع نہیں۔ بڑی اصلاح شوق ہے۔ جی کو لگی ہوتی ہے تو آدمی وہ کالتا ہے جو استاد کو نہ سوجھے۔ ... کہاں ہیں اور جو رسی الہ آباد میں ہوئی یا پھول پڑ میں۔ میں اس غرض سے پوچھا کہ شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔ اگرچہ اصلی مدد خدا کی چاہیے لیکن قرابتہ مندی اسی دن کے لیے ہوتی ہے۔ سالی اور میں لفظ دوہرتا

اور مرنے و مرنے... جسکے بچہ پر بھی حقوق ہیں اور  
بچہ کو انکی مصیبت سے بچنا چاہیے۔ یہ تو سب سے پہلے  
بورڈ سے مل کر دیکھنا ہے۔ یہ تو سب سے پہلے  
کرنڈ و ریسٹ مین والے جہاز میں اور بچہ کو  
نہیں ملے۔ علی گڑھ کا نام نہ کرے کہ بورڈ سے ملے گا  
کہ نہ یہ احمد آباد میں خوشنما ہے۔ یہ تو سب سے پہلے  
سے نمبر ترقی پائی البتہ کیا ہم دوسرے کے تابع ہیں  
اور اسکو اویسی کی تعمیر سے ملے۔ غرض جو یہ  
صاف ہے کہ یہ راجہ علی علیی محنت سے ملے  
میں علی گڑھ کو سہا کر کیا جائے۔ یہ تو سب سے پہلے  
صرف مختار سے ملے کہ تم نے اس طرح بچہ کو  
اگر تم پر پانچ برس لگے۔ یہ تو سب سے پہلے  
بات نہیں۔ یہ تو سب سے پہلے  
کا فائدہ ادا کیا کرے۔ میں نے جس کے سامنے  
سے بڑھا تھا۔ اس کی گوارہ میں احمد آباد  
سیر میں محنت کا حال بھی اور نہیں۔ یہ تو سب سے پہلے  
بچہ کو اپنا نام نہ مونا تیار تھا۔ یہ محنت ایک  
سبب سے ملے اور خدا سے بچہ کو اگلاں اور سب سے  
توفیق سے ملے۔ یہ تو سب سے پہلے  
بچہ کی اپنی حالت کو میری اس حالت سے ملے  
کیا کرے۔ اس بچہ میں محنت اور کامل کیا  
ہوئے تو اس وجہ سے کہ کوئی اختیار میں نہیں  
باقی نہیں۔ وہ اس سیر میں بھی سیر  
کتاب میں جو ان سے ملے۔ بار بار امتحان  
کا اہل کہ جی لپا نا ہے۔ لیکن میں برس کی  
غزبتہ اور بچہ نہ بڑھ کر اس کے ہمنام نہ کرے  
سے۔ اس بچہ میں سے ملے گیا ہے تم کو۔

اگر بد نہ تو اندر سے تم سے ملے۔ اگر نہیں کا تھا  
بھی فطرتاً خواہ تم سے ملے۔ لیکن کیا۔ اگر اس کے تو  
مستحق ہوں اور بچہ کو سوار نہ۔ صلاح دینے  
والا کوئی آدمی با استعداد و ہوا و ہر وقت ایک  
دھن لگی رہے۔ تب جاوے گا اگر نہیں آئی۔  
اور اگر نہیں کی کیا تخصیص ہے۔ ہر علم میں  
کا ہی حال ہے۔ لفظ اویسی اور اس  
کی بات میں تم کو لکھنے والا تھا۔ حرم کا  
بچہ و مرنے اور دین میں نہیں تو اویسی بالاد  
کیوں ہو اور اویسی ہو تو اس کی جسک  
اس کیوں ہو۔ اسی طرح اگلاں وغیرہ  
لیکن ایک فطرتاً مستحق دو لکھنے کا  
رواج پانچا ہے۔ تم چاہو۔ یہ تو سب سے پہلے  
تفصیل کر دیا جائے۔ ہو کر ترک دو کا  
الزام یہ تو سب سے پہلے۔

ایک شخص سے ملے تھا۔ اس شخص سے  
مستحق ہی طرح اسی کان میں رہتا ہے کہ یہ  
سارے سارے دن کان پر ہی آواز نہیں  
پر ہے اس کو اس بات کا یقین کرنا محنت  
مشکل ہے کہ دنیا میں لوگ خط کے نہ خط لکھی  
رہا کہ یہ نہیں۔ بشیر۔ یہ تو سب سے پہلے  
تفصیل علم کا شوق نہ ہو جس کا قدر و قدر ہے  
حالات نہ کہ یہ تا جا رہا ہے۔ یہ تو سب سے پہلے  
ہوں کہ ہو تا تا میں کیا جو تم کو جانتا ہے  
یہ بھی جانتا ہے کہ تم مجھ کو اور اسی  
میں بچہ و میں میں تم کو یہ نہ ملے تھا۔

شمر دینا شرط ادب و جوہر شدہ اندر ہے لیکن  
 شمر نہیں تم کی قسم کہ ہے نہ شرعی عقل۔ عرفی شایا  
 بیاہ کے واسطے میں جو شرم لوگ کیا کرتے ہیں وہ  
 نہ شرعی ہے نہ عقلی بلکہ محض عرف ہی ہوا وہ ہم  
 دنیا کی بامندی ہے۔ تم کہہ اور کتاب اور کھانا  
 یہاں تک کہ ٹوٹی اور جوئی یعنی جوئی چھوٹی  
 ضرورتوں میں ہمیشہ اپنی ذالی اسے کامل انداز  
 اور بے بالی کے ساتھ ظاہر کیا کرتے ہو نہیں  
 کوئی دیر نہیں کہ ایسے امر اہم کی نسبت جس سے  
 مختارے دین و دنیا کا بناؤ بچا رہنصر ہے  
 تم سے اسے طلب کی جائے۔ تم شاید چلیے  
 کر کے کہ یہ معاملہ مشکل ہے اور مجھ میں ایسے  
 ہو غظیمہ کی نسبت اسے دینے کی قابلیت  
 نہیں۔ سچ ہے۔ اسے طلب کرنے سے  
 یہ طلب نہیں ہے۔ کہ خواہ نہ خواہ مختار  
 اسے پرعمل بھی کیا جائے بلکہ صرف اپنی  
 غرض سے کہ مختاری طبعیہ کا رجحان اور بے  
 دریافت ہو میں مختارے بیاہ کی نسبت عقل  
 ہوں۔ ... کے یہاں جو تذکرہ ہوا تھا  
 تم کو معلوم ہے ان کو بھی انکار نہیں۔ اور یہ  
 اصل سخن میں اتفاق ہے تو چھوٹے اختلافات  
 مہر وغیرہ میں ہو جائیں گے۔ وہی میں بہا  
 اس کی گفت و شنود ہو وہاں کے حالات  
 تم کو بتا سانی معلوم ہو سکتے ہیں۔ پس تم اپنی  
 اسے بھی ظاہر کر دو کہ تم کو کیا منظور ہے اور اس  
 جگہ تعلیق پیدا کرنا پسند ہے۔ بہرہ ورانہ غرض کی  
 بات نہیں ہے۔ انسان کی خلقۃ ہی طرح کی ہے

کہ مرد اور عورت میں اختلاف ہوا اور انکی تسلسل چلیے  
 تم خیال کرو کہ اگر بے شرمی کی بات ہوئی تو میں  
 کیوں بوجھتا۔ میرا بہ اصرار بوجھنا اس کی دلیل  
 ہے کہ تم کو اپنی اسے ظاہر کر کے میں مضائقہ  
 نہیں کرنا چاہتا۔ اگر تم کو ذوق کا خیال ہے  
 تو اپنی اسے کو اعلان کے ساتھ صحت ظاہر کرو  
 اپنی اسے کان میں کہ دو یا اپنی ہسٹون سے  
 بیان کرو یا مجھ کو لکھ بھیجو یا لکھو بھیجو۔ ...  
 صاحب کے خطوط برابر چلے آتے ہیں۔  
 ایک ہر جس میں ان کا معمولی لفظ ماہی ہے  
 اب ہے مختار سے سننے کو بھیجتا ہوں۔ تم اس  
 پر ہے سے بھی ان کی گروہ کی گئی ظاہر ہوئی۔  
 بیٹی والا اس سے زیادہ کیا کرے گا۔ تم  
 لوگوں نے بے چارے کو تو دیر سے میں دل  
 رکھا ہے۔ بات کو ایک سو کر چلو۔ چھٹی سنو۔  
 دوری پر جو چھ اعتراض کرو۔ تم کو وہی میں اس  
 گھر نہیں ہے گا اور اس منہ وزارتی کے ساتھ  
 اور اگر ملے تو چشم ماروشن دل شاہ۔ ... حسب  
 چھ کو ہر چند میں ملامت لکھتے ہیں کہ تو نے  
 میان بندیر کو ناحق چھوڑا تجھ سے بہتر ان کو  
 پڑھانے والا نہیں ہے گا۔ میں ہمیشہ آنکو  
 سمجھاتا ہوں کہ مذہری میں میان بندیر  
 فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سولہ بیس مجھ کو شرمندہ  
 مت کرنا۔ نیچے نواب اور فیروز کے  
 لئے خواجہ صاحب نے بڑی سرگرمی کے  
 ساتھ اہتمام کیا ہے۔ عبد القد اور منور  
 دونوں کو نوکر رکھا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ بیچارہ

ہوتا ہے۔ اور اس وقت تک تعلیم  
علاہ ہو رہی ہے۔ سچ کہا ہے بڑا کرتے  
کی۔ یعنی علم اس کا جو محنت کرے۔ انگریزی  
بولنے کا کیا حال ہے۔ تم کو خود بھی حال  
و سابق میں تفرقہ محسوس ہوتا ہو گا۔ احد  
تھو کہلاس میں ہے۔ رہبند مشن سکول  
میں پڑھتا ہے۔ غرض ہر طرف اور ہر جگہ  
لوگ کچھ کہتے ہیں۔ فکر سرکس بقدر بہت  
اوست۔ اس ضلع سے علی گڑھ میں بھی  
لڑکے گئے ہیں اور چلے جاتے ہیں علی گڑھ  
کی کیا تخصیص ہے شوق ہو تو وہاں کتب  
سفرہ اور اونٹنہ کی یونیورسٹی کا حکم  
رکھتے ہیں۔ ۸۔ مارچ سن ۱۹۱۰ عیسوی

تھو کہ جس میں تم نے... صاحب  
کے خاندان کی نسبتہ اپنی پسندیدگی کا  
کی ہے میں نے بہت خوشی سے بڑھا۔  
شاہ باس آزاد می اور حقول پسند ہی اسی کا  
نام ہے۔ مجھ کو بھی بھاری راسے سے  
الفاظ ہے۔ اور بات ابھی لگا رہی ہے  
اور چون کہ یقیناً... صاحب کو تم سا  
آوی مل نہیں سکتا تم کو عجب کہنے کی  
کوئی وجہ نہیں۔ جب تک ہمارے وقت  
جواب صاف نہ ہو وہ لڑکی کہیں نہیں  
سکتی لیکن ایسے معاملات میں جہاں  
وجوہ پر نظر کر فی ہوتی ہے... صاحب  
کے کہہ کا دستور کچھ عجیب طرح کا ہے۔ نو

برس ہو سکے کہ زن و شو میں کچھ تعلیم نہیں  
اس کا اثر آگے والا دہر بہت ہی زبون ہو رہا ہے  
آن کو نہیں دیکھا یا جانا کہ تعلیم زن و شو میں  
کیا ہے اور اس تعلیم سے کیسے کیسے حقوق  
ایکے دوسرے پر ثابت ہوتے ہیں انکی  
طرز ماند و لوو ہماری طرز ناظر و پو و سے اس فکر  
مختلف ہے کہ جو ان کے یہاں بہتر ہے  
اس کو ہم لوگ عیب سمجھتے ہیں۔ یہی تعلیم  
اگر خدانہ خواستہ ہمارے یہاں ہو تو کھس  
ایک دم نہ چلے۔ ضرور ہے کہ مفارقت ہو جا  
پھر صورتہ کا بجا غضب ہے۔ ان کو نہ ضرور  
اپنی صورتوں پر ناز ہے بلکہ دنیا کو بد صورتہ  
سمجھتے اور بد صورتوں سے نفرت قلبی رکھتے  
ہیں جب مزاج کی یہ کیفیت ہو تو واقعہ میں  
ایک دن کا نباہ نظر نہیں آتا۔ مرد و ایک  
کوڑی نہیں گھٹا تین تھے۔ اور شش صاحب  
بیجا سے تو تحفہ مصداق شادی کی فکر  
میں تھے وہ بھی پیش رفت نہ گئی۔ ہر سے  
آن کو بحث نہ تھی۔ اور سچ یہ ہے کہ ہمارے  
تعلیم خانہ داری بے ہماری آماو کی کے  
درست ہو نہیں سکتے۔ گورنٹ کو کیا  
داخل۔ راج۔ آتش بازی۔ اور دنیا بھر  
کی تفصیح ممکن نہیں کہ نہ ہو جس طرح  
مولوی... کا خاندان حقیقت مرگ سے  
واقعہ نہیں... صاحب کا خاندان  
نہیں جانتا کہ پردیس کیا چیز ہے اور ہاں  
تاکہ مجھ کو یکم صاحب کا حال معلوم ہے وہ

معلوم کرنا تھا سو ہوا۔ تم اس بات کو اپنے ذہن میں مت رکھو۔ مجھ کو اور اپنی ما کو اس کا فکر و انتظام کرنے دو۔

اجی حضرة انگریزی میرے نزدیک گرتی چلی جاتی ہے۔ مجھ تم کو اس کی پروا ہے یا نہیں۔ قاری ہو چکی۔ عربی نرمی الف لیلہ سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ نے اسی البیان کے لئے ہوتا ہیں جن کو کان برداشت نہیں کر سکتے۔ عورتوں کے زیور وں میں ہاتھ پاؤں گلے کے زیور پسندیدہ ہیں۔ زینتہ نے جنتہ اور کان ناک میں سوراخ کرنا ایک زنانہ جاہلیتہ کی رسم ہے کہ چلی جاتی ہے۔ سان بشتہ سال مجھ گرمی زیادہ سخت پڑ چکی۔ کوئی ہلکی سی شیریں بیا کر و۔ پانی میں تھوڑا کیوڑہ نرمی لفریح کا باعث ہے۔ ان اطراف میں آب و ہوا اچھی نہیں چھلک تب بلکہ ہیضہ بھی ہے۔ غازی پو۔ فیضان آباد میں زیادہ شورش سنی جاتی ہے۔ غمزدار کے ساتھ آسائش جیسا نی کا حاصل کرنا ضروریات سے ہے۔ خصوصاً گرمی اور برسات کے دو موسم رومی ہوتے ہیں جست باط رکھنی چاہیے۔ ۱۱۳۔ ابریل ۱۳۱۷ء

خط جس میں اطلاع والہ مندرج ہے پہونچا مجھ کو لڑکیوں کے بارے میں کیا سمجھا رہا ہو۔ مجھ کو تو مطلق اولاد سے منردہ ولی ہے۔

بیٹی کو جدا نہیں کریں گے۔ گو اس وقت مونہ سے کہیں لیکن جب بالکی ڈپوڑھی پر لگا دیا جائے گی تب حقیقتہ کھلے گی۔ بیشک زن و شوہین اتحاد ہو تو بابا بپ کا کچھ ورین لیکن مخالف عدورہ۔ مخالف مزاج۔ مخالف عادات کے ہونے اس اتحاد کا ہونا تو ناممکن ہے جس کی مثال ایسی ہے جیسے عمدہ کھانا جس نے نہیں کھا یا اس کا جی لگتا ہے اور جو روڑ کھاتے وہ اس کی مطلق قدر نہیں کرتے۔ میں نے۔۔۔ کو نہیں دیکھا مگر سنا کہ بھی وہ شہر میں اپنا جواب نہیں دھتتیں۔ لیکن۔۔۔ صاحب کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا ہے۔ دہلی میں نے شک اکثر جگہ سنا ہے۔ لیکن خدا کی قسم ایک ہمارے گھر کی عورتیں ہیں کہ ہر طرح کی عمدگی ان میں ہے۔ پاک دہنی۔ دین داری۔ ہنر خانہ داری۔ شوہروں کی اطاعت گزاری۔ نیک ولی کفایت شعار ہی کیا ہے جو ان میں نہیں۔ مجھ میں ورہ تھاری مائیں کبھی بگاڑ ہوتا لیکن اس میں کچھ میرا قصور اور کچھ انکی غلط فہمی۔ مطلب یہ ہے کہ دہلی میں بھی بستو کیا ہے شاید کوئی اچھی لڑکی مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم کو زیادہ آسائش پہونچائے گی۔ بعض عورتوں کے حالات پر نظر کر کے مت ڈرو۔ دہلی میں ہزاروں خاندان ہیں اگر زن و شوہین موافقت نہ ہو تو دنیا کا نظام کیوں چلے۔ مجھ کو صرف تمھارا تشاے خاطر



تم جیو اور خدا تم کو صلاح و ناسو۔ و با اقبال  
 کر کے پھولو پھلو۔ مجھ کو دوسرا اپنی اور کار  
 نہیں۔۔۔ اور۔۔۔ اپنے گھر وں میں آو  
 ہوں۔ آن کو خوشی ہو۔ مجھ کو بیٹوں کی  
 تمنا نہیں۔ مختار سے آنکھوں دیکھتے۔  
 ظہیر نصیر حسین۔ وہ دو تو ہم لڑکے۔  
 اور لاکٹ و ہاک کھیتے ہوئے اور ہر کشتی  
 کس کس کا رخ کیجے کس کس کو روئے۔  
 فرقہ دشمنان محمود اور ہندوستان یونانی  
 عورتیں یہودی کسی تباہ حال میں ہیں کیا  
 تم۔۔۔ کی مصیبت یہ نظر نہیں کرتے۔ پھر  
 جیلا کوئی قاتل لڑکیوں کے ہونے پر حیران  
 ہو سکتا ہے۔ وہ جو عیب قرآنی ہے۔  
 اِذَا ابْتَسَرَ احَدُكُمْ بِالْأَثْمَانِ ظِلٌّ وَنُجْمَةٌ  
 قَصْفٌ سَوْدٌ اَوْ هَوْلٌ ظَنِيحٌ اَيْسَكُهُ غِلَالٌ  
 هَوْنٌ اَوْ تَكِيَّةٌ مَشِيَّةٌ فِي التَّرَابِ يَدُ الْبَدَاوَةِ  
 کشی کے لیے تھا جس کا عربین میں بیزار  
 تھا۔ کھا قال الله تعالى اِذَا الْمَوْءُودَةُ  
 سَأَلَتْ بِأَنْفِ ذَنْبٍ قَتَلَتْ۔ جب مجھ کو  
 اور تم سب کو اس کی حیا و مہار کی طرف  
 طہیمان نہیں تو ایسے مہمان چند روزہ کی  
 نسبت خوشی و ناخوشی کا کیا محل ہے۔  
 لَمْ يَكُنْ مَنَادٌ يَدْعِي كُلَّ يَوْمٍ۔ لَدَوْلِ الْمَوْتِ  
 وَابْنُ الْكَرْبِ۔ خداوند گریہ سے اپنے  
 فضل سے مجھ پر بے سطر زرق بہت کچھ کیا ہے  
 اور میں بہت بہت اس کی نعمت کا شکر گزار  
 ہوں۔ اگر دس لڑکیاں ہوں تو مجھ پر ذرا

بار نہیں۔ مگر ہوں اور صاحب نصیب ہوں  
 نہ یہ کہ کم بخت جب قوت شکم پیدا کریں اور  
 دلون کو فریفتہ کرنے لگیں تو کستا مارا دھچک کر  
 آغوش بھر میں لے کر سوئیں یا جئیں تو۔۔۔ کی  
 سی آسوا اخیوة جئیں۔ راستہ آشنا بھی  
 وَحْدَ لِي اِلَى اللّٰهِ بَرِي مَبَارِكًا وَبِهِ سَمِعَ کہ  
 مختار می والد نے جان برمی حاصل کی۔  
 اب اُن پر تاکید کر کہ یہ کم بخت دو لڑکیا  
 ہوگی۔ کچھ تو اپنے تن بدن کو لگائیں۔  
 نام تجویز کرتے مجھ کو تامل ہوتا ہے۔ یہ  
 کم بخت جلد جلد مرے اور میرا نا بھی خراب  
 کرتے۔ مجھ کو ابوالہار اور محمود کا کشت تن  
 ہے۔ کیسے پیار۔ نام تھے۔ اس لڑکی  
 کی کیا تخصیص تھی۔ خدا کے فضل سے سیر  
 یہاں سبہ و حین مبارک قدم تھیں۔ اس  
 لڑکی کی آمد کے ساتھ مجھ کو علم مہیہ کی کتاب  
 پر بالنور و پیمہ الغام لاجس کی مطلق توقع  
 نہ تھی۔ اول تو میں اس کتاب پر چار سو  
 پاچکا تھا۔ پھر یہ مال تھا ورنہ صاحب کا  
 کہ انکی وفات کی وجہ سے لا وارث ہو گیا  
 اور بڑا خدا شہ یہ تھا کہ ہمارے بغل  
 کے لفٹ گورنر بہادر انعام کے مخالف  
 حین اور جب سے زمام حکومت الگ ہاتھ  
 میں ہے شاید یہی ایک انعام دیا ہے و  
 بھی انعام کے نام سے نہیں بلکہ کا پیٹ  
 یعنی حق تصنیف خرید کیا ہے۔ لیکن مجھ  
 روپے سے مطلب ہے۔ چاہے انعام آ

گرامر انگریزی و عربی سے تم نے قطع نظر کر رکھا ہے اور میں ہمیشہ اس کی خدمت میں تم پر مشاہدہ کرتا رہا ہوں۔ کوئی ہٹاؤ انگریزی دان صاحب استعدا و صلاح انگریزی کے واسطے اپنا کتاب تجویز نہیں ہوا۔ یہ تمہاری ملن ساری کا حال ہے۔ والدہ۔

۱۸-۱ اپریل ۱۹۰۷ء عیسوی روز شنبہ

میں ہرسون سے گھوسی میں ہوں۔ سربراہ عظم گدڑ اور پیدین مجھ کو مختار خط ملا۔ میں مختار کے اس خط کے پڑھنے سے مطلق خوش نہیں ہوا۔ میں شروع سے کہتا تھا کہ بشیر مجھ سے مل گیا ہے کہ جو یو ما فیو ما پڑھے اس کو ضبط کرتا جائے اور ہر وقت امتحان کے لئے آمادہ رہے۔ نہ یہ کہ جو پڑھا پلے کے ... کی طرح تو پ دیا۔ اب یہ غدر کہ مجھ کو امتحان کی خبر صرف دو دن پہلے ہوئی غدر بدتر از گناہ ہے۔ تم کو اس کا بھی پتا نہیں کہ دو منٹ پہلے تم کو خبر ہو۔ پوسٹ می ریڈ می ایٹ اسے موٹو فٹس تم دو دن کو غیبت نہیں سمجھتے۔ مجھ کو اب جو میں دیکھتا ہوں ہرگز ہرگز پورے نمبر کے لائق نہیں۔ تمہاری یادداشت نہیں ہے جیسے کوئی بھولا ہوا خواب بیان کرے۔ مثلاً متحین پوچھتا ہے کہ لم کیا عمل کرتا ہے تم جواب دیتے ہو "آخر سے حدیث ملتا ہے" تاکہ کر دیتا ہے اور آخر میں مسکن کرتا ہے

باقی الترجیمہ کا دم۔ جی چاہتا ہے کہ اپنی انعام مقارن ولا دقہ واقع ہوا ہے بیچ دون مگر روپیہ عظم گدڑ میں سے گاندرا اول ہی میں بیچون گا۔ اسی بالنو میں ہاتھ باؤن کا زیور پورا کیا جائے اور غالب سمجھے کہ کافی بلکہ کافی سے زیادہ ہو۔ بشیر میں تمہارے امتحان کے نتیجے کا منتظر ہوں۔ نہ صرف نتیجے کا بلکہ اس کا بھی کہ تم سے جواب دینے میں کسی کیسی غلطیاں سرزد ہوئیں اکثر فہم سوال میں غلطی ہوتی ہے۔ پڑی بات تو یہ ہے کہ عبارت سوال کو بغور دیکھ کر سمجھا جائے کہ مستفسر کیا پوچھتا ہے پھر لکھا اوقات لوگ اظہار علیتہ کی شکل سے فضول باتیں لکھے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے دی مور پوٹاک دی مور پوار۔ تمہارا یہ جلا امتحان ہے۔ ابھی سے اپنے نہیں سمجھا لو۔ تم مجھ کو بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف متوجہ کرتے ہو اور مجھ کو ہر دم و خطہ مختار سے خیال سے فراموش نہیں۔ تم ماشاء اللہ نقد ہو اور یہ سب یہ یعنی فرض اور کس اتم نے نہیں سنا۔ کہ تقدرا بہ سب یہ نگران شستن کا خر و مند ان نیست۔ لڑکیاں آنور کی بھرتی ہیں جن سے سو اس کے تکلیف کے چھ موقع نہیں۔ مجھ کو خوف ہے کہ یہ روح جدید اہمید مجھ نہ کچھ تمہارا وقت صرف کرانے کی تم اس کے ساتھ کیا دگر بہت تھوڑی تر

یہ نرا اصل جواب ہے۔ لم کا مطلب مل ہے  
اسکان الاخرہ اس کا تاہر نہیں طور سے  
ہوتا ہے۔ اگر خرمین تو اعرابی ہے  
تو حذف نون یہی اسکان الاخرہ ہے۔ او  
اگر خرمین حرف عملہ ہے تو حذف حرف  
عملہ ہی اسکان الاخرہ سمجھا جائے گا۔ ورنہ  
حذف حرف آخر سے اسکان الاخرہ  
ہوگا۔ کہان یہ جواب اور کہان تھاری کا  
تھارے الکر نری کے جو ابون سے بھی  
برجوا ہی اور عجلہ ظاہر ہے۔ یہ نہیں  
کہ مستفسر کی بات پر خوب غور کر کے اور  
اطراف و جوانب پر بھی طرح نظر ڈال کر  
ایک تھلا ہوا جواب دیا جائے۔ مجھ کو تم  
سمجھ لیا ہے کہ اس کی عبادت بلکنے کی  
ہے۔ خدا خود تھارے دل میں اے کہ  
اگر ایک امتحان لکھ کر تو خیر لکھے امتحانوں کے  
لئے ایسی آبادی لے کر وہ ہر سوال کا نمبر کامل  
حاصل ہو۔ پڑا کہ یہ ہے کہ جو پڑھو تحقیق سے  
پڑھو اور یاد رکھو خصوصاً اگر امر کہ یہ جس قدر  
ضرور ہے اسی قدر تم اس سے بے خبر رہو  
رکتے ہو۔ ایک بڑا خوف یہ ہے کہ لکھ کر  
نظر ثانی کرنے کی تھاری عبادت نہیں  
ہم لوگ تو اپنے جوابوں کے سوا کچھ لکھتے  
تھے اور ان کو گنتا بونٹ لاکر دلا لیتے تھے۔  
بھلا خیر اگر ضیق وقت کی وجہ سے سوڈ  
نہ کر سکو تاہم جواب کو مکمل بہ غور دیکھنا ضرور  
ہے۔ میں تم کو کسی قدر عذر بھی سمجھتا ہوں

کیونکہ یہ پختہ راستہ امتحان تھا۔ یقین ہے کہ  
انتشار اشیاء تھا جس کے آئینہ امتحان خود ہوتا  
تھے۔ پھر طویل امتحان کا ہر سوال یا کسی ہم جامعہ  
کھڑے کر رہا تھا۔ اس سے نزدیک موجب  
بے خبری ہو گا۔ مجھے بھی پھر اتنے حال تھا  
کہ امتحان لکھ کر تو مددوں کا مجھ کو دلا ہی رہتا تھا۔  
مخون ہر حال وہ ہر حال سبب کیسا  
کہ کوئی ہم سے چھپا ہو۔ ضرور ہمارا قصور  
ہم سے ہے۔ اور اگر ایک دفعہ کوئی باہری  
لے گیا تو دوبارہ کیوں لجاوے۔ کالیدغ  
المومن من جہر واحد مرتین سچ کہ آئی  
عند الامتحان لیکر الوجل اولیہا  
مغزوہ ہیں جن کو امتحان میں کامیابی  
انصیب ہے۔ دہلی میں تھارے قلعہ  
وقت کے بہت سامان ہیں مگر پڑھنے  
لکھنے میں تھاری اور کچھ نہیں اور جو ہے اس  
ستفید ہونے کا تم کو سبقہ ہیں۔  
۲۔ مئی ۱۹۰۷ء علیہ ص ۴۰

مجھ کو ابھی تک تھارے اسی خط کا  
جھگڑا لگا ہے جس میں تم نے حال امتحان  
لکھا تھا اور جھگڑا کیوں نہ لگے میں ماننے  
کے حال پر نظر کرتا ہوں پھر اپنی طرف  
دیکھتا ہوں کہ اگر ہمیں سے سبجا وز ہوا  
ضعف قومی مجھ کو محسوس ہونے لگا  
تھاری بدشومی اور بد استعدادی کا یہ  
حال کہ پہلی سطر میں مربع واحد۔ اور

غلام حسین کم اور ایک مہینہ کم۔ اور کیا لکھ  
 میں کہ تلخ طرح کی ضمیریں۔ شاید میں نے  
 کبھی تم سے خط لکھو یا ہے اور اس میں نراوت  
 معالیم و لوک فی امانہ و لیا لیر آجاتھا۔ تم نے  
 ضمیر میں وہ خط لکھو جس کا کیا خیال کرے  
 انہاں ہوتی ہے۔ ہنوز دلی و دور علی دانی کا کیا  
 نہ کو۔ ابھی تک درست نہیں۔ اب و دوسری  
 سطر پہ چلو تو آو اسے۔ میں الف معرو و دہ لکھی  
 ادار ایک وزن صدر مجر دہے جیسے بقاؤ۔  
 عثمان۔ ادار الف بقیہ۔ ادار الدین۔ ادار الہ  
 باحسان۔ فعال کا فعال کیون ہوئے گا۔  
 عربی آتی ہوا اور تو وعدہ تحفظ اور معلوم ہو کہ کو لکھی  
 غلطیاں کیسے تھیں۔ ادار ادب کو آو اسے  
 ادوب۔ ادوب البتہ الف حمد و دہ ہے۔ و  
 جمع ہے ادوب کی جیسے اقوال۔ خیال۔  
 ادوب کا ادوب ہوا۔ گویا ادوب کا فرض  
 ادوار کر کے بعد۔ خدمت بھی قلمدار  
 رسم بخط غلط۔ قطعی نازائدہ ہیں سب گولی  
 باجھوئی لکھنی جاسکتی ہیں خدمت ہوا۔ گو  
 کی خدمت پر وہ بیان قاعدے کا مذکور ہے۔  
 پھر خدمت کے نوشتہ ہونے میں کیا شک  
 ہے۔ علامت تانیث مت موجود اس کا  
 صفتہ متقدّمہ یا متدّبرہ ہونی چاہئے  
 نہ قدس کردہ صنیعہ مذکور ہے۔ سو صاحب  
 تم سے حاصل تھا ہی نظر جو ہے۔ چھوٹے قاعدوں  
 کا خط نہ کرے گی تو تم کو قاعدہ یاد کیا کہ  
 رہے گا۔ تم کو میری اس عیب گیر سی سے

شکایت ہوتی ہو گی کہ رسالت کی زیر افروغ ہے  
 کہ تم کو تھار سے عیوب پر ملاحظہ کروں۔ تم نے  
 عربی کا امتحان تو کچھ بھی نہ دیا اور میری اس خبر  
 اگر میری کا ہوا ہو گا کیون کہ جس کی عا دہ صحت  
 کی ہوتی ہے وہ سب چیزوں میں ہنیا ملے گا  
 اگر میری سے میں خبر و عاجز ہوں اس واسطے  
 کہ مجھ کو نہیں آتی اور اگر میری نقد بر میں کچھ آتا  
 تو خدا کرے کہ وہ علم دین ہو۔ میں بڑی ہون  
 اگر میری سیکھ کر کیا کروں گا۔ مگر تم اس کے  
 سخت حاجت مند ہو۔ تم مجھ پر نظریات کرو کہ میں  
 ایک سگ دیا ہوں۔ لیکن مجھ کو مجھ کر علم  
 مختاری و اوصیال۔ اور ناخیال کے لیے مختار  
 شرف رہا ہے۔ کیا افسوس کی بات نہیں کہ  
 تم خاندان علماء میں ہو کر عربی میں غاکم ہو۔  
 بخدا کچھ کو... وغیرہ کی حالت یہ نظر کر کے  
 افسوس ہوتا ہے۔ ہم لوگ ایسے نا اہل پیدا ہو  
 کر علم سے مناسبت نہیں۔ سولہ تیر سے مختار  
 اگر میری توانا نہ تمام کند۔ اگر صرف قرآن کا  
 ایک رکوع بہ نظر تحقیق دیکھتے رہو یا کوئی  
 رسالہ فقہ یا حدیث شروع کرو تو بھی غالی نہ  
 منفعہ نہیں کہ جو کچھ بڑھو تحقیق اور ترقی  
 کے ساتھ۔ خدا تم کو توفیق دے اور میں  
 اپنے جیسے ہی عالم اور فہم میں دیکھوں۔  
 تم نے چھوٹی بچی کا نام بشر علی خوب تجویز  
 کیا کچھ کہہ رہا ہے۔ میں نے اپنے غلام  
 علی نوشتہ فعل التفصیل لکھا تھا وہ بھی ہے  
 گا ایک فعلی الصفتی کہلاتا ہے تاکہ ادا قسم

شہر تری۔ یہ تو ایک انصاف بانٹ ہے۔  
 خدیجی اصل میں جعفری تھی۔ حتیٰ کی رفا  
 سے حق کو کسر دیا گیا لغت میں جعفری  
 کے معنی لکھے ہوئے ہیں۔ مینی لکھنا اعلیٰ ہو

آج مجھ کو غلط گڑھ آئے چھٹاؤں ہے۔ صرف  
 ایک دن کچھ ہی گیا پانچ دن علالت کی وجہ سے  
 معذور۔ اصل میں مجھ کو زکام ہوا اور وہ بند  
 ہو کر عروق کی طرف متوجہ ہوا۔ تب آئے کلی  
 کل اچھا تھا۔ آج خدیجی کے ساتھ تب آئی  
 ذالقا اور شامہ دونوں معطل۔ تاہم محل ترڈ  
 نہیں۔ برہمی تکلیف ہے کہ گوشت کھانے  
 کو نہیں لگتا۔ نوکر دن کی گورنگی اس حد تک  
 پہنچی کہ باغوا سے طبیب ان کو گوشت نہیں  
 بہم پہنچتا۔ مجھ کو اس کی خوشی ہے کہ تم لگتے  
 برسے نہیں رہے کہ فیل ہو جاؤ لیکن تاوقتیکہ  
 تم ضعف سے زیادہ نمبر حاصل نہ کرو باسٹھ  
 کرڈاکٹ یا اکوٹھ ہسپتال وچہ سیکس کے  
 سخت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ صاحب تم قاعدہ  
 پیٹتے ہو تو تم کو کیربی سائز کا کیا خوف۔  
 کوئی کیسی ہی سبب چینی کرے تم کو جواب  
 اطراف و جواب کو بچا کر دینا چاہئے۔ تم کو  
 برسوں سے باس کیا یعنی آنکھوں نے  
 سمجھا رہا ہے کہ یہ بڑا بڑا۔ زبان والی قدیم  
 ہے صرف دعو۔ لذت۔ انشاء محاورات۔  
 ہنساں و کھات پزیریا و دزد و دزدانی  
 کے نمبر دن پر پڑا کاظہ ہوتا ہے اور سانس

فی نفسہ فعل ہے لیکن عالم پسند نہیں۔ غرض  
 ایسا قصہ کہ وہ امتحان آئندہ میں یہ نقص راقی  
 نہ رہیں۔ بلے شک کلاس میں (ہی)  
 طلبہ میں اور سب برہمقتہ لے جانا مشکل کام  
 ہے لیکن آخر کوئی اول ہوگا۔ کیا وجہ کہ وہ  
 کوئی تم نہ ہو اور وہ سہرا ہو۔ ابھی چالیس کیلک  
 ڈرے۔ اسی حضرت یونیورسٹی کے امتحان  
 میں ہزاروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔  
 مرد ہا کہ ہر اس انسان نشوونما کی نسبت کہ اسان نشوونما  
 کام پائی کی تدبیر یقینی یہ ہے کہ جو بڑھا چھ تحقیق  
 اور جتنا نظر سے گزر آیا۔ اگر کوئی قاعدہ یا  
 محاورہ دیا کوئی انصاف قابل یادداشت لگیا  
 ایک نشان خاص حاشیہ کتاب پر کر دیا یا پڑو  
 یادداشت ایک کتاب میں لکھ لیا اور وقت  
 فرصت میں غور کر کے رہے محنت یاد داری  
 کے ساتھ جاری رکھو نہ یہ کہ سارا وقت غفلت  
 میں ضائع کرو۔ امتحان قریب ہو تو لکھ لیا۔  
 اور ہر مہینہ خود اپنا امتحان لے لیا کرو۔ خود  
 سوال بنائے یا دوسرے سے بنوائے اور  
 یہ طور مشق ان کے جواب لکھ کر عمل میں آکر  
 کہوین سوالات صحیح و باکرون۔ کمال فن میں  
 عجیب قدر اور قوت ہے۔ ایک بات ان کے  
 عمدہ حلوات ہو تو دوسری زبانوں کے  
 حاصل کرنے میں ضرور مدد دیتی ہے جس قدر  
 لوگ مجھ سے تعارف رکھتے ہیں سب بخیر  
 حال اکثر لوچھا کرتے ہیں اور فکر میں رہتے ہیں  
 بہت اوست۔ کوئی کتابت خوب کیسا

کوئی ایسا سپہ سالار۔ یہ بختیار سی کو شمشاد اور  
 عمتہ بنیہ سے ہے کہ جو لوگوں کے نزدیک  
 جتنی بناؤ یا دشمنی ہو کہ یہ کہ تم کو سناؤ  
 میری کامیابی ہو اور زور و سہارا دہم کو نصیب ہے  
 یہ صاحب ہمارے ہمارے حالات کے  
 سے ہے۔ اگر بنا سب سمجھو تو کبھی کبھی  
 ان کو چھٹی لکھا کرو۔ گری کا دن بہار ہو جاتا  
 دن کا سونا غلام انتظام آگئی ہے۔ جھلنا  
 انہیں لکھا آگیا جھلنا انتظام آگیا  
 اور ایک نظامان جل یہ ہے کہ جو لوگ دن  
 سے ہیں رات آئندہ جو بھر جاتی ہے  
 ہریدہ ہے کہ تم فروان کے سونے کی عادی  
 نہیں کی۔ تو دن بھر کیا کرتے ہو۔ تم نے  
 ایک خط میں جناب میں لکھا۔ جناب اور میں  
 دو گئے ہیں گانہ میں۔ ان کا ملا نا خلاف  
 قاعدہ۔ عوام کو عالیشان میں بڑی غلطی ہے  
 عالیشان اور اس یہ دو نام ہیں۔ عالیشان کے  
 معنی بیوی یا بیٹہ والی عیشیں سے نکلا  
 جس کے معنی زینت۔ اور بھر صاحب کی  
 از وارج طہارت میں ان بیوی کا نام ہے  
 جو حضرت ابو بکر کی بیٹی تھیں۔ اس سے علم  
 ہے فرعون کی عورت کا جس کے معنی ہیں  
 خوار ہے کہ میں۔ اسی غم و غم خوار کی ہیں  
 شمشاد یا عالیشان یا عالیشان سے غلام ہیں  
 یا اور کچھ۔ لوگوں کی ضرورتوں میں کام آنا  
 اچھی بات ہے لیکن اول خویشی پسند  
 در خویش۔ اپنی ضرورت سے پہلے غم ہے

ایسا مت کرو کہ بختیار کام کا وقت لوگوں کے  
 خطوط لکھنے یا بچوں اور بندگان کی تعلیم میں  
 صرف ہو۔ بختیار خط لکھنا اگر بکار آمد ہے تو  
 صرف اسی قدر کہ مجھ کو لکھو۔ بخوبی میں تو صلح  
 ایک نیا یہ عمدہ کتاب ہے بشرطیکہ جی لگا کر  
 غور سے اس کو بالائستیاب دیکھو اور یاد رکھو  
 مائیکہ فی الصفت بھی صرف میں اچھی ہے  
 مشارق المآثر جس کا ترجمہ مولوی خرم علی صاحب  
 نے کیا بختیار سے لیے نافع ہے۔ ہر روز دو  
 حدیث کا سمجھ کر دیکھنا بڑا فائدہ دے گا۔  
 لیکن اپنے مطالعے سے استفادہ کرنا تم  
 امید نہیں اس نظر سے میں ہی صلح دین  
 گا کہ عربی میں کوئی نہ کوئی چیز باہر ضرور  
 پڑھو۔ تم نے منطق کا نام سن کر بہتے بارہی  
 ورنہ اب تک دو تین چھوٹے چھوٹے سے  
 ختم ہوئے ہوئے اور ایک طرح کی سہا تہ  
 پیدا ہو گئی ہوتی۔ اکثر سرکاری مدارس  
 میں یہ دستور ہے کہ مٹی۔ جون کے  
 مہینوں میں مہینے سوا مہینے کی تعطیل ہو  
 ہے۔ تم نے اپنے کالج کی کتابت کیا  
 تحقیق کیا اور اگر بالفرض تعطیل ہو گئی  
 تو کب اور کتنے دن کی اور تم نے دی  
 بڑا کس آفات کیا تجویز کیا ہے  
 شاید بختیار امیر کے پاس جلد آنا زیادہ  
 مفید ہو گا اس سے کہ وہی میں بختیار  
 وقت گراں بہا ضائع ہو۔ فقط  
 ۱۲۔ مٹی سے عیسوی ۷۷۷

بشیر کہ کی جگہ کے بڑی شرم کی بات ہے  
 اضافہ یا حروف جازہ یا ظروف کی وجہ سے  
 آئے آتا ہے اور جب جملہ صلی یا صفت آجاتا  
 تو کہ سنو جی غور سے اس کو سمجھو۔ <sup>المعنی</sup> <sup>وہ</sup>  
 الذین من عاد نقض الساہلۃ فی امورہم  
 ولما اھنت فی مشاغلہم الخ وجوبہ الی  
 رتباتی موجودۃ عندی۔ انی اعلم ان  
 الکذب قبیح مذموم ولا یلیق باحد ان یخبر  
 علیہ۔ اب تم دیکھو کہ کسے ٹھیک ہے یا  
 کہ بنو حنت غلط۔ برخواستہ صبح۔ خواستن  
 چاہنا خواستن اٹھنا چھڑانے کی بات بہت غور  
 کیا ہے اختیار جی چاہتا ہے کہ تم کو بلاؤ  
 روپیہ کی کچھ پروا نہیں مگر حرارۃ موسم  
 سے بہت جی ڈرتا ہے۔ اگر وہ جوہر میں  
 ریل ٹرگنی تو مکان سفر اور گرمی سے شاید  
 تم علیٰ لب ہو جاؤ۔ بہتہ نہیں پڑتی کہ بلاؤں  
 بشیر۔ انکہ نرمی کی زبان دانی پر پوری توجہ  
 کرو۔ اگر پھر بڑی شرمی چہرہ ہے۔ اس کا  
 علاج ہے یاد دہشت کہ صفحے کے صفحے  
 اور ورق کے ورق یاد۔ کوئی خیال نہ ہو  
 کہ جس کا طرز ادات تم کو سنا دیا وہ ہو۔ اور  
 اگر تم مجھ کو کسی روح کے حالات لکھتے ہو  
 خدا کرے کہ نبی جاتی اللہ تعالیٰ اپنا کرے۔

بشیر۔ سمجھا اخط ہو نہ جا۔ اشارہ مشکل تھے مگر  
 اشکال صرف افادت عربیہ کا ہے۔ عبارت

نایق نہیں۔ میں نے محنت سے جواب  
 لکھا ہے مہربانی فرما کر غور سے پڑھو بے شک  
 سمجھ کر کھینک ست دینا۔ میں تیار اور  
 طوطا کو روپاہ سمجھتا ہوں۔ ہندی لفظ  
 ہیں جہاں ماخذ عربی میں نہیں۔ فارسی  
 طوطی دوسرا جانور ہے لیکن اگر کوئی توتا  
 اور تیار لکھ دے تو غلط نہیں کہا جاسکتا  
 تم بشیر کی کے لئے دل چاہتا ہے کہ وہ یہ  
 نظام الہی ہے اور ضرور اس میں کوئی مصلحت  
 منہم ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون  
 میں اب چچا ہوں مگر تنہائی بیاسے خود  
 علائقہ ہے۔ جی خوش نہیں رہتا۔ خدا تم  
 تلافی کرے ان صدمات تواترہ کی جو ضیاع  
 اولاد سے مجھ کو اور مختاری والدہ بیاری  
 کو ہوئے ہیں۔ بشیر۔ گرمی ہے اور موسم  
 رومی۔ احتیاط اور حفظ صحت کرو۔ اللہ تبارک  
 حافظ و نگہبان ہے۔ والدین۔ ۱۸۔ مئی ۱۹۰۴ء

تین چار دن سے میں سختارے خط کی منت  
 نظر ہوں۔ کچھ ضرور نہیں کہ بے مشغول  
 سبق خط و کتابت نہ کی جاسے۔ اس تنہائی  
 و وحشت میں مجھ کو سختارے خطوط سے بڑی  
 تسلی ہوتی ہے۔ یہ دن مارتہ آدہ آب و ہوا  
 کہ ہیں۔ فیض آباد اور اضلاع اودھ  
 وغازی پور سے شکایتہ جلی آتی ہے۔  
 صرف اسی وجہ سے تم کو میں نے آنے  
 کی اجازت نہیں دی۔ اگر تم کو میرا منع کرنا



برا لگا جو تو بر خور در آیم تو! چلے آؤ۔ سبق لکھنے  
 لکھنے کا تم کو اختیار ہے۔ میں متقاضی نہیں۔  
 جب تم کو فخر ہو تو لکھ لکھیں تمہارا خط جو سکتے  
 انجوین نہیں آتا تو طبیعت بے چین ہو جاتی ہے  
 پھر قواعد لکھتے تھے لیکن ان خطا خطا میں طبیعت  
 مشوش ہے اس وقت نہیں ہو سکتا ان شاء  
 تمہارا ذخیرہ عوامیہ آسنے پر لکھوں گا۔ حفظ  
 ۲۱۔ می مستند علی سوسی

جس دن وہ مری ہے میرا دل خود بہ خود  
 بسے قرار تھا اور میں بے بسی گھر بسٹ میں بیٹا  
 بشیر کہ خط بھی لکھا۔ تاریخ ملا کرو پھر غالب ہے  
 کہ خط کی تاریخ اور اس کے مرنے کی تاریخ ایک  
 ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ ساجعون۔  
 غلبہ نصیب وغیرہ کے مرنے سے یہ تو خوبی  
 پتھر پر لکھ کر موت پر انسان کا پتھر پتھر نہیں  
 چلتا۔ تاریخ وہ بھی رفتہ رفتہ کم ہو جاتا ہے  
 میں تم پر الزام نہیں لگاتا۔ انحال بیان کرنا  
 ہوں کہ نصیب کو کس قدر مبارک کرتا تھا۔ اس کی  
 قبر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں  
 سوتا بھی ہوں ہنستا بولتا بھی ہوں دنیا کا کوئی  
 کام بھی مجھ سے نہیں چھوٹا۔ توجہ نہ لیں  
 بیچ کو ہم نے چند سال میں بھلا دیا تو بہ لڑائی  
 بے جاری کو دن کی تھی۔ آخر بچہ و سپاؤ  
 دنیا کے کام۔ کتابوں میں بہت تھکایا  
 لکھا ہے کہ دانا اور حق عبور و لون کرے  
 ہاں مگر فرق اتنا ہوتا ہے کہ حق برودھو کر  
 چپ کرتا ہے اور دانا شروع سے خدا نظر  
 کر کے چپ ہو رہتا ہے۔ غرض صبر تو چہ  
 کرنا پڑے گا۔ پس کیا یاد کہ اپنا تو اصل  
 کہیں۔ دل کو مضبوط کرنا تو بوجھ نہیں  
 خدا ہمارا مالک ہے۔ اس نے دیا اس نے لیا۔  
 خدا کو ہم سے عداوت نہیں ہے۔ جو کچھ کرتا  
 ہے ہمارے نفع کے لئے کرتا ہے۔ لیکن اپنی  
 کم فہمی کی وجہ سے ہم ان مصلحتوں کے سمجھنے  
 سے قاصر ہیں۔ دنیا کے نظام پر نظر کرو تو

ہوئی صاحب کو سلام کے بعد معلوم ہو۔ یہی  
 ایک نے کیا کوسٹہ قرار لگایا ہے کہ جب کسی کا  
 کوئی عزیز قریب مر جاتا ہے لوگ اس کی ماتم  
 پر ہی کیا کرتے ہیں۔ میں یہ خط تم کو اس ستور  
 کے مطابق نہیں لکھتا کیونکہ صیدیتہ نہ ماتم  
 نہیں مجھ پر بھی ہے۔ میان بی بی کا عجیب  
 رشتہ ہے کہ مرد و عورتہ کج کے ہو جائے  
 سے دنیا کی سب چیزوں میں شریک ہو جاتا  
 ہوں۔ یہ بات کسی دوسرے رشتے میں نہیں  
 پائی جاتی۔ میرا تمہارا مال مشترک کہ مشترک  
 لکھنا پنا مشترک اولاد مشترک آب و مشترک  
 خوشی مشترک سوچ و غم مشترک۔ اگر وہ لڑکی جو  
 تو کیا تمہاری اکیلی کی بیٹی ہوتی۔ نہیں میری  
 تمہاری دونوں کی۔ پس اب اگر لڑکی تو کیا  
 تمہاری اکیلی کی بیٹی میری۔ نہیں۔ میری  
 تمہاری دونوں کی۔ پھر بھی میں اس کو  
 تسلیم کرتا ہوں کہ تم کو اس سے بڑا تو ہی خلق  
 تھا۔ لیکن روحانی تعلیق کی وجہ سے شاید

تن درستی - مال - اولاد - حکومت - شرافت  
 دین واری - ہزاروں طرح کی نعمتیں ہیں اور  
 غیر متین خداوند اگر ہم نے اپنی مرضی کے مطابق کو کو  
 میں فی سیر کی ہیں - فضائل البعضہ علی بعض  
 ہم کو بھی اس سے زہنی جستوں میں سے بہت  
 بڑا حصہ عطا فرمایا ہے تو کیا ہم تنہا داریں کہ  
 خدا کی صفت متین اپنے گھر میں محسوس کر لیں یا  
 اور بھرا والا سے خدا کا لکھ لاکھ شکر کہ ہم کو  
 نہیں - ان کی عمر دین میں خدا برکت دے - ان کا  
 دین و دنیا کی فلاح جو کافی ہیں - ان کا  
 اولاد لے کر کیا کروں - انھیں پرانی محبت  
 کرو - ان کے حق میں خدا سے دعا تین مانگو -  
 اور مصیبت پر صبر کرو کہ خدا کی مرضی یہ عاقبت  
 انھیں مصیبتوں کے طفیل سے ہم پر رحم ہو  
 کسی استنا و کا کیا اچھا قطعہ ہے - جس  
 قسم کیا ہر ایک کو فضا نازل نے - جس پر  
 ناسخ کوئی قابل نظر آیا - بلبل کو دیا نالہ تو پر  
 کو جلنا - غم ہم کو ویسا ہے جو مشکل نظر  
 آیا - اور خدا ہم کو صبر عظیم کی توفیق دے -  
 آمین - آدمی کو چاہئے کہ جب اس پر کوئی  
 مصیبت نازل ہو دوسرے بندگان خدا کے  
 حال پر نظر کرے اور وہ بائیں گاہ ہزاروں  
 آدمی اس سے بدتر حالت میں مبتلا ہیں - غم  
 گھر کے گھر میں بے چاری ... کو دیکھو پیری  
 ناشکری کی بات ہے کہ ہم کو کرون آسان  
 جھکروں سلوک بھول جائیں اور جس کے بھر  
 بیج کی برداشت نہ کریں - بشیر ہے کہ کو

روئے دیکھ کر سہا جاتا ہوگا - اس کے حال پر  
 رہ کر رہ - اپنے مال پر گرو کہ کیا اختیار ہوگا  
 ہوگی ہے - آخر یہ کالبد خاکی سب سے گزرتا ہے  
 ہے - اس طرح رنجوں کے مارے اس کو قلیل  
 کہ دالو کی تو کیا انجام ہوگا - خبردار جو شرط  
 بعد شریعت تم کو روئے دیکھا - اس سے دل  
 چوٹ لگتی ہے اور تم کو اس بات کا پتا نہیں  
 میرا حال ہے کہ نہ خدا کی عید میں جتا ہوں  
 اور اچھی کوئی سامان نظر نہیں آتا - تو ہم اچھا  
 نہیں ہے - بشیر کے کھانے پینے کی چیز  
 کی ریا و دنگاری کرو - میں سے کسی سے لحاظ  
 سے اس کا بیان آنے کی اجازت نہیں ہے -  
 ۴۰ - چون مستند عیسوی

لاؤ اس مختصر اور گول (۴) کے قاعدے کے  
 زیادہ صاف کر ڈالیں - درج ہو کہ سوا  
 الفاظ عربی کے گول - ۴ - کہنی پر ہونے والا  
 کہ یہ عزم خط عربی کی ہے اور اس میں  
 میں ہوئی ہے - ت - کھنسی ہوگی - جلیبی  
 بیت - دست - اس پر مست - مست -  
 حال پر بیت - صورت - صورت - عربی  
 میں صرف چار قسم کی - ت - لمبی کھنسی  
 ہے (۱) وہ - ت - جو ماضی کے صیغہ  
 میں ضمیر فاعل یا مفعول یا مفعول فاعل ہو  
 نصر - نصر - نصر - نصر - نصر - نصر -  
 (۲) تار جمیع ہر شے سالہ جلیبی - مسلمات  
 سالہ - سالہ - سالہ - سالہ - سالہ - سالہ -  
 (۳) سالہ

جملہ نیسے۔ وقتے۔ مہینہ۔ اوقات۔ وقت  
موت۔ ۲) جب لاکھ بکڑوں ہو کر کھینائی  
رہ گیا تو اس کے آخر میں جو نادر تانیش لاغی ہو کر  
لو لائی گئی ہوگی جیسے۔ بنت۔ زست۔ اسی کا وہ  
بنو۔ انور۔ سترہ۔ ان چار قسموں کے علاوہ  
جتنی قدیم ہیں سب کو مختصر یا گول لکھنا ہوگا  
اور۔ ناخلف۔ اسے تفسیر تم جہاں ہیں ملے  
ما کو منتقلی دو اور سمجھاؤ۔ غمون کے واسطے  
ان کا بدن بہت ٹوٹ گیا سترہ۔ تا لکھ  
قدیموں کی کیا پوچھتے تھو کہ  
خاصہ اور تھو کہ۔ من الہ الکونین  
بیریدر ویر کے لیے الہ التوام کہ کہ اکثر  
اسی واسطے پاس بھیجا کر واکہ ان کو ایذا دہ  
ان تو ایسا کہ وقتہ۔ ملے۔ ۶۔ چونکہ تفسیر

ایوں ہی تفسیر کیا لفظ ہے۔ جس قدر عربی ہے  
تفسیر۔ دشر۔ ایک دوسرے کی خدمت میں  
پس۔ ہی۔ اور۔ ۴۔ مہمتری ہوگی جیسے  
تجاہیر۔ جاہلیہ۔ حق۔ اور تہ لکاکر صرف  
صفہ کے صیغوں کو مصدر بناتے ہیں جنہی  
اسم فاعل اسم فاعل صفہ مشبہ۔ چنانچہ لفظ تفسیر  
اسم اور صفہ دونوں ہے۔ بھلائی۔ اور۔  
بھلا۔ تو خیریت تفسیر الیکین در حال لفظ تفسیر  
خود مصدر ہے تو اس کو ہی تہ لکاکر مصدر بنا  
کی کیا ضرورت ہے چنانچہ غیر و عافیت کہتے  
ہیں پس آئندہ سے صرف تفسیر یا تفسیر

لکھا کر و تفسیر نے غلط سمجھا کہ میں د۔ کو کھینچا  
چونکہ۔ مہمتری۔ ایک۔ ۵۔ ان میں لکھا  
کی لکھوں میں در و شدہ تھا۔ میں لکھا  
میں ان کو پٹھا۔ ان میں لکھا۔ کہ تفسیر  
رشتک (حسد نہیں) البتہ کہ تاجروں۔  
ماشاء اللہ ایسا کہ اور کمالی پٹھان میں  
تو امیر اور وں میں نہیں دیکھا۔ اور تفسیر  
اسی اس کا یہ ہے کہ اول تو مولوی... کا  
طرز تفہیم ایسا ہے کہ بیٹے یا د اور بیٹے  
ان سے کوئی اور تفسیر نہیں سکتا۔ ان کو سنے  
مطلوبہ کے بتائے۔ تفسیر تامل ہو تا ہے کہ تفسیر  
ہوا۔ دوسرے سے کہ لکھوں میں تفسیر  
لیا جاتی ہے۔ یہ بالائی گرمی اور بہرہ فریاد  
تفسیر تفسیر مشبہ تاکہ۔ اس میں ایک  
شاگرد ہے ولی کر کے گا۔ اسے تفسیر اپنی حالت  
سے مقابلہ کر۔ یا د اور مطالعہ در و تفسیر  
جو تفسیر تفسیر میں تفسیر نہیں۔ تفسیر  
صفہ وہ لکھ تفسیر تو برا ہے نام۔ میان تفسیر  
علم کسی کی تفسیر نہیں کرے کہ تفسیر  
بات ہے۔ تم ان سب سے بہتر تفسیر  
جی لکھاؤ و کامل توجہ صرف کرو۔ تفسیر  
دنیا کی کل ضرورتوں پر مقدم ہے۔ خدا کے  
لئے تم اس سے غفلت مت کرو۔ تفسیر  
زبا و تفسیر تو اس در و تفسیر کہ تفسیر  
کہ تفسیر۔ اگر تفسیر کہ تو ایک ہمارے کا تفسیر  
ہے۔ تفسیر۔ اگر تفسیر۔ عربی۔ علوم

ایک وقت ہے لیکن یہ قومیں بنوئیں  
تھا ایدو کار ہے۔ محنت کے جاؤ۔ ۱۱۔ جون

تھا ایدوئی سے نفرت کرنا تھا اسے حق ایک  
خال نیک ہے اور جس کو خدا نے عقل عیون  
و حیتہ دی ہوگی ضرور ہے کہ وہ اہل نبی کے  
اوضاع و عبادت کو ناپسند کرے تم اپنے  
سین ایسا سمجھو کہ ضرورہ تحصیل علم برکس  
میں ہو۔ تم ان کے جھگڑوں میں مت پڑو۔  
دعوتہ اضلکھا اللہ کیف ترشدھا  
میں جانتا ہوں کہ ان کو دینا اکارت ہے لیکن  
کیا کروں دینا ہی پتہ نہیں ہے۔ تم اگر وہاں نہ  
آؤ شاید یہ یوں بھی میں دہلی کی خبر نہ لیتا اور  
تم کو معلوم ہے کہ میں نے ان لوگوں کو  
نا قابل خطاب سمجھ کر مطلقاً ترک رسالت کیا میں  
نہیں سمجھتا کہ مجھ سے ان لوگوں کو گزند کیا  
ہو سکتا ہے۔ میں کسی طرح ان کا بار خاطر  
نہیں۔ خدا نے تمام مجھ کو ان کا شرمندہ  
حسان نہیں کیا اور جان تک ہو سکتا ہے  
سلوک کر دیتا ہوں۔ اگر شیوہ انصاف سے  
دیکھو تو مرد اور عورت بڑے اور چھوٹے ہر  
تقدس کے ساتھ کچھ نہ کچھ افعال نفع ضرور  
کیا ہے۔ حسان فراموشی کا علاج نہیں  
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے  
فضل و کرم سے مجھ کو ان کی طرح و ذمہ دلو  
سے مستغنی کیا ہے۔ اگر یہ لوگ میری طرح  
کر بن تو مجھ کو کیا بخش دین گئے۔ سوا سے

اس کے کہ مجھ کو خوش کر کے دو جا رہے ہیں  
مجھ سے لین مجھ کو ان سافع ہوئی سکتے ہیں  
اور اگر کیا سی دلی میں مجھ کو برا لگتے ہیں تو  
میرا کیا نقصان ہے۔ قل و تو الغیظ کہ  
اب ذرا جنورو والوں کی غیرہ کو دیکھو کہ لوگوں  
میں کچھ بکنا بڑا حق ہے۔ اور اگر ان کے  
ہوں تو میں ان کو ٹال نہیں سکتا۔ ان کے  
ہاتھوں سے مجھے کبھی کسی قسم کی ایذا نہیں  
ہوئی۔ اور ان کے مقابل حضرات دہلی  
میں کہ مجھ کو دینا ہا اور پھر بھی ان کے  
فراج و رست نہ ہوئے۔ حقیقتہ میں یاد  
حسد ہے ان کو میں اس بات کی ہے کہ  
خدا نے ان میں سے کسی کو یہ نعمت نہیں  
دی واللہ بخیر من بعدہ من پیشاء  
واللہ ذہ الفضل العظیم۔ بشت خیر کے  
لیے تم اپنے خیالات اونچے۔ جو صلہ فرج  
ہمہ باند۔ نظر سیر رکھو۔ حقا کہ با عقوبہ و در  
برابرست۔ رفتن بہ با سے روحی حسرت  
و بشت۔ رفتن ہے اس اسٹیشن پر جو در  
کے طفیل میں حاصل کی جائے۔ خدا تم کو  
کسی کا و سب نگر کرے اور ہمیشہ تمہارے  
ہاتھ سے لوگوں کو دلوں میں رہے۔ بر خوار  
تم ان سب باتوں سے قطع نظر کرو اور پتہ  
میں ہی انکاوئیں کی بڑی ضرورہ ہے۔  
تم اپنی کوئی حاجت... سے متعلق مت  
رکھو اور تم کو میرے برتاؤ سے بخود معلوم  
ہو جائے گا کہ میں کہاں تک تھا اسے

ۛ۔ ۛ۔ ۛ۔ جون سیدہ عیدوی

مختار سے کان بھی ضرور اس مصرعے سے  
ترشناموں کے۔ خلیج انشت بیکان  
نکر و طول اور وضع اور تعداد انا لے مختلف  
سے انگلیوں کو اعانہ اور ہتھانہ کا عودہ موقع  
دیا گیا ہے یعنی انگلیوں کے مختلف حالت  
سے ہاتھ کو زاوہ قوسی اور بکارتا بد بنا کھا ہے  
مگر اس اختلاف کی بھی ایک حد ہے معین جن جن  
افراط طریق کی گنجائش نہیں۔ یہی حال ہے ایک  
خاندان کے لوگوں کا اگر ان کی حالتیں ایک  
اندازہ مناسب تا استفادہ ہیں تو یہ اختلاف  
منفردان کے اور چھٹا سا کہ خاندان کے حق میں  
مفید ہوگا لیکن فرض کرو کہ کسی کے ہاتھ کی  
ایک انگلی بے موقع بڑھ کر گزیر کھڑی ہو جائے  
تو وہ لمبو تر می انگلی عذاب ہوگی اپنے ہتھ میں  
اور دوسری انگلیوں کے حق میں اور سارے  
ہاتھ کے حق میں۔ متول کے اعتبار سے  
اپنے خاندان کے ہاتھ میں وہ لمبو تر می  
انگلی میں ہوں نہ آب خوش ہ سکتا ہوں  
اور نہ دوسروں کو خوش کھ سکتا ہوں۔

آج میں... صاحب کے بیان بٹھاتا  
کیا دیکھا کہ... اور... مولوی صاحب  
سبق پڑھتے اور ہر وقت ان کو... صاحب  
اپنے روبرو بٹھا کر دیکھتے تھے۔ دانا حق نا  
اگر نہ دیکھا ہوتا... صاحب کو دیکھو اس

مقابلے میں ۔ دپے کو غنیمت رکھتا ہوں ۔ اگر  
 دشمنان عقل اگر وہ یہ ہتھارے غلام خواہش  
 کچھ پس انداز نہ ہو گیا ہے تو تم کو اس کا حسد کرنا  
 ہے ۔ میں تو اس کو اپنے ساتھ نہیں لے جاؤں  
 گا ۔ یہ لوگ بھی خوش ہو نہیں سکتے ناؤ قنیکہ  
 سینہ حسد کے مطابق منہ کو تنگ کرنا حال دشمنین  
 و یا بی اللہ ! ان بے رحم لڑکے اور لڑکیاں ۔۔۔  
 بشیر کہان تک تم سے دکھارو ورنہ ۔۔۔  
 کی صفائی کا یہ حال کہ گھر کے گھر میں رہو یہ  
 غائب ۔ تم ان پھکڑوں میں اپنا وقت ضائع  
 مت کرو ۔ عجب مت شیخی ۔۔۔  
 و ذکرہ النار و اھو الھابہ ۔ لیکر ان شہید  
 فی فضۃ ۔ ولسرق الفضۃ ان نالھا  
 اگر کہیں یہ نظر نہ گیا تو نار فساد مشتعل ہو گیا  
 اور تم پر سبیل نہ فرغہ کریں گے ۔ اس خط  
 کو پڑھ کر جاگ کر دینا میں نے صرف تمہاری  
 اطلاع کے لئے یہ حال لکھا ہے ورنہ میں نے  
 تو مسجد لیا ہے شاد بایدرستین بنا دیا ہوں  
 ۔۔۔ کے باب میں بیان بھیجا ہوا کیا  
 اسے دون مصباح اچھا ہے بشرطیکہ  
 صمدی قلب سے اس کی خواہش ہو اور طریقہ  
 سے اس کی تمنا کی جائے ۔ فاصطالحا  
 والصیغہ خیر ۔ بشیر ۔ ذرا کھانے پینے  
 میں احتیاط رکھا کرو ۔ وہ احتیاط یہ ہے  
 کہ اوقات مضبوط ۔ خلاف وقت میت  
 کھا یا کرو اور قسام اعظم بھی مضربین گوشت  
 نہ لے کر پیٹ بھر لےنا ضامن تن دردی

شخص کا قیام اور گناہ خالی از غایت و سادہ  
لوحی نہیں لیکن اپنے معاملات کو یہ شخص  
بیشمار ہنگامہ اور استقامت سے انجام دیتا ہے  
معاویہ سے غلطی کو جس قدر پیچھے رکھتا ہے  
کیا کہ آج وہ علاقہ شمل نہ دہور ہے اب  
ان تہجیب کی تعلیم میں اس باب کی تباہی اور  
تو یہی ہے کہ اگر اس کی کیفیت واقعی لکھی جا  
لو سب اللہ معلوم ہو۔ وہیں بیشمار پیچھے  
وہیں میں یہ خیال کرنا کہ یہ شخص میں بیش  
رکتا ہے اور جاندا وافر دست کا مالک ہے  
اگر اس کے لئے کہ نہ بھی نہ میں تاہم کہ  
کہم ہر نفس سو سو پیدا ہو کر کی آمدنی ہے  
گا سیر کیا حال ہے کہ ایک پٹیا اور پٹ  
نو کر ہی۔ اور علم ہمارے شہنشاہی سو حب  
صاحب کو اپنے ہون کی تعلیم میں سرگرمی  
ہے مجھ کو اس سے ہزار چند ہونی چاہئے  
کیا کہ میں بہانہ تم وہاں۔ وہیں بیش  
کیا کہ سیدنا ہوں۔ سو ہے اس کے کہ  
خطوط کے فرق یہ ہے تاکہ کیا کہ دن۔ لیکن  
چھوٹے چھوٹے ہوں کہ آؤں کے دل  
کو خدا سے آزاد و بیدار کیا ہے۔ انسان کا  
بدن قید کیا جا سکتا ہے کی آنکھ سے پٹی  
باندھ کر کہتے کہان میں ردی شخص سکتے  
ہوئے ہر چہ کہ سکتے۔ ہر دل کو قابو میں  
نہیں لاسکتے۔ پس میں تم پر چہ کرنا نہ  
تاکہ کیا بلکہ مجھ کو حاح تم سے عرض کر  
کہ یہ خدا کے لئے لیاقت پیدا کرو میں اس

حق نہیں ہوں کہ تم سے تو قرأت پید  
کر لوں۔ جب تک تم کو لیاقت حاصل ہو اور  
اس لیاقت پر کوئی فائدہ شریک ہو نہ ہو  
نہیں کہ میں جہتاً ہوں۔ میرے باب سے  
میرے پر چھائے میں ہر جس زبان فحاشی  
کی تھی لیکن افسوس کہ وہ جو وہ نہ ہو  
تغیث اللہ کا حسنا نہ وہاں کہ نہ ہو  
جنازہ و نیات کا نام نہ میں نہ ہو  
ہونے سے ان کو طلاق دفع نہیں ہو چکا  
پس ان کی محنت کا فائدہ نہ ان کے بلکہ مجھ کو  
اور تحاریر ہر جنوں کا اور تم کو اور دوسرے  
اعزہ و اقارب کو۔ جو عالمہ سیرت والد  
اور میرے ساتھ ہوا یا میرے اور میرے  
ساتھ ہونا نا ممکن ہے۔ اس سے قطع نظر  
خدا نے مجھ کو ایسی حلالہ میں رکھا ہے کہ اگر اس  
ثبات ہو تو نہ آیا ہو۔ مجھ کو ضرورت نہ ہو  
کہ تم کو نکال دے۔ دن۔ پس ایسی حالہ میں ہوں  
تم۔ بلکہ یاد کرو کہ خدا صرف مختار ہے  
ذاتی دفع۔ کہ سکتے ہیں جس کو میں آؤں  
شفقت پر ہی اسے ذاتی دفع پر قدرت ہوں  
نقصیتہ کہش کوں جان کہ از جان و دروازہ  
جو انان سعادت مند پسند ہے۔ دانہ  
نصیحت کہنت ابشو و ہب نہ لیک۔  
ہر آنچہ نہ حاج مشفق ہو بدست ہر چہ  
میں یہ نہیں کہ تاکہ تم کو سود و زیان کا  
تفرق نہ لک وید کا اختیار نہیں۔ لیکن ان  
کہوں تاکہ تم کو ہر قراری کا شوق نہیں

کر سکو میں بطیب خاطر اس سوچ کو گوارہ کروں گا  
 چاہے وہ کتنا بگڑا ہو یا مسلم کی اجرة العین  
 میں بخاری قلم میں ہر طرح کی کوشش کی  
 و دماغی جیبانی و روحانی کر کے کو موجود تھا  
 اور ہون اور ہون گا۔ گو تم نے اب تک  
 کامل شوق نہیں کیا لیکن بھر بھی چو  
 تم سے توقعات ہیں اور میں یاد کرتا ہوں  
 کہ تم کبھی نہ کیسی خبر و شوق کرو گے کیونکہ تم  
 تم کو کبھی اچھی دہی ہے۔ و ذلک فضل اللہ  
 الیوم من لیساء۔ اگر میں تم کو نامور اور  
 کامیاب زندگی میں چھوڑ کر دنیا سے اٹھ  
 جاؤں تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر  
 ظہان سے جاؤں گا۔ اب قل استیتے  
 من اللہ و علمتی ان تاویل الاحادیث  
 فاطمہ السوات واکرمہ من انہ  
 ولی فی الدنیا والاخرۃ لوفی مسلما  
 و احقنہ بالانصا تھیں۔ ۱۰۔ جون ۱۹۷۷ء

کر سکو تو پھر وہی اختیار آتا ہے وہی تھا  
 ساز و سامان۔ آدمی خود ہی کرتا ہے کہ کیا  
 کروں کیونکہ کروں کی نسبت آدمی مدافعت  
 انوشٹن پس کیسی پیدا کرو اور وہ نہیں  
 کو طلب حاذق جیسے زور کی جو کڑا ہے کی  
 پاس۔ بہر حال کیا یہ عمل میں تم کو بہتر لگتا  
 مجھ کو لگتا ہے لیکن وہی شوق  
 ہو تو ہر کتاب و باب سے بڑھ کر کام دے رہا تھا  
 و ہر ہول کیا بندہ میرے درکار نیست اس  
 کہنے سے کیا فائدہ ہو گا کہ تم فلاں چیز فلاں  
 شخص سے پڑھو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنے وقت  
 سے پورا پورا فائدہ لو۔ تم بھی نہیں کہہ سکتے  
 کہ یہ فراغ جو تم کو ماثرا اللہ اب میرے  
 کہ تک رہے گا۔ پس آن سٹوئی کی  
 صورت میں میرے اس قدر غفل جائز ہے جو  
 حفظ صحت کے لئے ضرور ہے۔ میں کیا ضرر  
 تاکید کرنے پر قانع ہوں۔ میرا دل تم  
 لب عدم کرتا ہے۔ میں تمہارے فائدے  
 کے لئے پس انداز کرتا ہوں۔ لیکن سمجھتا ہوں  
 کہ علم سے بڑھ کر دولت نہیں۔ اور اگر دولت علم  
 میرا اختیار ہو تا جو روپیہ ہے تو بشر  
 خدا کی قسم میں تم کو زبان تک نہ لائے دیتا  
 ۔ رفوس اس کی ہے کہ دولت علم اپنی جتنی  
 کہیں صحت ہو نہیں سکتی۔ خدا اس کا گواہ ہے  
 راہی و اہل دانش و ادب اس میں تم سے رو  
 اہل دانش و ادب اس میں تم سے رو  
 اہل دانش و ادب اس میں تم سے رو

کل تھا خط مولوی برآ۔ اللہ احب کے  
 نام کا نظر پڑا۔ تم اس کو دشمنی تو نہ کرو یا  
 دوستی۔ مجھ کو ہر وقت تمہارے عیوب پر  
 نظر ہتی ہے۔ تمہارے خط میں ہر غلطی  
 تھیں (۱) زید اللہ روزگارہ۔ (۲)  
 سلام و عافیت۔ (۳) جاوی المثنی۔  
 (۴) اللہ روح۔ زاید اجوز  
 باقی ہے۔ باع طبع۔ کل انبیاءات و دولو  
 کچھ اور ہے۔ بھیر زاید لایزال و مستعد



دونوں ہیں۔ زیادہ کے معنی زیادہ ہوا  
 زیادہ کیا۔ وہاں ادا علی ثلثہ خسرو  
 اصلہ فیہو المزیں۔ اور قرآن مجید میں  
 ہے۔ ولادہ کا بسطہ فی العاکم  
 پس او کا مندرجہ دوسرے باب میں نہیں  
 ہو سکتا۔ خود زود متعدی ہے۔ الخود  
 متعدی بنفسہ و تا تو باب افعال یا فاعل  
 ہے جاکر متعدی کرتے۔ تم نے زیادہ  
 روزگار میں زید کو قدمی ہتھال کیا کہ  
 خدا اس کار روزگار زیادہ کرے تو یہ لفظ نہ پید  
 ہو سکتا ہے۔ مگر مستعمل نہیں۔ تم نے زید  
 سمجھ کر لکھا ہے اور اس کے معنی زیادہ کیا جا  
 کیونکہ زیادہ لازمی کا مفعول نہیں ملتا پس  
 ضرور زیادہ متعدی کا مفعول ہو گا تو اس صیغہ  
 میں لفظ اللہ مفعول ہے کیونکہ روزگار  
 مفعول الم یسیر فاعلہ موجود ہے پھر اللہ  
 کیا ہو گا اور اللہ مفعول الم یسیر فاعلہ  
 ہو نہیں سکتا کیونکہ زیادہ کیا جا کے  
 کلام ہل ہے۔ روزگار لفظ فارسی ہے اور  
 روزگار ترکیب خالص عربی۔ یہ غلط  
 سخت حمل اور بے جا ہے۔ اگر ایسی چیزیں  
 جائز ہوں تو ہر روز و ماورہ و خواہرہ۔  
 بھی جائز ہو۔ تم کو بتا ہے زید روزگار  
 کہ ایک متعدی درجہ با بسطہ اللہ  
 یا بوجہ فی زید یا وضع اللہ زید لکھنا  
 مناسب تھا۔ فسوس اللہ غلط تعبیر تھی  
 تم سے کچھ۔ سلام و علیک بخواتین و بھائی

غالب ہے۔ تم میں سمجھتے کہ سلام علیک  
 یا السلام علیک صرف وہی عبارتیں  
 سلام کے لئے موضوع ہیں۔ سرورج  
 زری کہ نہیں۔ سرور۔ البتہ ایک رنگ  
 ہے جس کا خون نکالنے سے ارجح ہے کہ  
 ازالہ ہوتا ہے۔ گو کہ ان کی غلطیوں کو کہنا  
 گرفتار ہے۔ یہ وقت انامہ کہ یہ تمام اور  
 باسلیقہ کو باسلیخ بولتے ہیں۔ جمادی  
 بروز زید غالی مہوش کا مہینہ ہے۔ اللہ  
 مقصورہ علامت تائید ہے۔ جس  
 الثانیہ اس کی حقیقت ہو سکتی ہے۔ الثانی  
 معنی جمادی الاولیٰ۔ زید الثانیہ کہنا  
 نہ جمادی الاول اور جمادی الثانی۔ جا  
 کے معنی ہیں زمین شور کے چونکہ یہ مہینہ  
 عرب میں خشکی اور گرمی کا ہے۔ جمادی  
 کہلایا۔ ۲۱۔ جون سنہ ۱۲۵۵ ہجری

تھوڑا بہت وقت اسلئے میں صرف ہو گیا  
 مطلق لکھنے سے تو خط لکھنا بہت بڑا  
 لیکن سبھی میں غلطی انداز ہو تو جو چیز  
 ہے۔ اور جو شخص اس بات سے غلط لکھے گا  
 ممکن نہیں کہ وہ سبھی کے لئے زیادہ  
 وقت بچا سکے۔ میں تم کو منع نہیں کرتا  
 کہ ٹھیک لکھنا اصل مطلب غور سے مت  
 دو جتنی لگاؤ تم ان کثامہ اور لورب  
 سے کرتے ہو ان نابکاروں میں اس کا  
 عشر عشر بھی نہیں پاتا۔ دناؤ اس کے

جو بھی کہہ کر آئے۔ خطیر نگاہ آجاسے تو مست  
 بنائیں۔ گاہان دیں۔ اور بے جا سے  
 ہر کام سے۔ نافرمانی و کفر بیان و پڑنا  
 اللہ کے جتنے عہدے رکھے شعاع کیا جمعیں ہر  
 آن کو بے خفاش بنا کر شبنم بہ ہم پہنچانا اچھا  
 ہے۔ اس کا لحاظ رہتے ہوئے تھوڑے الفاظ یہ  
 بیان بڑی قوت ہوتی ہے اور یہ اچھی بات  
 ہے۔ تم سے کہیں اسلامی علیحدگی کو ہاتھ  
 صحت غلط تھا سلامتی مضاف مقصد اللہ  
 اضافہ معنوی ہے کیونکہ جب صنف صنف  
 اپنے معمول کی طرف مضاف ہوا تو اسی کو  
 اضافہ معنوی کہتے ہیں۔ اور اضافہ معنوی  
 انرا یہ ہے کہ اگر کسی مضاف میں اگر مضاف  
 الیہ عزت ہو تو وہ تفضیل۔ تو بیان ہے  
 شکلا عرف المعارف مضاف الیہ ہے تو سلامتی  
 عرفتہ ہے۔ اس پر اس پر لفظ لام نہ پڑتا  
 اور یہی عند غلطیوں کا تذکرہ یہ لفظ ہے  
 کہ اس پر اس میں براہمت مانو۔ یہ تو اس  
 فائدہ کی بات ہے۔ نہاری عبارت ہے  
 ان کو ہر سے کا احتمال ہے کہ کسی  
 کی عبارت ہر اسے یا کسی دوسرے سے لے  
 (ان میں متفق وہم خدشہ نہ ہو ہے۔  
 سر قہ ابتداء میں سے لگے اور اس کا کوٹ  
 نام نہ لے لیکن جب کوٹ کر واسطہ کا  
 کلام جہت نامی لوگوں کے کلام پڑے  
 پڑتی ہے۔ لیکن بشیر انگریزی کا درست  
 مقدمہ ہے اور یہ تو ذرا غلط ہے

مشغلہ ہیں۔ اگر بھی سے طبعہ کو اور مضمون  
 کر کے تو انگریزی سے مضمون چاہو گے۔ کیا  
 اور ادفا ہی کیا انگریزی شتان ہینما۔ ہر  
 جو کچھ کسی کو لکھو مضمونہ معاصنہ اس کو کو  
 ویکٹ کیا کہ وہ ایک نظر میں مضمون ہے  
 اس کو میں نے بہ مجبوری لکھا ہے مضمون ہی  
 ہوں اور بہ مجبوری تم سے درخواست کرتا ہوں  
 کہ... صاحب کو تمہاری مینا و واکلام ۱۴ جون

کمال والا طولانی خط میں نے سمجھتے تو بھیج دیا  
 لیکن تب سے خدشہ لگا ہے دیکھئے انجام  
 کیا ہوئے مضمون کی سلامتی اور نفوس کی سلامتی  
 کسی مضمون کا اثر بڑا کر دینا متغیر ہے۔  
 تم کچھ عقل رکھتے ہو لیکن مختاری و نقد کیا ہے  
 اور پھر کوئی آدمی اپنے تئیں حق کہوں گے  
 سعدی کا کلام اچھا قطع ہے اور یہ سچ ہے کہ  
 اس کا سا کلام نظم و شعر عہدہ اور یاد رکھنے کے  
 لائق ہے۔ یہی جو دو مسلمان مناظرہ کر رہے  
 چنان کہ خندہ گرفت از نزاع اشعار چو  
 گفت بہ تو ریت می خورم سو کند۔ و گردوغ  
 بود همچو تو مسلمانم۔ بہ ظن گفت مسلمان کہ  
 اگر قبائلمن۔ ہیج غیبت خدا یا جو دیر نام  
 اگر اربیطانین عقل خندم کہ دو۔ بخود گمان  
 نہ برد هیچ کس کہ ناو نام۔ بشیر اگر ہو سکے  
 تو بہ نظر حقیقی اس شخص کا کلام پس نظر چو  
 میں کہان سے کہان جا کلام۔ غرض جیسے  
 میں وہ اپنے پندار میں حق نہیں لے رہی ہو

میں کب توقع کی جا سکتی تھی جو صاحب کہ  
اوصالی غرضش در میان میں ہو۔ اگر ہم کو  
زیادہ بے لطفی کا احتمال ہے تو یہ خود  
خط کو بھڑکاؤ اور... صاحب کو مستند بنانا  
اور پھر کو میری حالت پر چھوڑ دوں پسند نہ کرے  
ایسے جی کا اگر شہر اور پچھلے ہر بخند اور ہر  
کو تکلیف ہے اور ان کے زنا اور بھڑکے کی  
تم کو دہلی والوں کے جھگڑے کی تاریخ دنیا  
نہر و زمین تم یہ سمجھو کہ تمہیں غلامی کی ضرورت  
سے مسافرت دہلی میں ہے۔ کتاب سے مراد  
بکھو اور تھا در وطن یا گھر سے دور ہونا ہے  
جس قدر تم ان لوگوں سے بے تعلیق ہو اور اگر  
شکاک رہو گے اس شخص میں سوچو گے۔ رہی  
یہ بات کہ فلاں شخص ہم سے کم غمخیز کرنا چاہتے  
ہیں کہ کچھ شکایت نہیں تھا کہ شکر ہے کہ  
ہم کو اس نے سب سے فضل کر کے دیا ہے  
معتد بہانہ کا محتاج نہیں کیا۔ خدا کی قسم وہ ہرگز  
کافی ہے۔ تمہارا مزاج میری طرح نفس خیز ہے  
بہرہ اور جینے کو خلافت تو فتح لوگوں کی ہزار  
زحمت آتی تو بہرہ حق سے پیشتر رہتا ہوتا۔ اعتنا  
کرنا اصول زندگی قرار دو۔ ڈالو گے یا خوب  
کہا ہے۔ صاحب نے یہ ہی کہا ہے کہ  
کیونکہ اس کا ہرگز نہ کوئی مال ہے۔ اس کے  
خیر و بری امتحانوں سے فراموش نہ کرو۔ پھر دیکھا  
تمہارے درکار نہ رہا۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ  
وہ جیسے بانیس ہو امان ہے۔ نہ ہرگز نہ ہرگز  
جان امور سے۔ آئی۔ یاد رہے کہ

میں۔ السلام مرآۃ المسلمین۔ کو۔ مرآۃ المسلمین۔ لکھا  
مرآۃ اصل میں مفصلہ انوار ان آئینہ میں ہے  
مفصل۔ مفصلہ۔ مفصل۔ مودودی کی مراد  
مجدد و مبتد۔ مرآۃ کی ہی ملاحظہ ہو کہ فتح  
مفصل اللہ ہدایتی۔ مرآۃ۔ لکھنؤ میں  
آئینہ وہ کیا ہے آئینہ۔ اس کی انشا و انشا  
الکثر اللہ اعلم علی سبیل ہر شے کی۔ ہر آدمی  
تکریم و تکریم کی اہمیت و تکریم و تکریم  
خدا انبیا و انبیا اور کونش۔ مانت اور ان  
کے ہزاروں نقطہ ہیں کہ یہ تو ہر چیز میں  
آئینہ ہے کہ ان اور تشریف کہ یہ لکھنؤ میں  
ایک خط ہے کہ میں نے لکھا ہے۔ اس  
لکھا۔ ۲۸۔ جون ۱۹۰۷ عیسوی

میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ  
آؤ بی۔ ہرگز۔ صاحب کے خط پر کہ میں نے  
باکرا نہ کرتا۔ جو لوگ غلامی میں کر رہے وہ  
راہ سے تو یہ نہ جین کر رہی یا اتفاق کی  
سے اس۔ کہ انظار پر تھا وہ جین گئے تھے  
پندرہ میں رہی۔ یہ انہیں نہ سمجھتے تھے  
عجب نہیں کہ انہی ہی کو جینے کے لیے  
ضعفائین کا قاتل نہیں ہوں تاہم میں  
میں کہ ان کا کہ تم نے وہ کیا کہیں کہ  
کی۔ انسان جس پر سو آئینے ہیں ہوتا ہے  
وہ ہے نہ تین اس سو رہا ہے کہ ان  
سے سچا ہو کہ کہتا ہے کہ سچا ہے کہ  
بازہ شیا کی تھا انہوں نے سچا ہے کہ

ان کا ہونا خلیفہ ضعیفہ کا ضعف  
میں ضعف اسے بھی داخل ہے۔ میں ایسا  
ہست و حصر نہیں (یا نہیں ہونا چاہتا)  
کہ تم مجھ کو میری خالفتی پر متنبہ کرو اور میں  
اعتزاز کرنے سے عا کر دوں میں بخاری  
نظر میں اپنے تئیں اس سے زیادہ زیاد  
بانا چاہتا ہوں اور اس سے زیادہ عقل  
پسند کی خالفتی ظاہر کرنے کی فکر میں ہوں  
جتنی کہ مجھ میں بہتہ اور یشاید آدمی کے  
نیچر کا اقتضا ہے فقط

تمخاری انگریزی نہیں ہے پاس ہے  
اس واسطے کہ میں نے دیکھنے کا قہر بھی  
نہیں کیا اور دیکھتا تو کیا دیکھتا۔ اگر تم سوچو  
کہ کھوار چھٹے میں طرز ادار اور عمارت کا  
کام طر کیا کرو تو شاید میری برابر کھسکو۔ اور  
نہ وہ انگریزی متوہر کے پاس ہے کیوں  
کہ ان کو اتنا ایمان الہیہ... یہ مددگار  
اس میں صلاح دے رہے ہیں۔ کیا تم کو  
اس لشکے کی افتاد مزاج معلوم نہیں۔  
اکا... یہ بہتر کے بعد وہ متقا میں برقی  
ضم و جرح کیسے گا۔ چون خدا خواہہ پر  
... کو نوکنا یشیمان جی بہ خدا دکنے گا۔  
تھ کو نہ وہ پہلے سمجھتا تھا نہ اب سمجھتا ہے  
اس کا سبب خود کسی کی جوابدہ اور نالی ہے  
پس تم اپنے امتہ ان سے کیا معاذ کرے تو

کلمہ و الکاس سے قد رفق و صلح  
تم کو خدا نے اور ایسے ہزاروں برتری  
وہی ہے۔ الحمد للہ علی ذلالت و لا  
فخی۔ تم اپنی حالت کا موازنہ اپنے اناس سے  
جنس میں کرو۔ ۱۰۰۰ اپنے فخر خاندان میں مگر  
اس خاندان کو علم و فضل سے کیا مناسبتہ۔  
فارسی کو تو اس نے مدۃ ہوئی طاق بلند پر  
رکھ دیا بدین عبارتہ "نہو تنکار چھوڑا" غرض  
میں ہر روز ولوی صاحب سے تو تو میں میں  
ہوا کرتی ہے۔ انگریزی کا حال مجھ کو معلوم  
کسی سے کتنا تھا کہ امر دہی صاحب نہیں  
جانتے لفظ میں نے کئی پوچھے ان کو نہیں  
پھر نہیں معلوم انگریزی کیا جانتے ہیں۔ یہ  
اس کے کناہن تھا مگر وہ حق میں کو حق کر گیا  
... کہہ فرج میں ابھی کچھ سلامت ہے مگر  
عاشی خدمتہ بی بی ست از سب جاہری تم  
کو فی ضرورت ان لوگوں سے جاکر کرنے کی  
نہیں ہے میں بھی ان لوگوں سے نفرت  
ماتا ہوں تم بھی ایسا ہی فعلو کرکو۔ دل خوش  
گن دوچار باتیں کہیں نہیں الگ ہو گئے۔  
غلطیان جو تم نے گرفت کہیں سب درست ہیں  
اور بہت غلطیان تم نے نظر انداز کیں  
خط لکھا ایسا کہ سزا یا غلط۔ خود غلط انا غلط  
اندھا غلط۔ ایک جگہ تم نے زبان مقطوع البیان  
کو زبان قلع و اللسان سمجھ کر لٹا کر لی ہے  
اول تو زبان مقطوع اللسان یا لسان مقطوع  
اللسان محل ہے۔ دوسرے فرض غائب ہے۔

اس قدر شور و شعلہ مقطوع البیان ہے عیادت  
 چھی نہیں۔ قاصر البیان چاہئے کیا کیا  
 ... نے یہ لفظ اپنی طبیعت سے ایجاد کیا۔  
 ضم و کسی اشارہ سے لیا ہو گا بھیجیوں نے  
 عربی کی ایسی بہت سی مٹی پلیدی ہے۔ کا  
 اسی کاوش سے انگریزی پر نظر ہوا اور  
 کاش ہی کاوش چند سے عربی میں پہلی تیر  
 اشارہ و لا قوت الا باللہ وان یکاد الذین  
 افرم الذین قوتنا فبا یصا و ہم انشا  
 سمعوا الذکر و یقولون انه کجھون  
 ایک محقق کا مقلد ہے کہ انگریزی دو قسم کی  
 ہے۔ کتابی اور روزمرہ ماڈرن انگلش  
 کہتے ہیں کہ روزمرہ کے واسطے اور قوت تحریر  
 زیادہ ہونے کے واسطے اور معلومات  
 کے واسطے مطالعہ خبیرا انگریزی ضرور ہے  
 تم کسی سوسائٹی یا کلب میں جا با کرو یا خود  
 کوئی عمدہ اخبار لیا کرو۔ بشیر پڑھنے کے لئے  
 خرچ کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ اگر خدا بڑے  
 تو یہ خرچ ایسا ہے کہ چند روز میں تنہا  
 مضامین اس سے حاصل ہو گا۔ پس یہ خرچ  
 تجارتی راہ ہے۔ تم نے خط میں ذرا لکھ کر  
 زرا بتایا۔ اہل میں ذرہ عربی ہے۔  
 ذرات جماعہ تصرفات مجسم سے منتقل ہو گیا  
 تو کتا بہ ذرا درست۔ نقطہ

تو لونی بیکر اللہ صاحب نقاد صاحب  
 نے لکھا میں شہم ایہ ذرہ عربی کی ذرات

مطلع کرو۔ کتا بہ غیرہ جو کچھ درکار ہو  
 میں برآمد کروں گا۔ جو چاہو فرمائیں  
 کر میں بھی صرف دینی ایک فرمائش رہے کہ  
 تحریر کرو۔ اس پر ہوا و مذکور شدہ ایک  
 ذرا کار اندہ۔ تالو تالیف نے کتبہ آری و بھلہ  
 نہ خیر ہی۔ ہمہ از تو سرشت ہو و فرماں ہوا  
 قسطا و با و نہ باشد کہ تو فرماں نہ ہو  
 تم سے انرا اپنا قاری خط تو درست نہ لیا۔ ہا  
 سنیہ الی لکھتے ہو تو کیا معلوم ہو پاس ہے  
 فرماں کا اظہار عدول کا لکھ کر طے ہو  
 ترکیب میں تو اور عمدگی پیدا ہو۔ لکھ کر  
 خط کو تم سے یہ خط بھر کر لکھنے دیا ہے  
 کوئی کمال نہیں مگر ہر ہے اور خیر میں  
 سا اہتمام کرنے سے آدمی خوش خط ہو جائے  
 اور جب ہاتھ نے ایک روش اختیار کر لی تو  
 کھسکتا میں بھی وہی شان باقی رہتی ہے  
 میں ناشناہوں کہ مجھ میں ہر خوش خطی نہیں  
 تو کیا ضرور ہے کہ تم میرے معائب و نقص  
 کی تقلید کرو۔ خدا صفا و مع مالک رہا  
 کوئی صفت ہے خاتم میں صفت علی وجہ الکمال  
 پیدا کرے۔ میرے عیوب سے خدا کو کچھ  
 آئین۔ ذرا انگریزی خط پر توجہ کرو۔ اگر تم  
 کا خدا علی و فنی المار و میں یہ چاہتا ہوں کہ  
 ہے اور ہر ایک ہاتھ میں آ گیا تو وہاں الی  
 ہے۔ تو تم کو اپنی والدہ سے عیسیٰ نے  
 ہو گیا۔ شہر تیر کو خدا نے قتل دے دی ہے  
 تیر کی پوری اساتذہ روایہ ہو

لکھنے پاتے۔ ۳۰ جولائی ۱۸۷۷ء

بشیر۔ اب میں سینک کٹا کر پٹھان میں  
ملا ہوں۔ میں نے پادری صاحب سے  
بدیل پڑھنی شروع کی ہے۔ افسوس کہ ان  
نہتے میں دو دن فرصت ہوتی ہے وہ بھی  
صرف ایک گھنٹہ تک اتنا بھی علیٰ اہمیت  
نہ ہوگا۔ پہلے ہی سبق میں مجھ کو اپنی چند  
غلطیوں پر تنبیہ ہوا کبھی کتنا کتنا میں نے  
تم کو لکھا مگر تمہاری کوتاہ فکری کا چال ہے کہ  
۲۰ جولائی کے بعد سے تم نے مجھ کو خط نہیں  
لکھا اور میرا مال یہ ہے کہ زندگی تو نہیں مگر  
عافیہ تمھارے خط کے آنے پر منحصر ہے۔  
ایک ہفتے سے سخت پریشان ہوں۔ سو  
صاحب اپنے ہزار کام بند کر دیجئے کہ بالآخر  
ہفتے میں دو خط بھیج دیا کرو۔ انرض خط  
تم کو میں نے حالت اضطراب میں لکھا ہے۔  
خود اس کا جواب بھیجو اور لکھو کہ وجہ توقف  
مراسلہ کیا تھی۔ ۱۱ جولائی ۱۸۷۷ء

بشیر الدین احمد بابر اللہ فیک۔ شکلی  
ہے وہ شخص جو برسوں پہلے کو خط لکھنا نہ جانتا  
اب دہلی کے خط کو ترسے۔ میں تمھارے  
طرز مزاج سے خوب آگاہ ہوں اور مطمئن ہوں  
کہ تم نے خط کا لکھنا اپنے ارادے سے بند  
نہیں کیا۔ عیب ہمیں کہ تم کو وہاں عقل  
میں یا غم کما ہے اور تم نے اس غم کا

الکھنے اور باب کے جو حقوق ملنے  
تو روہیے میں وہ حقیقت میں نلانی ان جہاں  
کی ہے جو باب اپنی اولاد پر کرتے ہیں۔  
ہو سکتا ہے کہ نقصان عقل کی وجہ سے تمہاری  
والدہ کبھی تم سے بے سبب ناخوش ہوں  
لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ بچے سے تیرے سرو کرے  
عذر نہ بنو اور نہ بڑے تھے۔ ۲ جولائی ۱۸۷۷ء

مجھ کو تمہاری تین باتیں یاد آئیں۔ تم نے  
فارسی خط کو دست کیا۔ تو ان مجید پٹھان کی  
نظر ہے کہ اس سے استہزا کر کے ہو۔ یہ  
طبری معنی ہے۔ عبارت فارسی لکھنے پر  
قادر ہیں مگر کہ جاتے ہو۔ اگر زبان انگریزی  
کہ اگر انگریزی اور علوم ریاضی میں بھی  
یہ نسبت ہے ساتھ تو جہر کو تو لیں۔ اس  
سمجھو کہ عربی فارسی لوگوں یعنی انہوں نے  
میں مخر و مری پیدا کر سنے کی چیز ہے۔ اور  
انگریزی تو بابائی زمانہ ہزاروں کی رہی  
ہے۔ اگر انگریزی کو شرط زرق کہا جائے  
تو بجا۔ پس انگریزی کی طرف مزید توجہ  
لازم۔ اور ظاہر اقم یہ نہیں کرتے اور برا  
کرتے ہو۔ اسی حضرة انگریزی مول اور  
عربی فارسی روکھن جتنی عربی فارسی  
تم اب جانتے ہو دنیا کی کارروائی کو سمجھتے  
ہے۔ لیکن انگریزی کیا ہے سچ بہتر ہے  
اس کو خدا کے لیے مجھو مصیبت یہ ہے کہ  
مجھ کو انگریزی نہیں آتی ورنہ تم غلط نہیں



او خوشامد سے جہاں موقع ملا کام نکال لیا اگر  
 ان کا یہ شہوہ پیش نظر رکھو تو پھر ان کی کوئی حرکت  
 ناگواری طبع نہ گزریں گے۔ تم اپنی غلط فہمی سے  
 توقعات پیدا کر لیتے ہو اور جب خلاف توقع  
 کوئی امر پیش آتا ہے۔ تم کو برا لگتا ہے اور  
 بے شک برا لگنا چاہیے۔ ہواؤں کی برکت نہ  
 ۱۰۰ روپیہ بچتے ہیں مین نے بھی ۱۰۰ روپیہ  
 دینے کو کہہ دیا ہے۔ سو بھائی اگر طیب خاطر  
 سمجھاؤ اور بھاری والدہ کا جی چاہے تو دو در  
 خدا کے نام کا دینا ہے جس کو زیادہ مستحق  
 بفارغیق یا ایک ششت اس کو دو۔ امامی بخیر  
 گو یہ لوگ ترسے ہیں مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ  
 اسی ہراتی کے ساتھ انھوں نے اپنی عین  
 سمجھائے کھیرا کینے میں لبر کر دین اور بوقت  
 ضرورہ خوش دلی اپنے دلی سے سمجھائے  
 شریک حال بھی ہی لوگ ہوتے ہیں۔ میں  
 روپیہ تم کو دیتا ہوں کہ اس کو راہ خدا بنا  
 صرف کر دو اور صرف اس کا تعین نہیں کیا  
 لیکن مجھ کو امید ہے کہ اس خط کے پہنچنے  
 تک تم کو امامی خوشنود کرے گی والسلام  
 ۵۔ اگست سنہ ۱۳۵۰ عیسوی

چھوٹی طلائی گھڑی آج روانہ کی جاتی ہے  
 اگرچہ لوگ منع کرتے تھے کہ اگر کون کو ایسی  
 قیمتی چیز کا دینا مناسب نہیں لیکن میں نے  
 مضامین نہیں کیا کیونکہ تم ایسے ہو لیکن  
 خدا کے فضل سے بے تمیز ہے نہیں ہو کہ

گھڑی کی احتیاط یا حفاظت ضروری نہ کر سکو  
 دوسرے سمجھاری عاقل و خوشنود کا اور نہ ہوا  
 مجھ کو پسند نہیں۔ تم جانتے ہو کہ یہ گھڑی اگر  
 بے قدر ہے تو صرف اس سبب سے کہ مجھ کو  
 مفت ملی ہے۔ اور میں اس کا اہل نہیں ہوں  
 جب یہ گھڑی نئی نئی مجھ کو ملی تو ہندوستان  
 کلکتہ کا بنور نے دیکھ کر کہا کہ کوک ایندھن کو  
 کی دوکان سے لا اقل چھ سو روپیہ کوٹے  
 گی اور زنجیر جو بے سوئی نہیں تو مجموعہ کو  
 فی الحال لا اقل پانچ سو کا مال سمجھو۔ چونکہ مجھ کو  
 شوق نہ تھا میں نے نہ تو اس کے لیے کوئی  
 عمدہ خانہ بنوایا نہ خوش نما غلاف سلوا یا اور  
 نہ نفیس آویزے لٹکائے بلکہ کچھیان سیلی  
 ہو گئی تھیں اتنا بھی نہ ہو سکا کہ انھیں کو  
 آجلو الیتا یا تجزیہ طبع کرانا۔ مگر اتنی جست  
 میں نے ضرور کی کہ اس کو بگڑنے نہ دینا  
 جاتی ہے کھول کر دیکھو دوسرا رخ ہیں  
 ایک وسط دائرہ یا مرکز دائرے میں  
 اس کی راہ گھڑی کا وقت ملایا جاتا ہے  
 لیکن ضرور سے کہ سو فی اکٹی نہ بھرائی جا  
 یعنی سوئیوں کی اصل قرار نشان ۱۲ سے  
 نشان ۱-۲-۳ وغیرہ کی طرف ہے۔  
 تو گھڑی کے ملائے وقت بھی سوئیوں  
 اصل قرار کے خلاف نہ جلائی جاتی ہے  
 گھڑی کے ہز زون میں فقور پیدا ہوتا ہے  
 ۱۰۰ روپیہ کا ۱۰۰ روپیہ کا ۱۰۰ روپیہ کا



میں کہی گئی وہی جاتی ہے جس طرح ہر کو  
 سہولت تفہیم کو بند کر دینا۔ لیکن ہر کو  
 کہ گھر سے کہہ لاسے میں ہمیشہ سبیا کی  
 دینی ہوتی ہے تاکہ سوئوں کی رفتار آگنی نہ ہو  
 اس کو غور سے سمجھو۔ لوگوں کی گھڑیاں کچھ  
 ان میں غور سے سمجھو۔ لوگوں کی گھڑیاں کچھ  
 پاؤں کے پیچ پائیوں کے جھون پر نشان آ رہے  
 پر میری احتیاط پر آفرین کہو کہ ایسی جان  
 سنبھال کے ساتھ کچھ سمجھتا تھا کہ دونوں  
 سورج خورشید و خورشید سے محفوظ ہیں۔  
 یہ حال کا کل بندہ برس کے استعمال کے بعد  
 ہے۔ گھڑی کے متعلق جن باتیں یاد رکھنی  
 کی ہیں وہ یہ ہیں۔ اول۔ گھڑی کو تھوڑی  
 ہمیشہ ایک وقت میں عین پر کھینچنا چاہئے  
 یعنی جس وقت تاج کو کی ہے دوسرے رو  
 کی کسی وقت کو کی جائے۔ کچھ نیلے کے  
 لیے چھوٹے کا وقت سے بہتر ہے۔ کچھ وقت  
 دیکھ لیا جائے کہ کبھی کہ دسے آگ ہے اور  
 رنگ اور دھبہ ہے اور وہ منہ کیل میں  
 کبھی وہی جاتی ہے اس میں کبھی کو برابر ہو  
 جھانے کے بعد ہر آہستہ آہستہ پھرانی  
 جائے جب تک کہ از خود نہ رک جائے  
 دوم۔ گھڑی کو بے کار اور بطل کہہ دینے  
 سے خراب ہو جائے۔ کمال ہے اگر استعمال  
 نہ کر تو سب سے خراب و دیر بھی دوسرے سے  
 کچھ دیر کے لئے دیا کرو  
 سوم۔ کبھی دیر سے وقت گھڑی کو خفیہ طور

ایک۔ ہر وقت کپڑا اور صرف کچھ کو بچھڑا کر  
 پہنا یا چسک دینا یا جھٹک دینا ضرور نہیں  
 ہر دم۔ گھڑی کی جیب کو ہمیشہ گرد سے پاک رکھو  
 چھ۔ جب گھڑی کسی کھونڈ سے لٹکانی ہے  
 تو نیاں رہے کہ وہ ہتی نہ رہے بلکہ کبھی ہوتی  
 رہے۔ جب نیچے رکھی جائے تو خاصہ میں کھو  
 یا کسی نغمہ چیز پر۔ کتاب یا مینر پر کسی سخت  
 چیز پر رکھنے سے وائپریشن ہوتی ہے۔  
 ششم۔ جب کبھی گھڑی کسی وجہ سے بند  
 ہو جائے یا اس کے صفات کمانے کی ضرورت  
 ہو تو ضرور رہے کہ کسی محتر و واقف کار دست  
 کرنے والے کو دی جائے ورنہ غلط ہو جائے  
 گو کہ سب ناواقف ہونے کے تمام درکار  
 خراب کر کے گھڑی کا ستیا اس کی دیتے ہیں  
 خانہ اور کنبیاں و دیگرین خراب ہیں ان کو  
 درست کر لو۔ گھڑی کو بازیم طفلان مست  
 بنا و بیکہ عاقلانہ طور پر کام لو۔ سوائے گھڑی  
 کوئی اس کو نہ چھوئے کالٹ اسٹیشن کان  
 ۔ لوگوں میں مادہ حمد ایسا عام ہے کہ شاذ  
 و نادر کوئی نفس قدسی اس سے بری ہو  
 تو ہو بس دفع العین کے لیے بے ضرورت  
 حامدین کو دکھانا لا حاصل ہے۔ مجھ کو  
 خوف نہیں کہ تم گھڑی کو بگاڑو گے۔  
 خوف یہ ہے کہ بہ اعتقادے شباب کہیں  
 بگاڑا کچھ گھڑی ہو گئے ایسا نہ ہو ولی کا  
 کوئی عیب۔ کہہ کر دیتا ہو۔ درجہ سے  
 لڑکے شایاں بچھڑا ماس ہوں۔ میرے

نہانے میں کان اکثر ہم فاسقین یا حقین کا زمین  
 تختہ دار کاں جیسا کچھ غیر محفوظ ہے مجھ کو معلوم  
 ایک دن پانچ وقت کی نماز پڑھ لیتے تھے  
 یہاں آؤں تو مجھ کو سمجھا جاتا ہے اور حال سچ  
 اسی کیسا ابلیس کا وہ روئے مست۔ لیکن ہر  
 دینے نہ بایا وادوست الغرض تاکہ کسی وقت  
 آئینہ میں لوگ میری تحقیق نہ کریں اس  
 مشغ گردان مایہ کو ضائع مست کرو۔

تم نے خط میں یہ کیا لکھا تھا کہ اوقیدیں نہ  
 - اجرا ۳۰ - حساب ۲۰ - اگر اس سے بے  
 کامل مراد ہے تو لا باس یہ اور اگر وہ غیر  
 ہے جو تم نے کامل نمبر سو میں سے حاصل  
 کیا تو افسوس جبر و مقابلہ اور ہائے شوق  
 حساب - اگر تم نے عربی اور اقلیدس میں  
 پاس کیا تو درخ نہیں یہ چیزیں تم نے  
 یہاں سمجھ کر تھیں کہ تم جو جبر و مقابلہ  
 اور حساب بھی یہاں سمجھنے لگے تھے۔ تم نہ در  
 لگاؤ اور جبر و مقابلہ پاؤ۔ یہ تم نے کسی  
 سنا تھا کہ میری سخاوت میں اضافہ ہوا۔  
 اضافہ کا نمبر نہیں ہے جو صاحب لفظ نہ تو  
 نہیں۔ تم کو فوراً تکذیب کرنی چاہئے تھی  
 اہل البیت علیہ السلام کا کافی اہمیت۔ حق یہ ہے  
 کہ اب وہ دلولہ مجھ میں باقی نہیں۔ ورنہ  
 دنیا دار لااسباب ہے۔ چند در چند ہوں  
 تجھ میں۔ مگر مجھ سے اب کچھ ہو نہیں سکتا  
 ع جس دل سے ناز تھا مجھے وہ دل نہیں

اب تھا اور وقت۔ یا اگر میرے نہ تو از سر تار کم  
 آدمی کی ظاہری نمود و بیکار کا سامنا نہیں۔  
 اصل نمود و ہزار لیاقت کی ہے۔ مجھ کو پوری  
 امید ہے کہ تم پر کسب ہنر کی ضرورت ثابت  
 ہو چکی ہے۔ پس کسراستی ہے کہ اپنے  
 وقت کو ضائع نہ کر دے۔ وہ اور اپنے  
 اقوان و مثال میں امتیاز پیدا کرے۔ جب تک  
 کسی مضمون میں قیل ہو تا سنتا ہوں میرا  
 دل ٹوٹ جاتا ہے اور سوچتا ہوں کہ کیا  
 تقدیر کر دیں کہ تم کو وہ مضمون آجائے۔  
 ۲۱ - اگست ۱۸۸۵ عیسوی

تختہ دارے معاملات میں یہ بڑی مشکل ہے  
 کہ اپنی ضرورتوں کی پیش بینی نہیں کرتے  
 - چند روز ہوئے کہ گھڑی بھیجی گئی۔ اگر  
 آٹھین دنوں میں معامدہ نہیں تو نوٹ کر  
 میں نہ کر دیا جاتا۔ ابھی گھڑی کی رستگاری  
 نہیں آئی کہ تم کو یہ طلب کرے ہو۔ تم کو  
 طلب کرنا آسان سمجھو۔ یہ بیجا مشکل۔ پانچ نوٹ  
 کا نوٹ اس خط میں ملے گا۔ تم نے  
 حواج ضروری کا اندازہ لگایا کہ اگر اس  
 مقررہ کہ ایک سیسایا سے ایک ہفتہ  
 کافی جمع کر دی جائے کہ وہ تشریف نہ  
 ہو اور تم وقتاً فوقتاً غیبت مبارک و اپنی  
 تیو پرستہ آؤں گے۔ حشر کیا کہ جو وقت  
 تختہ دار سے ناہم آؤں میں ہر قسم و مجھ کو  
 ہرگز دریغ نہیں۔ میں جو خدا اسی قدر

کتا ہوں کہ اپنی غاوتوں کی مت بگڑنے دو۔  
 کوئی آدمی نہیں جان سکتا کہ اس کو تیندہ  
 کیسے اتھاقا قات پیش آئیں گے۔ اس سے  
 قطع نظر بگڑی بھڑی عادیوں عسر و سیر  
 و دونوں حالتوں میں تکلیف دہ ہوتی ہیں  
 تم کو ان دونوں خبر میں خوب پہونچنے لگی ہیں  
 مگر غلط ترقی کو سنا وہ بھوٹا۔ رمضان  
 کا حال جو دریافت ہوا وہ انقرا۔ مجھ کو  
 یہ بھی معلوم نہیں کہ رمضان علی کہاں ہے  
 کس حال میں ہے۔ میرے ساتھ وہی انگے  
 کو رنک ہیں۔ اس سیر میں تکلیفیں نہاد  
 کو پوچھیں۔ تمقات دیوسی میں بس  
 ایک کھانا تھا۔ اس کا یہ حال ہے کہ کوئی ہفتہ  
 زائق سے خالی نہیں جاتا۔ ع بس جو چاہے  
 پرتہ ہم اسے کیا کریں گے جس کی گھڑی کے  
 پارہ میں چھو کہ چند باتیں اور گھنٹے کی  
 ہیں۔ دو کھیاں دوسرے حد اگانہ کھتی  
 ہیں ایک رشتہ خوب پہچان لو کہ کون سی  
 انہی میں سوراخ ہے کہ چپے موضوع ہے تاکہ  
 وضوح اشیاء فی غیرہ نہ کر کہ جس طرف تیر  
 ہے۔ اسی طرف سے داخل گھڑی کھولا جاتا  
 ہے۔ آئینہ ایک حلقے میں چڑا ہوا ہے اور  
 حلقے میں وہ جگہ یا ہرنکلی ہوتی ہے جس میں  
 ناخن لگا کر آئینے کو اٹھا دیتے ہیں۔ اس  
 بعد دو لادہ نشان نیچے ہیں۔ ایک میں  
 ناخن لگا کر اندر کو دبا دینے سے گھڑی خود  
 بخود کھل جاتی ہے۔ کوئی ضرورت و نسل

گھڑی کے کھولنے کی نہیں۔ رگولیو کو بھی  
 تیر یا سست کرنا پڑتا ہے اور وہ رگولیو  
 داخل گھڑی میں سے۔ رگولیو اس پر  
 کوکتے ہیں جس سے گھڑی کی رفتار رگولیو  
 کی جاتی ہے اور وہ ایک لپے کی سونی  
 ہے جس کے دونوں طرف درجے بنے  
 ہوئے ہیں اور ایک طرف اس اور دوسری  
 طرف ات لکھا ہوا ہے یعنی سلاو اور  
 جب گھڑی سست چلتے گنتی سے۔ یا  
 تیر ہو جاتی ہے تو اس سے کام لیا جاتا  
 کہ عموماً عہدہ گھڑیان رگولیو کی ہوتی ہوئی  
 ہیں۔ تم داخل گھڑی کو بلا ضرورت شہید  
 مت کھولو ورنہ گرد اور ذرات اس کے  
 برزوں میں گھس جانے اور میل اور انہیں  
 کے اثر سے گھڑی کے خراب ہو جانے کا  
 احتمال ہے۔ یہ سب زیادہ خطرناک بات  
 گھڑی کی مشرت ہے۔ چونکہ گھڑی کے  
 برزے بہت نازک ہیں ضرورت ہے کہ سال  
 اس میں دارج آئل دیا جائے یعنی صاف  
 کرائی جاسکے تاکہ گرد وغیرہ نہ صاف ہو جائے  
 مگر جان عہدہ صاف کر کے واسے ملین  
 وہاں ایسے صفحہ کرانے سے گھڑی کا نقص  
 ہی رہتا ہے۔ لوگ ایسے دیکھنا نہیں  
 ہیں کہ گھڑی کے عہدہ و لایہ پر سے ہل  
 لیتے ہیں۔ اسی واسطے محتاط لوگ گھڑی کو  
 کرنا پڑتا ہے کہ تیرے بعض وقت گھڑی  
 اپنی کمزوری و ناز و نفیت سے بھی پرہیز

جھا دیتے اور گڑھی کو تباہ بلکہ زکار رفتہ کر دیتے۔  
 ممکن ہے کہ تمام سب باتوں کو پہلے سے  
 جانتے ہو لیکن یہ نظر پر حدیثاً مجھ کو لکھنا لازم  
 تھا۔۔۔ گو تم نے خط منظوم لکھا۔ اس میں کثرت  
 سے زعافات اور سکتات تھیں اور بہت سے  
 شعر ساقط الوزن۔ اس میں سے کہ تمھاری طبیعت  
 ناز و ناز و ناز ہوئی ہے اس کی تائید کر دیتے  
 عجیب شائد متواتر ہے۔ تاہم اس میں تمھارے  
 مائے صاحب کو وزن کا مطلق امتیاز نہیں ملتا بلکہ  
 بھی یہی حال ہے۔ اساتذہ نے اوزان شمار کو  
 مضبوط کر دیا ہے۔ ہر خاص وزن۔ بحر۔  
 کہلاتا ہے۔ اس میں۔ ف۔ ع۔ ل۔ میں  
 کلمات مقرر ہیں۔ مثلاً۔ فَعُولٌ۔ مفعول  
 مشتق فاعل۔ فاعل۔ متفاعل۔ فاعل۔  
 فعلات۔ فاعل۔ فاعل۔ فاعل۔ فاعل۔  
 میں ہے شکوفہ کاری۔ اس کی جڑ ہے۔  
 مفعول متفاعل فاعل۔ جس کی قطع یا  
 توڑ میں یوں ہے۔ ہر شاخ۔ مفعول  
 مہر ہے شکوفہ۔ فاعل۔ فاعل۔ فاعل۔  
 اس طرح ہر مصرع کو قطع کرنے سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ کمان وزن بلکہ اوزان کو قطع  
 طبعی کے مناسبتہ عطا فرمائی ہے وہ لایا  
 درجہ پر ہے کہ سمجھ لیتے ہیں کہ بیان سکتا یا جاتا  
 ہے۔ شعر شعر کو یکم بہ از آب حیات میں  
 تاہم فاعلات فاعلات۔ شعر ایک بشعبہ  
 سنیقی ہے جس میں تال اور ضرب موجود  
 ہیں۔ تم نے وزن پر خیالی نہیں کیا۔

اب سے اس کا خیال رکھو جو بندر وزیر میں  
 کی کڑھن نشین ہو جائے گی گریاؤں کو گریاؤں کو  
 ایک بڑا سخت عیب ہے۔ فارسی میں شاید  
 یہ عمدہ تدبیر ہے کہ مولوی امام بخش صاحب نے  
 دینا بازار پر چھ رقعہ۔ نثر طور ہی کی شہر میں  
 لکھی ہیں۔ میں نے یہ کتاب میں دیکھی تھی۔  
 فی الواقع بڑی عمدہ ہیں۔ اگر ان کتابوں پر  
 ایک نظر محققانہ ہو جائے تو فارسی میں سب عقائد  
 متعارف حاصل کرنے کو کافی ہے۔ اگر تم مجھ  
 فارسی دیکھنے کی فرصت پاسے ہو تو انھیں کتاب  
 کو دیکھو اور حسب مناسبتہ پیدا ہوئی تو مجھے  
 کتاب آدمی آئندہ مفہوم کر لیا کرنا ہے۔ مثال  
 متعارف اور وقت محدود ہیں وقت کے نظام  
 میں الا قدم فلا قدم کا قاعدہ برتنا چاہیے  
 یعنی مثال میں قدم و تاخر صہر الوشلا اول  
 انگریزی اس میں بھی مقدم زبان پھر سنس  
 اور انگریزی کے بعد عربی اور سنسکرت  
 فارسی۔ شاید تمھاری کلاس میں بھی کالرشپ  
 ہوں گے۔ ہر چند میں حیث الما انڈیا کی  
 طرح نہیں کر فی چاہتے لیکن اس اعتبار سے  
 کہ کالرشپ ایک علامہ امتیاز ہے وہ آپ  
 قدر کی چیز ہے اور اس کے حاصل کرنے  
 میں جہاں تک ہو سکے سعی کرو۔ غالباً ہے  
 کہ تم نے نظم شروع کی ہو گی یا عربی عرب  
 شروع کرنے والے ہو گے۔ اس کے بڑے  
 دن کے نو اے پڑھی طیاریاں ہو رہی ہیں  
 ملکہ نظریہ خطا قیہ رہے لیکن اس کی

یا دوا کے لیے دہلی میں عمارا سنگھ کا اجتماع ہوگا  
والاعین: اہست ولا اذن بدعتہ بابو شیوہ رشا و  
صاحب کی انگریزی اسپیس میں شاید تھارے  
ساتھ چلی گئی ہے۔ تلاش کی نہیں ملی۔ یہ وہ  
کتاب تھا کہ اب تھان ہے جس میں جن جن کا لکھنا  
کا ترجمہ حسب خواہش بابو شیوہ رشا و صاحب میں  
کیا۔ یا جو صاحب اپنی انگریزی کتاب مانگتے  
میں اطلاع دے دیکر تھارے پاس ہے یا نہیں  
۲۵۔ دست ششہ عیسوی۔

مٹری کی رسید میں جو خط تم نے لکھا اس میں  
یہ بھی پوچھا تھا کہ زنجیر طلائی ہے یا بلع سونے  
بلع و یقین میں وہ ضرور طلائی ہے اس کو  
کہ ایک معتبر آدمی نے ایک معتبر دکان سے بول  
لی ہے اور پورے سو مہینے ہیں۔ یہ ایک  
مشہور بات ہے کہ اگر زنجیر طلائی حلق کا ہے تو  
نہیں کرتے لوگ جن کو انگریزوں کی نسبت بگانی  
ہے اس کو بکر و خدایت پر محمول کرتے لیکن بات  
یہ ہے کہ خالص سونا اس قدر نرم ہوتا ہے کہ  
وہ نرمہ نقش و نگار کا تحمل نہیں ہو سکتا اس  
مصلحت سے اڑمانے کی غرض سے اس میں  
آئینہ کر کے کی ضرورت واقع ہوتی ہے پس  
تھارہ زنجیر کا سونا بھی اس اعتبار سے کھوٹا  
ہے۔ ۱۷۔ دست ششہ عیسوی

اب تم کو ایک برس دہلی میں ہونے آیا۔ تم  
جانتے ہو کہ ایک برس میں کس قدر فتنہ ہوتی

مجھے خیال ہے کہ شاید تم نے شرح بابا اسحق  
ایک برس میں پڑھ لی تھی۔ گو تم نے بعد اس  
نہیں پڑھا لیکن ورق فارقا نظر کرنے کو بھی  
وقت، درکار ہے۔ اب تم سوچو کہ تم نے  
اس برس میں کیا کیا۔ عربی میں تم نے ایک  
نچ ترقی نہیں کی اور چونکہ تم کو فخر و سب سے قرار  
شوق و ہمتا چند سے یہ حیلہ رہا کہ استاد میں  
آخر کار بولوسی احمد حسن سے تو اب تم کو ضیق  
وقت اور بعد کا حیلہ ہے لیکن اگر صرف تعلیم  
کے دلوں میں تم نے کتاب کا شغل کیا  
ہو تو انکو بھی ایک مناسبہ ہو جاتی۔ ورنہ  
کے واسطے سواری کا نظام کر دو۔ تم کو بانی  
ہو تا جس کہ میں اس خرم کو لینہ نہیں کرتا  
حال آن کہ میں ایسے مصروف کو کل شرب  
کے مصروف پر بھی مقدم رکھتا ہوں اس  
واسطے کہ تحصیل علم میں جو خرچ کیا جائے گا  
اگے چل کر تم کو خدفا مضاعف ملے والا آ  
اگر تم اس سبک بیان ہو تو میں یقین کرتا  
ہوں کہ قطعی نکل جاتی۔ او قید سے حساب  
بجھنے قابلہ سب کا حال شغل عدلی ہے۔  
میری انگریزی۔ میں نہیں جانتا کہ تم نے کتنا  
فائدہ جمع کیا ہے۔ اس کا فیصلہ تم اچھ سے  
بتر کر سکتے ہو۔ بشیر جہان تاک میں غور کرنا  
ہوں دنیا میں اپنے رہنے کی ضرورت نہیں  
دیکھتا اور نہ دنیا میں کوئی کام مجھے کرنے کہ  
ہے نہ اب کوئی نیا علم میں حاصل کر سکتا ہو  
خواب وہ اگلے بولوسے مہری طبع میں باقی

ہیں۔ رہی خدا پرستی۔ اس سے تو میں کو  
 دور رہا ہوں۔ میں دنیا کا کام گریہ ہے تو یہ کہ تم  
 میرے بیٹے جی بڑھ لکھ کر فرار چھٹ کر دیکھتے ہیں  
 تمھاری طرف سے ضرور ہے کہ نہ مروں اور نہ  
 وقت مجھ کو اس کی تسلی رہے کہ میرے بچے کو  
 ہمارے بچے کی زندگی کرنے کا سامان ہوتا ہے۔ میرے  
 معدے میں ایسے فسادات ہوتے ہیں کہ تو یا  
 فیوگیا دیتی ہو لی جاتی ہے اور یہی حال ہے  
 زندگی کا جو وجود اس کل میں کچھ بگاڑتا ہے  
 یہاں تک کہ ایک دن بند ہو جاتی ہے۔  
 تم اگر کسی غرض اور طلب سے بڑھنے کی  
 ضرورت نہیں سمجھتے تو یہ طلب کیا کہ ہے کہ مجھ کو  
 اپنے اخیر وقت میں اس تصور سے کہ تم نے  
 پڑھا اور خوب پڑھا تری مسرت ہو چکے گی تمھاری  
 والدہ اگر نہیں آئیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں  
 عجیب حال ہے دنیا اور اہل دنیا کی چند روزہ  
 میں بھی یہ لوگ ایک دوسرے سے بول بولتا  
 حالاً کہ افتراق ایک دن ضرور ہوتا ہے۔ نتیجی  
 نے کیا اچھا کہا ہے۔ ولقد علمنا اننا سنطیعہ  
 لما علمنا اننا سنموت۔ یعنی یہ تو ہم بچے ہی سے  
 سمجھتے بیٹھے تھے کہ ایک نہ ایک دن بھارت  
 ہو لی ہے احوال فرق کیونکہ تم کو دنیا میں  
 خود نہیں بیٹھیں۔ تم دلی والوں کے چھوڑ دین  
 میں اسے متین بنالطاعت کرو۔ ایک موی پت  
 تمھارے سمجھنے کو پس ہے کہ تم سے علم عقل  
 تجزیرہ و تفسیر باقی نہیں رہا وہ ہیں لیکن  
 میں ان کے معاملات سمجھنے کے لیے ہر قدر

نہیں ہو سکا اگر تسلی ہے تو اس میں ہے کہ بہت  
 گذر گئی تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ خدا اس کو بھی  
 ابرو کے ساتھ گزارے اور خاتمہ بن کر کیسے۔  
 اس تہائی میں بھی ایک رات ہے اتنا سمجھ  
 لیا ہے کہ تو کروں پہلے اٹھاؤ میں نہیں کر لی تھی  
 اور نہ ان لوگوں سے خصوص و اختصاص کا متوقع  
 ہو تا تھا سب ہے۔ روپیہ کچھ زیادہ خرچ ہو جاتا  
 لیکن یہ لوگ مجھے آرام دینا جانتے ہیں۔ رہاوت  
 اس کو عمدہ طور پر برکت کرنا مشکل ہے غرض  
 انسان کے دل کو خدا سے کچھ ایسا بنایا ہے کہ  
 جس حالت سے وہ خوگر کیا جاتا رہی میں غیامند  
 ہو جاتا ہے۔ سوچ سے خوگر ہوا انسان تو مٹ  
 جاتا ہے۔ سوچ میں کلین اتنی بڑی مجھ پر کہ آسان  
 ہو گئیں۔ البتہ اس کی خبر رکھو کہ تم لوگ خرچ کی  
 طرف سے تکلیف مت اٹھاؤ جب خدا کے دہا  
 تو اس سے شمع نہ ہونا بھی ایک طرح کی نافرمانی  
 ہے۔ اب خدا کے فضل سے ایک مقدار معتد بہ  
 موجود ہے۔ کاوش کرنے کی ضرورت نہیں۔  
 پڑھی دولت تو تم ہو خدا تم کو زندہ و سلامت  
 رکھے تو فیق نیک و سوسے تمھارے ہم عمر  
 کا یہ حال ہے کہ وہ احد علی نے آخر و دھوکہ پاپ  
 سے ہمارے جانے کی اجازت لی۔ بلا سالنہ  
 ساری ساری رات اس رٹ کے کو پڑھتے گذر جاتی  
 ہے۔ یہ حاجی جی کی خوش قسمتی ہے۔ او چلنے  
 کی کیفیت یہ کہ تھا۔ اور جب پوچھا کہ وہ علی کیا کرے  
 تو لبشاش لبشاش جواب دیا کہ جب جو کہ معلوم  
 ہو گی بازار سے لے کر کچھ کھانا لیا کروں گا

شوق اس درجے کو پہنچا ہے کہ کھانے کی ضرورت سے بھی اس کو قطع نظر ہے۔ وہ فلک بفضل اللہ یومیہ من لیشاء۔۔۔ کا حال ہے میں گو واحد علی کاسا نہیں مگر سب عالمہ اچھا ہے۔ لیتہ برج ہسٹری تاک ہیو بخاؤ اس کو سمجھ بھی لیتا ہے۔ اس کو خود پسندی اور خوشین ستانی چکا ہے۔ اب بڑے بالی بیان تاک ہیو کی کہ کرانی انکر نر با جو جن کو دیکھا پھر گیا۔ و و سر سے کی سنتا نہیں اپنی پاکاب جلا۔ اب کے سالانہ امتحان کے لیے ہر ایک سبکٹ میں ایسی طیارہ کی کہ وہ تمام کلاس میں سب سے بہتر ہو۔ جن چیزوں میں تم کم رہتے ہو انہیں بزور لگاؤ۔ اگلے سال مع انچر سکند کلاس میں جانا چاہو یہ پیشتر

سلام کھو والہند اکو جیر۔ علی الولد البر الشیخہ انا بے قطع البطار علی کنا پاک۔ فاجوا پاک۔ ہوا والا ختمہ ارا بالصدوم۔ فلا یجسک من اللوم لادہ وان ائتہ بالاد وقاس لکنہ یزید فی الفراع ویطیل الساعات۔ سیم الغما فان لم یطول الیکاد یزول۔ ولو وفتہ اشتا من بہن البصول۔ فلا اقل ہوی فتہ مرفو فتہ مرۃ او مرتین فی کان ہوتہ واما ارسال الککات اللقانیۃ الی راجعہ شیوہ شاد فلا بد من الاظلال علی قسبیل ان یا قنی غرم البکلب من لوبید۔ وشن ان اللہ یب شہزادہ الراطلون الی سکندر پور۔ اللہ عاقبہ الامور۔ وہستہ کیا تعلیمات لم بہن سہما اللہ شہزاد۔

تاسعد ولا امتحان ولغم فہستہ و قد حبسی بہ لتفیل۔ عند الامتحان یکرم الرجل او یتان۔ فیا غنیۃ من لشی ما فی الکتاب ولم یحسین الجوا فضل وذل وصغر فی عین الناس قتل۔ وانا ار جوبہ یار تکہ فی زمان لتفیل۔ وامدسی وغم الکویل۔ فوا وخن لفضل اللہ فی طیب حال عیش عن المکروبات غا لظن بلکہ لک۔ بلکہ اللہ اقوم المساک و السلام علیہم ختم الکلام۔ عا ذقہ یون شری سے کہ شہد واورتین کے سچ میں اکثر نکال دیا جاتی ہے اور کبھی نہیں کبھی کبھی ملو عا کر جا کتا پڑتا۔ اور کچھ قصہ بھی کرتا ہوں تو نیا نہیں آتی بس سچ کے بعد کچھ کتاب میں کرتا ہوں۔ آج شاید گھر کی غلطی کی کہ دیر سے بیٹھا ہوں مگر مسافر صبح نہیں ہوا جی میں آیا کہ کھین کو خط لکھوں۔ عربی کی سطرین میں نے غور سے نہیں لکھیں۔ امید ہے کہ تم بہ آسانی سمجھو یا شاید ایک دو جگہ لغت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ بیٹے دن کی تعطیل ملے گی تو ان شاء اللہ اس امتحان تمہارا میں لون گا اور اگر ثابت ہو گا کہ تم نے وقت سے استفادہ کیا تو تم کو انعام بھی ملے گا۔ اگر کوئی شک ہے

اگر قدرتی گھر میں جس کے فریضے سے سارے فریضے کے گھر میں لکھتے ٹھیک کیے جاتے ہیں یعنی آفتاب اور اس کا سایہ تمہارے حفظہ اوقات کو کافی نہیں اور ایسا رہا کہ وہ دنوں میں

قدائی گھڑی میں مل سکتی ہے تو چونکہ بابا گھٹا  
 خیر وار کرنے کو کافی ہے لیکن مشکل ہے کہ جہاں  
 لڑکے اور لڑکیوں کے غل میں کان بڑی  
 آواز نہیں سنائی دیتی وہاں گھٹا گاسن  
 پڑے گا۔ تم کو حارم ہے کہ میرے پاس  
 گھڑیاں ہوں اور دونوں بے کار نہ تھوڑی  
 مہینہ کو فقط اوقات کی زیادہ ضرورت ہے اور  
 مردانہ زور کی طرح مجھ کو ان چیزوں کے  
 استعمال کا شوق میری پسندینگی نے ان چیزوں  
 کو ویسا ہی خراب کر دیا ہو گا جیسا زکریا جاب  
 ایک تیری گھڑی تو تم کو روانہ کر دی گئی۔  
 فرماؤ تو کیرج کلاک یعنی ٹیری گھڑی بھی  
 بیچ دی جائے۔ ہر چند ایک میں سے جتنا  
 خالی از غلط نہیں لیکن اگر ہزاروں لاکھوں کی  
 بیعت آتے جاتے ہیں حتیٰ الوسع احتیاط کی  
 جائے گی یا اگر بیش قیمت غلط نہیں اور  
 اپنا ہی گھٹا یا قصہ میں نظر ہے تو بازار  
 سے حوالہ لیجیے غالباً تم کو کلاک درکار ہو گا  
 بازار کی کلاک پہلے پتھر تیس کو بکتے تھے  
 پچھلے دنوں ایسے سے ہو سکے کہ  
 بارہ کو۔ اب بھی اتنے ہی کو ملتے ہوں گے۔  
 ایک لے لو۔ تحقیق کر کے لکھو کہ چھپا  
 گھٹا جس کے گیل تیرے دوست کے ہوں  
 اور کسی نامی کاری کا یا ہوا ہو کہنے کر  
 سب کا بیچ کہا ہے کہ ان جگہ بازاران علیہ  
 ان کم قیمت کم قیمت گھٹا ہوں تیرے چہ  
 یہ ہے کہ گھڑی گھڑی بڑا کیسے نہیں۔

میت سمجھو کہ میں محتاج اس خیال بہتر عرض  
 ہوں۔ ایسے خیالات ہو ہی کر نہیں اور  
 خزانے مقدور دیا ہے تو ان کو پورا کر نہیں  
 بھی کوئی قضا نہیں۔ خلاصہ یہ کہ مجھ کو اس  
 خصوص میں خرچ کی پروا نہیں میں طبیب  
 خاطر کو روپیہ دون کا بلکہ جی میں آیا کہ جی  
 بیچ دوں۔ پھر سوچا کہ پہلے پوچھ لوں کہ تیری  
 گھڑی پر زانت ہے یا بازار سے اپنی خریدنی  
 شوق ہے۔ یہ چھپ کر لفظ دل سے نہ نکلے  
 تحریر کی خوشی ہے۔ مولوی احمد حسن کا  
 دہلی میں ہونا تم اپنے لیے بس غنیمت سمجھو۔  
 مولوی احمد حسن کی محالیت چاہے علم و ادب  
 میں کم ہو مگر ان کی اس قدر اوجہ ہے۔ بے شک  
 نفقہ الین اگر تحقیق سے پڑے جاسے تو اچھا  
 کتاب ہے۔ اگر یہ میں اس کو بہت اچھی کیا  
 بلکہ اچھی بھی نہیں کہتا لیکن اچھا پیرا ہونا اور  
 اضافی ہے۔ وہاں بھی ہے بہت تیری کے لیے  
 تیری ہے بلکہ بہت تیری مہنتی کے لیے۔  
 لیکن کیوں جی میان بشیر نفقہ الین پڑھو گے  
 یا منتقل۔ میرے نزدیک تو منتقل کے چار ناچ  
 رسالے نکال رہے تو اچھا تھا کہ خیر ہندوستان  
 میں اس کی بڑی ضرورت ہے۔ اگر لینی چاہو  
 مولوی احمد حسن سے تم کو تیری مدد مل سکتی ہے  
 تم ان سے وہی فائدہ حاصل کر سکتے ہو جو  
 مجھ سے کرتے۔ موصوف جب اگر تیری تو بہت  
 مقدم ہے اور اگر تیری کے بعد عرفی اس  
 واسطے کہ یہ ہے اگر تیری ان بہت غیر مذہب



دیکھتے جاتے ہیں۔ رہی فارسی وہ تو نری  
 زبان ہے۔ ممکن نہیں کہ آدمی کل علوم میں  
 کمال حاصل کرے جتنے کامل فن ہوتے ہیں  
 وہ ایک فنی بھی ہوتے ہیں۔ پس آدمی  
 پہلے اپنی طبیعت کا موازنہ کرے کہ کدھر ترقی  
 ہے جس طرف رغبت و قہم ہے پس وہی  
 آدمی خوب کرے گا لیکن ابھی سال کیا کر  
 ہے۔ یہ امتحان کے عمل میں ہونا تکمال سے  
 بحث کی جائے۔ اوکا کش تم پر کسی طرح  
 یہ ظاہر ہو جائے کہ تمہارا لیاقتہ پیدا کرنا کیا ہے  
 میرے دل کو لگا ہے۔ میری تہمت ہے کہ تم  
 یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل  
 کر و تم کو خدا کے فضل سے معاش کی طرف  
 فراغ کامل حاصل ہے پس اب بشری اسی پکار  
 بشری بڑھو اور دنیا میں نام و ثناء پیدا کرو۔  
 یہ علم جو تم پر ہے ہو دنیا و دین دونوں کی  
 صلاح کا ذریعہ ہے خدائے عالم نصیب کرے  
 تم خیر اور روپیہ کی طرف سے بروہمت کرو۔  
 فوالذی نفسی بیدہ مجھ کو تم سے زیادہ کوئی  
 چیز عزیز نہیں۔ دنیا میں ابھی ایک کمزور  
 باقی ہے کہ تم کو خدا لائق کرے اور شاہد اسی  
 خوشی کے لیے میں زندہ رکھا گیا ہوں۔ وہ  
 جان تک غور کرتا ہوں دنیا میں اپنے تہمت  
 کی کوئی ضرورت نہیں پاتا۔ ذی سے تم کو اب  
 دوسرے کے سوال نامہ پوچھتے ہو وہ صرف  
 ہمارے اچھے پڑھتا ہے۔ تم اس سے لاکھ بڑے  
 بہتر پڑھتے تھے۔ چند۔ یہ وہ آدمی ہے جو

زبردستی چھوڑتا دیا تھا وہی اس کا سہارا ہے  
 اب مولوی صاحب حدیث البصر ہوئے۔ ان  
 سب کو پوری آزمائی ملی۔ صاحب اپنے  
 بچوں کے زیادہ خبر گیری تھے ہیں۔ اس سے  
 ان کا پڑھنا چلا جاتا ہے۔ مگر کب تک  
 دو چار برس بعد یہ دونوں بھی ملا۔ یہ روزگار  
 ہوں گے۔ جتنا کر ہے ہیں یہ بھی تعلیم  
 ہے ورنہ ان کو ان کو علم سے کیا منہ ستہ۔  
 کیا کچھ بچہ تھا اور حال ہے۔ یہاں بخیر  
 علم نہیں تو کچھ کچھ بھی نہیں۔ اور ۰۰  
 فخر خاندان اب ہیں مگر تم کو کہ تم بھی ایسا  
 خیال کر سکتے ہو۔ ان کو ان کے ساتھ  
 اپنی حالت کا مقابلہ کر لیا کرو۔ ان سے  
 بہتر ہونا بھی میرے نزدیک عیب ہے۔  
 یہ بے جا ہے کیا تھے اور کیا ہیں اور کیا  
 ہوں گے۔ جب یہاں کے لوگوں کا تم سے  
 تذکرہ کیا جائے تو تم ان کی حالتوں پر بھی  
 نظر کیا کرو کہ ان کی کیا حالت ہے۔ کچھ  
 خاندان کے ہیں کس طرح کی بے سامانی  
 ہے۔ کچھ تو خدا کو ان سے بڑا کام لینا ہے  
 کہ ان کو ایسا شوق دیا ہے۔ کچھ  
 ہر کار سے سخت میل آن آمدش زندہ  
 دیکھو امتحان سالانہ کے لیے کامل طیارگی  
 کہ ہر طرف سے آفرین اور تحسین کا شور مچا رہا  
 اور یہ چہ چین پور۔ یہ بچہ نہیں۔ آمین۔  
 تمہارے بچہ کے کی طرف میرا ایسا خیال  
 لگا رہتا ہے کہ جب تم کو یاد آئے ہوں ساتھ

پہی بخور کر تاسوں کے گھون کر نشہ کو نامی اور  
گرا می دیکھوں گا۔ بڑے دن کی عطیل میں  
وہ ملی آئے گا صبح ارادہ ہے۔ صحت ایک  
مشرکہ یہ کہ رہتا ہے کہ اس دفعہ ایسا بچہ ہو گا کہ  
لا عین میں آفت وکلا اذن اسمعیت  
خبر ہے معلوم ہوا کہ نام صاحب کی کٹی جان  
نظام جدید آباد ہے ساتھ ہزار روپیہ پر کہ ابہلی  
جب کہ اس کا معمولی کرانہ زیادہ سے زیادہ  
چار ہزار سال تھا۔ اور کوکون نے بھی  
قطب صاحب تاک مکان روک لیے ہیں  
ایسے اذحام میں سفر خالی از حتمہ نہیں۔ مگر تم  
دیکھنا اور تجاری استعداد کا امتحان لینا ضروری  
ہے جس طرح بن پرٹے گا آؤں گا۔ ابھی

مجھ کو بہن کوئی خاص ضرورت تم کو خط لکھنے کی  
اس وقت نہیں ہے مگر مولوی صاحب  
پرچہ بانگا اس واسطے بیچنا سطرین لکھ دینا  
سالانہ بہت قریب ہے۔ اپنی جملہ اور تمام  
حفظ کتب میں قصور رکھو۔ اگر سالانہ پیری  
تم نے سکند کلاس میں تہ تی نہ کی تو مجھ کو سخت  
فسوس ہو گا۔ بہن چند تم مجھ سے زیادہ موقع  
اس بار تم کے تجویز کو ملے کہ رکھتے ہو گا۔ ابھی  
کے لیے کون سی تدبیر عمدہ ہے لیکن  
زبان والی بے رتوبہ یعنی کمپوزیشن نہیں  
آتی اور اس خصوص میں میرے نزدیک تم  
غفلت کی اور کرتے ہو۔ وقت کے نظام  
کے ساتھ صحت کرنے میں عجیب برکت ہے

تھوڑا تھوڑا دراصل کرتے کہ تے ایک خبر  
جمع ہو جاتا ہے۔ مدارس کی تعلیم میں اگر سیکر  
ہے تو ہی کہ مختلف علوم اور دستور و فنون ایک  
ساتھ سکھاتے ہیں اگر ایک ہی چیز کو آدمی نہ  
رٹا کرے تو طبیعت کتا جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی  
چیز میں پیش نظر ہوں اور باری باری دیکھتے تو  
سارا دن پڑھتا رہتا اور مطلق جی نہ لگے۔  
میں ایسا نظام کر سکتا ہوں کہ اگر انگریزی  
کمپوزیشن بھیج دیا کہ تو پادری صاحب کے  
اصلاح لے کر آپس کر دیا کروں۔ یہ اس  
میں مناسب ہو گا جب کہ تم کو اصلاح دینا  
وہاں مشہور ہو۔ عربی میں مولوی احمد حسن صاحب  
تم کو بہت سمجھ دو دے سکتے ہیں بشرطیکہ  
اخذ و عطا کی شرطیں ملزمتیں ادا ہوں فقط  
۲۷ اکتوبر ۱۳۱۷ء

گو تم نے نہیں لکھا مگر میں قرآن سے کہ سکتا ہوں  
کہ تم بخیر نہیں گئے۔ سب متناہی شرعیہ میں  
اسی وجہ سے تاکید ہے کہ انسان مستقبلات  
پر قادر نہیں۔ بہت تفصیل طبع شارح نام ہے  
ان شارح لکھنے کا۔ قرآن پاک میں کہی غم پر  
وہ کیستمنون آیا ہے۔۔۔ کا خط آیا ہے  
تم نے اس سے کیوں کہ وہاں ہو گا۔ کیا تم نے  
نہیں پڑھا صلا و سلام الا صلا و سلام  
الاسلام۔ لیکن کیا ایک خط اور وہ جی  
حسن طلب دفع شکایت کر سکتا ہے عاقلانہ  
جب توقع ہی نہ تھی غالب کیوں کسی کا



بھی تھا۔ میں نے ہتھارے داؤ کا تذکرہ کیا۔  
وہ تو بچہ چپ سا ہوا۔ مگر ایک پوچھنے والے نے  
کہا گو آؤ ڈر داؤ کے لیے نہایت نافع ہے اور  
اس وقت ڈاکٹر دن کا اجماع ہے اس بات  
پر کہ داؤ کی دو اس سے بہتر نہیں۔ ایک  
سفید سفوف ہے۔ اگر نرمی داؤ فروشن  
میں شاید تم آنے کو اس کی شیشی ملے گی۔  
غوی یہ ہے کہ داؤ قاطع نہیں۔ رتی بھر  
ہتھیلی پر رکھ کر دو تین قطرہ پانی میں لت  
کر کے داؤ پر مل لیا کرو۔ صبح و شام استعمال  
کرو۔ غالباً تین دن میں شفع ظاہر ہو جائے  
گا۔ فقط ۹۔ جنوری ۱۹۰۷ عیسوی

۱۷۔ کا خط بھونجا۔ بندہ خدا تہی دیرست  
کیا کرو۔ کیا کفایتیہ شعار ہی میں منحصر ہے  
کہ مجھ کو خط لکھنے میں کمی کی جائے۔ میں نے  
تم کو پہلے ہی لکھا ہے اور اب مجھ لکھتا ہوں  
کہ امتحان کے بھر دینے بہت رہو کسی طرح  
جماعت میں ترقی کرو اور آگے کو نصیحت کرو۔  
مدرسے میں کام پائی اور ناموری کے ساتھ  
پڑھنا یوں تو نہیں ہو گا۔ مدرسے کے علاوہ  
گھر پر کم سے کم تین یا چار گھنٹے روزانہ لگا کر  
پڑھو گے تو خیر ورنہ کیوں خود حیران ہوتے  
اور کیوں ہم سب کو حیران کرتے۔ دنیا کی  
کارروائی کیسے قائم کرو لکھنا پڑھنا آہی کیا  
ہے۔ بیس بیسے پاس ہ کر قانون یاد کرو  
اور امتحان دو۔ مدرسے میں پڑھنا منظور  
ہے تو یاد رکھو انٹرنس پہلی منزل سے بھلا  
کچھ نہ ہو تو ملی۔ اسے نئے خطاب تاک  
تونسیدہ درجہ فضیلت حاصل کرنے کے ہرگز نہ  
وہنگ نہیں جو ہتھارے ہیں۔ ہر روز

دس دن دہلی میں رہ آئے۔ سب کو حیران  
دہشتہ رہے گی۔ ہتھارے دل کی جو کچھ  
ہو کر میرا حال ہے کہ جس وقت ذرا خالی ہوتا  
ہوں ہتھارے خیال آتا ہے اور ہتھارے خیال  
کے ساتھ ہتھارے امتحان کا مجھ کو ہتھارے  
خط کے دیکھنے سے غمزدہ ہوتا ہے  
کہ کہیں نہانہ خوش نہ لیا تو نہیں ہوا کہ  
نظم امتحان میں ناکام رہے اور شرم کے  
بارے مجھ کو نہیں لگتے۔ سو کب تک چھپا  
گے۔ جلد لکھو کہ میں ہتھارے انتظام کروں۔  
ہر چند یہ موقع سفارش کے نہیں ہیں لیکن  
اگر کچھ دخل سفارش کو ہو اور ضرورت بھی  
ہو تو میں بیان دوں بیٹھا ہوا کیا کر سکتا ہوں  
البتہ مولوی محمد کریم شخص صاحب کی خدمت

سبقوں کو بالائزاد مطالعہ اور پڑھنے کے بعد  
نظر دقیق سے ان کو دیکھنا اور ذہن نشین کرنا  
اور ایک جگہ عندالکے ساتھ مختصہ کا برابر جاری  
رکھنا شرط ضروری ہے۔ محققاریہ جال ہے کہ  
پہلے ہی امتحان میں یہ ترو دیکھ پاس ہو جائیں  
تو اگلے امتحان میں سخت میں کیوں کر ان سے  
عہدہ برآ ہو سکو گے۔ غرض پڑھنا ہے تو پڑھنے  
کے طور پر پڑھو لیکن جائز فی جو کجا کیلئے کہیں  
عجائب فانی کی سیر کی۔ کچھ وقت قصے کہانیوں  
میں ضائع کیا۔ دو گھر میں ات گئی اور سو گئی  
یوں تو پڑھنا نہیں آتا۔ پڑھنا جب آسکتا ہے  
کہ تم ایک ایک منٹ کی قدر کرو اور جہاں تک  
تن درستی اجازت دے مختہ کرتے ہو۔  
تم اب تک مجھ سے صرف عربی میں پوچھتے  
تھے۔ آئندہ ریاضی بھی پوچھا کرو۔ یاد نہیں  
تو انٹرنس تک تم کو بتاؤں گا۔ حساب و  
جبر و مقابلہ کی خامی متوجہ ہو کر نکال ڈالو۔  
تاریخ کے واقعات بہ طور سوال و جواب  
مرتب کرنے جاؤ تب امتحان جیسے کاغذ ہے  
شری دعا سے کام نہیں ملتا۔ شوق نہیں نہ  
مولوی احمد حسن کے ہوتے تو عربی کا اصل  
کرتا کیا و شوا تھا۔ مدرسے کی چیزوں کا حیلہ  
اور ان میں بھی نقصان۔ مولوی صاحب  
نے کئی مکان لیے لیکن سب جائداد میں  
دکان مجھ کو پسند ہے۔ یاقی محل اور جوہان  
سب اخور کی بھرتی ہیں۔ غضب ہے۔  
کاظم علی والا مکان تیرہ سو کا ہے اور میں

روپے کرایہ۔ نوٹ کے حساب سے اس کا گرایہ  
لیوہ ہونا چاہیے مگر کوئی اہتمام نہیں کرتا۔ ہم  
مکان مفت نہیں پایا میٹھی بھور و پیر دیا ہے  
تو کیا وجہ ہے کہ ہم کو پورا فتح نہ ملے۔ مولوی  
صاحب کے مزاج میں رحم۔ بیوی صاحب  
کو خیال نہیں۔ تم کو لیا قہ نہیں۔ مولوی عا کو  
کو قابلیت اور فرصتہ دونوں نہیں۔ مکان لاڈل  
ساڑا ہے۔ اگر گرایہ واروں کو حیل معلوم ہو تو  
وہ میں روپے بھیج دیں۔ بیسی جوہان جیسے  
خسارہ دیتی ہے مگر اعمال بد کی طرح بار دوش  
ہے۔ خدا ہی ہے کہ اس کا وجہ ہر سے ملے  
جب تجربہ کر لیا کہ دلی۔ و بجنور۔ و دون میں  
کوئی انتظام کرنے والا نہیں تو عاجز اگر نوٹ کا  
پہاؤ اختیار کیا ورنہ کوئی کرنے والا ہوتا تو حال  
طور پر ایک ڈپٹی کلکٹر کی خواہ کیا تا اور اصل  
محفوظ۔ قبر غنیمت ہے کہ بے چارے مولوی  
صاحب باوجود وسوسہ دہی اتنا بھی کرتے ہیں  
ورنہ ہم سب تو جیسے نظم اور ہوسٹیا میں  
ظاہر فقط ۲۱۔ جنوری ۱۳۳۷ عیسوی

اشوین جماعت جس میں تم کو رعایت ترقی کر دیا  
وہ جماعت ہے جس میں تم کو سال گذشتہ داخل  
کرانے والا تھا۔ شاید تم کو معلوم نہ ہوا ہو مگر  
مجھ کو تھا اساتوین میں داخل ہونا خوش  
نہیں آیا تھا۔ تعجب ہے کہ تم اشوین کا نام  
سن کر گھبراتے ہو۔ مگر عاقبتی ترقی محمود ترقی میں  
ہے۔ حقا کہ باعقوبہ و ذرخ برابر است۔

رفتہ رہا ہے وہی ہمسایہ درخت لیکن  
اگر تم آٹھویں میں بیٹھ گئے ہو تو مجھ پر سخت  
صدمہ ہوتا اور میں تم کو دہلی میں نہیں چھوڑ  
سکتا تھا۔ پر خوردار محنت سے جان چھانا تو  
طالب کا کام نہیں ہے اور بھرپور بھی کوئی  
محنت ہے کہ خدا کے فضل سے ہر طرح کے  
آرام کے ساتھ گھر میں رہنا اور پڑھنا۔ وہ بھی  
بندگان خدا میں جو دن بھر گھماڑی چلائے  
شکر کو بیٹے۔ اور ڈرتے۔ راتوں کو جاتے  
بوجھ دھوئے۔ ہزار ہزار شکر ہے کہ شام و صبح  
میں مبتلا نہیں کئے گئے۔ محنت ایک امر اضانی  
ہے۔ اس کا مفہوم متعین نہیں۔ ایک کام یہ  
کے واسطے محنت کا ہے مگر شاید فعال کے حق  
میں وہ کامل آسائش کا موجب ہے پس  
جسکو تم نے محنت سمجھا کیا تم صبیحہ اور تم سے بہتر  
ہزاروں لاکھوں اس کو نہیں کرتے۔ اس  
ہے کہ تم اس کو محنت کہو۔ ارے بابا اگر محنت  
بھی ہے تو ساری عمر کا آرام۔ ساری عمر کی  
خوش حالی۔ ساری عمر کی آبرو اس محنت کے  
طفیل سے حاصل ہوگی۔ ایک ظریف کا  
مقولہ ہے کہ جینا تو جینا ہے محنت مرنا بھی میں  
ہو سکتا۔ اگر تم کو عربی میں ۲۰ نمبر ملے تو  
یہ تمہاری محنت سے بلکہ اس فقیر کی محنت کا ثمرہ  
ہے کہ کسی حال میں تمہارا سبق ناغہ نہیں ہو  
دیا۔ میں نے اپنے ہندو میں تم کو اتنا پڑھایا  
کہ اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا ہوتا تو آج کل  
کے سواد و سوسہ میں جلیس پچاس ہولو کو آج

بہتر ہے مگر وہ گھر کی مرغی تھی تم نے دال برابر  
سمجھی مجھ کو مختار ہے اس لئے پریشانی نہیں  
آئی کہ تاریخ جغرافیہ سب ضمون میں کل ہے  
میں لو ان و دون کو قصہ کہانی سمجھتا ہوں  
۔ البتہ میں یہ پڑتا ہے کہ کتاب پڑھتے وقت  
عبارہ پڑھاؤ تو اسے حاصل طلب کی طرف  
توجہ نہیں ہوتی ورنہ اگر آدھے یا پورے  
صفحے کے بعد آنکھ بند کر کے غور کر لیا جائے  
کہ اتنے کا خلاصہ طلب کیا ہوا تو ممکن نہیں کہ  
واقعات متفقہ نہ رہیں۔ جغرافیہ کی جان ہے  
نقشہ۔ ایک کل نقشہ منگوا لو اور ایسے موقع  
لٹکا دو کہ تھک کر لیٹے تو نقشہ سامنے ہو۔  
بار بار دیکھتے دیکھتے یاد ہو جاتا ہے کہ فلاں  
شہر کہاں ہے اور وہ تدریجی یا ہارڈ کڑ طریق  
ہے۔ اگر مختاری تاریخ چند روز کے لیے مجھ کو  
ملے اور میں اس کا دو میں خلاصہ کر دوں  
یا سوال جواب بنا دوں اور تم اس کو یاد  
کر لو پھر فیصل ہو جاؤ تو میں جواب وہ حساب  
جبر و مقابلہ۔ آئندہ۔ البتہ سوچ بچار اور  
مشق و ہمارے کام میں میں نے تم کو  
کسور عام اور کسور اعشاریہ تک پڑھا دیا تھا  
اور جتنا تم نے حساب و جبر و مقابلہ مجھ سے  
سیکھا تھا وہ ساتویں جماعت میں کامیاب ہو  
کو کافی تھا لیکن مصدقہ یہ ہے کہ تم نے تو ہر  
جی لگا یا اور نہ دیا ہی لگاتے ہو بیٹے  
تم کو متواتر لکھا کہ شہر کتاب کو سبق و  
تک یاد کرنے جاؤ۔ لیکن دنیا میں یاد کرنا

بات کو بے وقت کرنا ہے۔ تم نے کہا نہیں  
تو دل میں خیال کیا کہ اس کی توقع ہے۔  
اسی طرح کے خط لکھا کرتا رہا۔ اس کے بعد مجھے نواب  
یا کسی شہنشاہ متعارف کو کو وہ بکچری اسی کیون  
نہ ہو یا کو وہ وہ بلال الہی کیون نہ ہو بے فائدہ  
خط لکھو۔ اور اس سے کہ بات کو عزیز دین  
و غلام ہوئے دین سے باقی کر دو۔ اور اس  
کہ تم میں کچھ جان جاؤ۔ اور اس سے کہ تم کو  
لکھنا لکھا تو۔ اور اس سے کہ تم بازار میں بھر  
اور عجیب خانہ و باغیچہ میر کر دو اور اس سے  
کہ تم میرا دوست و دوستی میں کچھ باہر آؤ اور اس سے  
اس سے کہ تم میرا دوست و دوستی میں کچھ باہر آؤ اور اس سے  
اور اس سے کہ تم میرا دوست و دوستی میں کچھ باہر آؤ اور اس سے  
آ کر نہ پڑھو۔ غرض اس سے کہ تم غم نہ کرو اور وقت  
کی قدر وقت نہ پھوٹا نہ تم امتحان نہ سے سکے ہو  
اور نہ آئید کہ کبھی دے سکے۔ میں نہیں  
کہتا کہ تم اتنا پڑھو کہ تن و رستی میرا غل چڑھے  
لیکن یہاں تک تم سے ہو سکے ایک غصہ  
ایک سکندر کو راگیاں مت کر۔ یہ بھر مت لکھا کر  
کہا جا سکتا ہے کہ تم انٹرنس لکھنا خطاب  
حاصل کرو گے اور گوہندوون کے لڑکے  
آپر سکول میں پڑھ کر آئے ہوں کوئی تم کو  
نہ پاسکے گا۔ آٹھویں جماعت میں پڑھنا آٹھویں  
ہے جو ساتویں پاس کر کے چڑھے اور پھر ارا  
پڑھنا تو کبھی پچھوڑی پڑھی کا پھر پڑھنا ہے  
خدا تمہاری غیرہ کو تیر اور تمہاری ہمت کو بلند  
اور تمہاری غم نہ کر یا وہ کرے۔ آمین۔ آمین۔

تمہارے ساتھ وہ کیا اور کیا ہوں جو میرے  
باب نے (خدا ان کو جنت کے عیش نصیب کرے)  
میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے تم کو پہلے بھی  
لکھا تھا اور کچھ بھی لکھا تھا کہ میں غریب اور  
ریاضی و دون میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں  
گر بے تمہاری ہمت کے کام نہیں چلے گا۔ ہر سال  
سالانہ کو تو ہر وقت پیش نظر رکھو اور ہر روز  
غصہ کئے جاؤ ان شاعر اور شاعر پارسیہ ہر دو باہر  
کہ ہر اسان فشو و مشکلی نسبت کہ انسان نہ خود۔  
پھر کیا ضرور ہے کہ ہمال اگر عایتی تمہاری  
ہوئی تو سال آئندہ بھی عایتی کی جائے۔ ایک  
سال اپنی قوت بازو سے ترقی کرو۔ جو کار کا  
میں تیر ہو اس سے راہ و تم ضرور پیدا کرو۔  
انگریزی کے ۲۶ نمبر بھی محل غوث ہیں۔  
اور میں ایک طالب علم ہم سے کہتا ہے  
ہم حاتمہ بلکہ بغداد استاد و میر میر کر رہے  
ہے۔ اگر تم لکھا کہ کبھی تمہاری طرح میں ہونے  
اور کم غم نہ تھا۔ بے سامان البتہ تھا  
جنوری شہر گزارا اور میرا بڑا غم تھا  
گریہ گا۔ پس بہت تنہا رہے تعلیمات سال  
مشکل سے باہر چھ مہینے ہوں گے۔ اگر کوئی  
مدد سے کی پڑھائی پر قانع رہے تو وہ بہت  
چکا چیل پڑھنا تو لکھ کر ہے۔ اور تم کب  
پڑھنے یا تعلیمات میں دوسرے سے کہتا  
کرنے کا اہتمام میں کرتے۔ پھر پڑھ  
کا جھگڑا تو چلا ہی جائے گا ایک کچھ لکھا  
بھی کروں میرے پاس ایک خط ہوا

روپیہ کا پاس نہ کرین اور ٹھیکہ کو ان کے فیصلے کی تعمیل میں مطلق تامل نہ ہوگا۔ ۳۔ فروری ۱۸۷۸ء

اگرچہ امتحان ٹھہر دو گئے۔ اور یا دھم کر و گئے۔ اور معذرتہ و کاہلی کا نتیجہ تم بھگتو گئے۔ مگر کچھ تو کھسکا کہ امتحان سال آئندہ کا ابھی سے سوچ ہے۔ اور ٹھہر بھی ابھی سے فکر رکھو گئے تو دعوے کے ساتھ امتحان دو گئے۔ پس عربی اور ریاضی کے سبق کچھ نیچے شروع کر دو۔ تھوڑا تھوڑا ہو چلے۔ یہ خیال کرنا کہ اپنے دل میں بہت آنے دینا کہ ابھی بہت وقت ہے نقطہ فروری ۱۸۷۸ء

اس وقت ریٹھ صاحب کی چٹی آئی ہے انھوں نے ریپوٹ کر دی ہے کہ کلیم مارج سے نذیر احمد دوسرے فصل میں بھیجا جائے۔ یہاں اس کی ضرورت باقی نہیں۔ عملہ کلیم مارج سے تحقیق کیا جائے گا۔ مجھ کو اس وقت تک معلوم نہیں کہ کہاں جاؤں گا اور کس کام پر ہیں نے ریٹھ صاحب کو لکھا ہے کہ تین مہینے کی زحمت دلا دیجیے کہ فلا آرام کر لوں۔ لیکن من جانب اللہ ایک دوسرا سامان ہوا ہے اگر تم لوگ رضامند ہو کر اجازت دو۔ خط ملفوف ہے۔ مولوی سیاح مدی علی خان صاحب بہادر کا ہے۔ یہ حواری ہیں سیاح مدی صاحب بہادر کے۔ اٹا وہ کے رہنے والے ہیں۔ وہیں سررشتہ دار فوجداری رہتے وہیں تحصیلدار ہوئے۔ وہاں سے مرزا پور بدل آئے۔ وہاں کچھ کو ہستانی علاقہ زیر

کریم بخش صاحب کا آیا۔ یہ مضمون وہی ہے جو مولوی صاحب نے ولی مین بانی بھی کہا تھا اور مین نے مولوی صاحب سے نقل کیا تھا۔ نہیں معلوم مولوی صاحب کو خیال نہ ہو پیدا ہوا یا وہاں والوں نے کہا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انھیں کچھ خیال ہے لیکن کوئی دوست جو صلاح کی بات کہے اس کو مٹا صحت کے ساتھ نہیں شننا چاہئے۔ لوگ مجھ کو نیچو ملو کچھ لکھتے ہیں اور چون کہ قاعدہ ہے کہ تا نہ پٹہ چیز کے مرد نہ کو یاد چیز یا۔ مجھ میں عیب ہوگا اگرچہ وہ دہندی کی وجہ سے آدمی کو اپنے عیوب پر اطلاع نہیں ہوتی لیکن بچل اولاد کے ساتھ تو میں بھی برتنا نہیں چاہتا۔ آف ہے میری دولت پر۔ اول لغتہ میرے مال اور ہونے پر جب میری پیاری اولاد اس وجہ سے تکلیف پائے کہ میں ان کی حاجت کی قدر باوجود مقدرہ روپیہ نہیں دیتا۔ خدائی قسم میں یہی سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میرے پاس ہے ان بچوں کی امانت ہے پس انہوں سے کہ جس کو روپیہ انھیں پر خرچ نہ کیا جائے۔ خدا اس کا گواہ ہے کہ بیشیر کے لئے... کے لئے... کے لئے کس کم سخت کور و پیہ سے دریغ ہو۔ اور میں نے اپنے نذر دیک اب تک ایسا ہی برتاؤ کیا ہے۔ یا شاہ میری سمجھ کی غلطی ہو۔ غرض اس مضمون کو میں بخاری والدہ کے حوالہ کرتا ہوں کہ وہ بلا روایت خوب غور سے سوچیں اور مطلق میرا اور میرے



انھوں نے ان کو دیکھا کہ وہ بند و بست کے  
انھوں نے اسے گئے اور کئی مدوں سے ملاکر  
چاہے وہ پاتے تھے۔ اسی اشارت میں شاید ان کو  
سید احمد نے اب ہاؤز پر حیدر کیا دے سدا چوہا  
سدا احمد سے پہنچ یا چھ آدمی طلب کیے۔ انھوں نے  
ان کو پہنچ دیا۔ وہ ان جاکر مولوی محمد علی کو  
سنا کہ یہ زور و پیر غواہ ہوئی اب سنا ہے کہ محمد  
مدار اللہ نام تقرر ہوئے۔ میں نے مولوی محمد علی  
کو فی عمری صرف ایک بار آگے میں دیکھا۔  
جن دنوں محمد کو اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
میں ملنے والا تھا مولوی محمد علی ڈلوک  
ان کو انبر کو دیکھنے کلکتے گئے تھے۔ وہ ہیں  
محمد کو اللہ اللہ اللہ برٹے تپاک کا خط لکھا اور بت  
اصرار کیا کہ انا وہ میں میرے مکان پر نہ  
چنانچہ چون میں مل سے آتا مولوی محمد علی  
کے کہشتہ مند محمد کو کشان کشان اپنے گھر  
لے گئے اور بہت عمارت کی۔ مگر مولوی محمد علی  
وہاں نہ گئے لیکن اب لفٹنٹ اور فرسٹ  
محمد کو انا وہ سے وہاں کیا اور آگے کے  
در بار میں بلایا۔ وہاں منشی غلام غوث صاحب  
میرمنشی لفٹنٹ کے یہاں میں نے مولوی  
محمد علی کو دیکھا۔ ایک صبح نوجوان لڑکے  
کی ہی پوشاک۔ بے باک مرآۃ اللہ اللہ کی تھی  
آواز بہت تیز۔ چون میں غیب میں پونچھا  
منشی غلام غوث صاحب نے کہا لیچے حضرت  
مرآۃ اللہ اللہ کے مصنف صاحب بھی شریعت  
لاستے منشی غلام غوث کی تقریب سے کم و نو

محمد علی کو مولوی محمد علی نقیض سے رہے  
شاید مرآۃ اللہ اللہ کی تھی اس نے سچے جیسے  
محمد کو حیرت ہوئی یا اللہ العالمنا یہ وہی محمد علی  
سہ جس سے خود محمد کو کس تپاک سے اپنے  
گھر چھلایا تھا کہ اب بالمشافہ میری کتاب کی  
نما سہا یہ تصدیق کر رہا ہے۔ خیر قدرت و کرم  
اب جو خط آیا ہے سرکاری خط ہے کیوں کہ  
اس میں لکھا ہے کہ حسب حکم سرکار لکھنا  
اور محمد کو سکندر پور میں ایک دوسرے  
دوست مولوی وکیل احمد صاحب کے خط سے  
بھی کہ وہ بھی یاستہ حیدر آباد میں ہیں اس  
پہلے معلوم ہوا کہ میرا تذکرہ مدار اللہ حیدر آباد  
کے حضور میں ہوا۔ تیسری دلیل اس خط کی  
صدائق اور واقفیت کی یہ ہے کہ سید احمد خان  
صاحب کی معرفت آیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ  
سید احمد خان کس سے اور وقار کے آدمی ہیں  
غرض جس طلب میں تو کچھ شک نہ رہے۔ میں جانتا  
یہ ہے کہ مولوی محمد علی نے میری تقریب  
کیوں کی۔ عجیب نہیں کہ کہنا سہا یہ ہے یاد  
وہابی کی یا کوئی اور سبب ہوا ہو۔ یہ کہ  
بلاتے ہیں اور تحفہ بالفعل انھوں نے یاد  
کو ایک خبر لایا ہوا یہاں کے سب سے دینے  
وعدہ ہے۔ اتنی تنخواہ محمد کو سرکار لکھنا  
میں تمام عہدے کی توقع نہیں۔ دربار  
حیدر آباد ان دنوں بہت محروم ہے غلام  
وسیع۔ عہدہ مخزنہ محمد کو وہاں کے لایا  
حالات معلوم نہیں۔ اتنا جانتا ہوں کہ

اور انگریزی عہدِ مملواری کے ہزار ہا بندگانِ خدا  
وہاں رہیں۔ یہ کیلہون آدمی تو ہوتی کے وہاں  
ہیں۔ مولوی رشید الدین خان جو مکہ کا  
سب دبیر ہے۔ لیکن تم لوگ اگر صلح ہو  
تو بالفعل ایک سال کی خدمت کے بعد  
خود بھیجی میرا سیدر اکاؤ وغیرہ کی  
کروں۔ سیدر وافی الارض۔ فقط

تین مہینے کی خدمت کے لیے ریڈ صاحب نے بھی سفارش کر دی ہے لیکن حیدر آباد جانا ہوا تو برس و برس کی فراموشی ہو گئی۔ ریل ہے تو دوری کوئی چیز نہیں۔ ریٹیشن اس کے لیے میں نے دریافت کیا ہے۔ اگر میں حیدر آباد گیا تو مولوی احمد حسن کو ساتھ لیے جاؤں گا۔ ان کو بھی سے شکر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر تقاعد کریں۔ طالب اگر سچا ہے تو وہ دور و نزدیک پر نظر نہیں کرتا۔ اس سے کہہ دیں بلجیئم میں رہیں بہت بہتر ہو گا کہ پریس میں آلودہ عالمی سے لبر ہو۔ ان کی سی حالت ٹھیک رہتی تو بھوپال ایسا تھا جیسے دلی والوں کو شاہ درجہ چنانچہ جن دنوں میں ہجرت کیا وہ بھوپال سے بہت دور تھا۔ ۱۲۲ دن تاک تو اتنا تمام تمام دن ہلکا تب خدا خدا کر کے ہجرت کی شکل دیکھی۔ حیدر آباد سے خط آنے شروع ہوئے ہیں کہ علامہ قنوجی کے مالکوں نے مہاراجہ کی جہت بھی ہے۔ اب میں صرف دو باتوں کا

فقط ہوں۔ ایک تو ختم کن شہزادی۔ دوسرے  
میں نے جو خطا سولوی ہوں نہ تو کوٹھما سے ملے  
جواب اگر حیدر آباد میں جاؤں گے۔ تو اور کیا  
میں ہے تو ستر گز فریاد کر میں نہ تو  
ہے۔ اللہ اے خدا تعالیٰ ہیکل احمد اسم نبیہ  
ابکب ونا کہیں لوگ کے بخدا میں تو اب کی  
وہ اگلی سی گدگدی میں نہیں۔ میں خدا  
کس لپٹ کر اٹھتی ہوں۔ فوراً فوراً

اسلام علیک، والقلب مشتاق الیک، خوشتر  
 بیچنے لکھنے کی جس کے لیے پار ونا جا ڈھکنا  
 شہزادہ خاتم نے قاطعہ بند کر دی۔ اگر پہلی اور  
 نچھٹا اور حیدر آباد کے حکماء میں سے کسی نے  
 پریشانی ہے تو مجھ کو کہے مگر تم نے دیکھا تو  
 ہو تاکہ اس حال میں بھی تمہارے بقول میں  
 بالانصرام اصلاح دتا ہوں یا نہیں۔ پہلی کا بج  
 اگر ٹوٹا تو غصہ کیا ہو گا کہ بج ٹوٹے پھر بھی آیتنا  
 سامان دہلی میں منہور رہے کہ گا کہ اوس کی میل  
 کر کے تمہیں لبا دیا جائے کے متقاضی ہو۔  
 جب میں تمہاری عمر دلی میں تھا تو مجھ کو عرش  
 سے جتنی تھی۔ نالہ بایا تھا پر سے عرش  
 سے میرا اور اب، لے تاکہ آتا ہے جو پیا  
 ہی سا ہوتا ہے۔ اب صرف آتی لگ لگ کر آتی  
 میں ہے کہ میں نے انکار نہیں کیا۔ اگر آیتنا  
 بارہ سو دین گئے اور ارڈل عمر کے لیے سامان  
 کر دینے کا وعدہ فرمایا جس کو ان شہزادہ  
 گاہ میں مجھ کو لیا اس حق میں مجھ کو کہہ دینا

جمع کرنے کو زندگی کا حاصل سمجھوں بشرط دنیا  
کو تو خوب دیکھا۔ غریب محتاج تھا خدا نے  
مال افزائی کیا۔ اولاد ہوئی۔ حکومت کے سب  
اثر آئے۔ ناموری اور شرف سے بھی بے  
نہیں اسکیں انجام ان سب بکھیر دیا گیا ہے  
آخر فنا آخر فنا۔ اب خداوند تعالیٰ ایسی توفیق  
عطا کرے کہ کچھ وہاں کے لئے بھی کروں  
کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش میں رہے  
واسطے وان کے بھی کچھ باقی ہیں کہ واسطے  
وان صاحب طریح لینے کو آگئے۔ میں حتی الوسع  
کل سامان فروخت کر دوں گا ولو بیکھڑ بٹمن۔  
عید اتحاد کی کیا شامت ہے کہ وہ جانوروں  
کے ساتھ گاؤں زواریں کرے ہیں مارا زین جو  
ضعیف این گمان بود۔ گھوڑا کھینچ کر سلیم  
الطبع اور کار آزمودہ۔ تم نے بھی لمو کی خوشی  
ہے کہ جانوروں سے بے باکانہ کام لیتے ہو۔  
اب تو... صاحب بھی بیٹی کا نیلا کرتے  
ہیں۔ اپنے موندہ سے چھپیں ہزار ہر کہ دیا اور  
دو برس بعد شاید دس ہزار کی نو تہ پونچھے۔ موی  
... کا نام میں نے نہیں سنا۔ رقعہ بھیجا  
تو جانچ تول کر بھیجا ہو گا۔ بعجل العجل فایجیدی  
الامل بدون العمل۔ مکان کو چٹنا تو مجھ کو  
بہت آخر کی بھرتی پسند نہیں۔ مکان لو  
بجلا... کا سالو کہ دنیا میں بہشت ہے آئے  
واہیات جھوٹے جو تم نے لے رہے ہیں  
نہ رہنے کے نہ سینے کے۔ ایک عمدہ نفیس  
مل جائے تو بس کافی ہے۔... نے پارہ دفع

کیا ہو گا۔ حروف اور حرکات خوب سمجھوں  
جائیں میں میں خامی رہ جاتی ہے تو مانوں  
تاکہ پڑھنا نہیں آتا۔ ۲۳۔ فردوسی شاعر  
۱۹۔ فردوسی کو جمع ہوتے جو خواب تم نے  
دیکھا یعنی وہ اسے جو تم نے تاریخ و جغرافیہ پر ماضی  
بلکہ مدرسہ کے تمام شرفیاء کے بے سود ہو  
کی نسبت بہ ہم پونچائی مجھ کو تمھارے خط کے  
ذریعے سے معلوم ہوئی۔ سجا کے اس کہ مجھ  
ناخوشی ہو میں تو اس کو بہت پسند کرتا ہوں  
کہ تم اپنی بڑی بھلی را کو ہمیشہ نہایت آزاد کی  
ساتھ بے نامل نظر کیا کرو۔ اسے کی غلطی  
نہیں ہے۔ انعام و تفضیل اور مباحثہ و مناقب  
سے ہر غلطی کی اصلاح ہو سکتی ہے مگر وہ دلی  
اتفاق کا کچھ بھی و فعیہ نہیں۔ جب تم حال  
انکشاف نہ ہو تو کوئی کیا جان سکتا ہے کہ تم  
اپنے ذہن میں کیا سوچا کرتے ہو۔ میں نے  
تعلیم کا ایسا طر ف وار نہیں ہوں کہ متعصبا  
اس کی حمایت کروں لیکن انگریزی کی ترقی  
تعلیم عربی کی بہترین تعلیم سے بہشتنا ہوتا  
یقیناً عمدہ اور نافع ہے۔ عربی میں زبان  
منطق کے خیالی و حکوم سلون کے سوا کچھ  
نہیں۔ یورپ کو جو اس وقت مروج ترقی  
حاصل ہے جانتے ہو کیوں ہے جان  
میں صرف یہ ہنر ہے کہ واقعات نقل  
میں تمام یورپ کی بہترین محصور ہیں۔  
خیالی مضنون کے کچھ پڑے رہتے اور

سوا کے حکمی جیڑی باتیں نہ لے اور جھوٹے  
بے اصل منصوبے باندھنے کے کچھ نہیں سیکھتے  
جھوٹے القاب۔ جھوٹے آداب۔ جھوٹے  
اشتقاقی جھوٹی تشبیہات۔ جھوٹے ہفتا  
ہمارا علم انشاء ہے۔ شاعری جو کمال انشاء ہے  
اس میں معشوق وہ فرض کئے گئے جن کے  
کہ نہیں۔ منہ نہیں جن کی لہجہ سلسلہ  
نا متناہی سے زیادہ دلائل میں جن کے سر  
ہی نہیں۔ اگر ایسے معشوق کہیں نظر پڑ جائیں  
تو لوگ ان کو بچا اور بھوت سمجھیں۔ انگریزی  
شاعری کو دیکھو بالکل نیچے کے مطابق۔ مبالغہ  
اور جھوٹ کا نام نہیں جس چیز کے حالات  
سے کسی علم میں سچ کھینٹے ہیں اس کو اس  
علم کا موضوع نہ کہتے ہیں جیسے صرف دھو  
کا موضوع نہ ہے کلمہ و کلام۔ طب کا بدن  
انسان۔ حساب کا عدد۔ انگریزی علوم کیا ہیں  
کہ موجودات عالم میں سے ہر ہر چیز کسی علم کا  
موضوع نہ ہے۔ علم آب۔ علم ہوا۔ علم مٹی  
علم حرارت علم روشنی وغیرہ۔ فسوس کہ ہمارے  
ہی ان کہیں ان علوم کا پتہ نہیں۔ انگریزی لوگ  
کہیں ہندو کے کنارے سمجھتی کے اندھے  
گنتے پھر گنتے کہیں بہار وں کے درون  
میں بھٹکتے۔ کہیں ملکستان کی خاک بھانکتے  
غرض موجودات عالم کہ حالات کی آفتاب  
و تلاش میں سرگردم ہیں اور اسی سے اس درجہ  
کو پہنچے۔ کوئی انگریزی چیز تو دیکھو کس خوبی  
اور عذائی اور عمدگی کے ساتھ ہے۔ یہ سب

علم واقعات کے جلوے ہیں۔ ریل تار برقی  
نیچے ہیں خواص حرارت میں غور کرنے کے۔  
یہ مضمون تو اس قدر وسیع ہے کہ بجائے خود  
محتاج کتاب ہے۔ ایک خط میں نہا نہیں  
سکتا میں یہ نہیں کہنا کہ بی۔ اے اور ام۔  
اے۔ محتاج و فلسفہ نہیں ہیں لیکن کیا ضرور  
ہے کہ تم ناکام مثالوں پر نظر کرو۔ ہتہ بلند  
دار کہ پیش خدا و خلق۔ باشد بہ قدر ہمت و اعتبار  
تو ہر ہزار و ہر بیٹے اور ہر فن میں کام پایا  
نا کام ہوتے آئے ہیں لیکن اس سے لوگوں نے  
کسب نہ نہیں جھوڑ دیا مثلاً وکیل ایک وہ ہیں  
جو پانچ ہزار یا ہوا رکھتے اور دوسرے بالکی  
کے ہمارے دن کا لڑیہ گرہ سے دیتے پھر بھی  
ہزار ہا لوگ امتحان و کالہ دیتے ہیں۔ جو طرز  
تم اختیار کرنا چاہتے ہو کہ عملی ٹیچوں قانون  
یا وکروں انگریزی مطالعہ کتب و اخبار سے  
بڑھالوں کیا تم کو وحی ہوتی ہے کہ اس طرز  
میں ضرور کام پائی ہوگی۔ بیشتر آئندہ کا حال  
معلوم نہیں کہ کس کی تقدیر میں کیا ہے لیکن  
تدبیر بشرط ہے سو یہ مدرسے میں پڑھنا چاہیے  
تدبیر ہے اور یہ ایسی تدبیر ہے کہ تم اس میں  
شرف و نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو اس حق میں  
ہندوستان اور یورپ ملا کر لکھوں ہنگام  
خدا متلا ہیں۔ قانون کے صورت و وصف  
ہیں ایک و کالہ سو مشہور ہے اور سچ ہے  
باراز آ وور کروڈ یعنی صیغہ و کالت میں  
مطلق گنجائش نہیں اور پھر کئی لکھ بھی ہو تو

تمہاری کلت نے تم کو ناقابل کر دیا ہے۔ مگر  
تحصیل داری وہ مشروطہ وعدہ کلکٹ ہے  
یعنی کلکٹ ضلع وعدہ کر کے خود امتحان کی اجازت  
دے اور امتحان میں باس جو تب تحصیل داری  
ملے تو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ انگریزی  
عربی سب چھوڑ دو۔ اس کو اردو کافی ہے۔  
کیونکہ کل قوانین اردو میں ہیں۔ میں اس  
کی تصدیق کرتا ہوں کہ اس فٹنٹ میں بلکہ شاید  
ہر جالیسے تحصیل دار اور ایسے ڈپٹی کلکٹر بھی جو  
ہیں جن کے مقابلہ میں تم کو اس وقت  
سرسخت اللہ یا قہ ترینج ہے۔ میں اپنے  
معاصرین میں بہتوں کو جانتا ہوں جو ہر بلو  
سے مجھ پر فائق ہیں۔ قانون کا امتحان تو کر  
... تحصیلدار کیوں نہیں ہو گئے۔ غریبی  
پر حکمرانوں کی... ڈپٹی کلکٹر کس لئے مقرر  
نہیں ہوئے۔ اگر تم نے علم کا یہی نتیجہ سمجھا  
کہ وہ روپیہ کمانے کا ذریعہ ہے تو تم نے ہرگز  
علم کی قارئین جانیں۔ تجارت۔ زمینداری۔  
دست کاری وغیرہ بہت سے ہنر اور پیشے  
ہیں جن میں علم درکار نہیں اور روپیہ خوب  
کما جا سکتا ہے۔ علم وہ چیز ہے جو آدمی کو  
ہر حالت میں توقیر دیتا ہے عام اس سے کہ  
روپیہ کمانے کا ذریعہ ہو یا نہ ہو۔ تم کو روپیہ  
کمانے کی کیا جلدی ہو سکتی ہے میں خراب  
نزدہ ہوں تمہاری ضرورتوں کو رفع کروں گا  
اور مجھ سے لینے میں تم کو تامل کیوں ہونے لگا  
جینے جی نہ لو گے تو میرے مرے پیچھے لو گے

ورنہ ستانی بس تھوڑے رسد ۲۱-۲۲-۲۳ تک  
عمر تحصیل ہے۔ تم نے اکہین اپنے شین اعر  
میں بدھا عرض کر لیا۔ لیا قہ کو سمجھو گویا باران  
رحمہ ہے۔ بالائی تھوڑے زمین پر بس ستانہ مگر یہ قطعہ  
زمین میں اس کے آثار مختلف ہیں۔ باران  
در اطاقہ طلبش خلافت نیست۔ در باغ لالہ کو  
و در شور بوم خمس۔ لوگ بی۔ اسے ہوتے  
کوئی انھیں دو حرف کے ذریعے سے سنا  
جلید پر ہو چکا اور کوئی جھیک مانگتا ہے  
پڑھیں فارسی بچپن میں۔ یہ دیکھو قدرے کے  
تھیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ تم کو خدا سے کس  
عروض کے لئے بنایا ہے۔ اگر نذر شخص بنایا  
ہو تو ضرور زمین کہ وہ سب ہم حالہ بھی ہوں  
میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ پڑھیں  
و پیش ہے کہ مجھ کو نمبر پر باس کر لیا جائے  
ہر جیکٹ میں نمبر کا عمل ہو۔ نہ سی۔ شک  
ہمارے جغرافیہ لکھ کون کو تکلیف دیتا ہے  
وہ دو حرف بی۔ اس کے کو ایسے قبول ہیں  
کہ ان کے لیے سب نعمتوں کو بر داشت کرنا  
ہیں اور ضرورت تم کچھ بے عنوانی کرنے ہو  
ایسی داویلا کی چیز نہیں۔ سچہ مطالبہ  
کر لیا کرو۔ ریاضی وغیرہ یہ کیا موقوف ہے  
جب تو عمل باقی نہیں رہتا تو سب چیزیں ہوتی  
جاتی ہیں مگر بھی خوش سیدہ اثر ہے  
ایکس کیفیہ ضرور حاصل ہو جاتی ہے جس میں  
سے تعبیر کرتے ہیں۔ پڑھیں۔ یہ سب  
جیسی انگریز دن میں ہے کسی قوم میں

اور علامہ کے ہمتیہ سے کچھ شک نہیں کہ کوئی  
منہ پر نہیں جو تھنوں نے نہیں لیا۔ ہمارے  
جنرل کے کانگریزی تسلیم میں ہونا کافی دلیل  
اس کے مفید ہونے کی ہے۔ تم کو کچھ اندازہ  
ہے کہ دنیا میں کتنے پرچے اخبار کے جاری ہیں  
شاید لاکھوں۔ اور کیا فرق ہے اخبار و تاریخ  
میں۔ خوب تاریخ حال اور تاریخ ماضی گذشتہ  
عام لگی (جنرل انفارمیشن) مختار سے  
تزوید کی قدر کی چیز ہے یا نہیں۔ پرنسپل  
فائدہ تاریخ کا عام لگی ہے۔ حصہ ۲۰۰ کس  
خیال میں ہے۔ کوئی کانگریزی آرٹیکل نہیں جس  
میں واقعات تاریخی کا حوالہ نہیں۔ تاریخ اپنے  
تحریر مضامین یعنی اس سے میں بہت مدد  
ملتی ہے۔ تاریخ دان کو سختنا و دستشاد  
کی ٹری قوت ہوتی ہے۔ وہ ہر اسے کی  
دلیل میں واقعات گذشتہ کی سند دے  
سکتا ہے۔ اور جب کہ وہ شرط کاہل یا آٹھ  
سبب تو یہ کیا ہے خود اس کا لفظ نظم سے یہ ظاہر  
کتاب فرما رہے ہیں آپ کیا انگریزی ہر  
لیجیے گا جب کہ اس کا فوٹو لیشن ضعیف ہے  
انگریزی اس تو ہر سے برتر ہے تو میں کبھی  
بڑھا چکا ہوتا سنو بلین کی پوریشن اصلاح  
کا لینا اور اگر ارم کا استغناظہ ایہ ضرور ہے  
زنی۔ سبحان اللہ کیا پوچھنا ہے۔ مگر جب  
اسے کی چیزوں سے عاجز ہو تو باہر کیا  
خاک پڑھو گے۔ تم اتنے ضعیف القوی بنائے  
نہیں جتنے کہ ضعیف الہمتہ ہو۔ یہی مختار

نفس کا خلع ہے جب تم عربی پڑھائے جاتے  
تھے تو عربی سے بھاگتے تھے اب انگریزی میں  
پڑھی ہے تو اس سے جان چلتے ہو یعنی مختاری  
بیدلی اور مختار بیدب تحصیل کچھ ملارے گا  
۔ تو کمری کرو گے اور پھر وہ یہ کہا سکے کہ نام  
و نمود یا منصب طیل کے امیدوار استرمود اور  
یون خدا اپنے گدھوں کو ملک واد کو کسی لگایا  
وینا ہے۔ مجھے کو اس سے تو خوشی ہے کہ تم  
نے اپنی اسے کو ظاہر کیا مگر اس کا سخت پرچ  
ہے کہ گپوں خدا نے مختار سے ایسے خیال  
کیے۔ میں نے مختاری بات کا برا نہیں مانا  
تم بھی میری بات کا برا نہ مانو۔ میرے خدا کی  
قسم ہے محنت دنیا میں کچھ نہیں ہوا اور محنت  
جان چلانا بھنبی اور حرمان کی دلیل ہے  
جس کا میں لگے ہو لگے رہو۔ ایک دیگر  
محکمہ گریڈ تہ کوڈ الو اوڈول مت کرو۔  
خدا اسکی میں برکت دے گا۔ جتنا ہو سکتا ہے  
کیے جاؤ تم اس قدر بے دل کیوں ہوئے  
ہو۔ منکھ فیت کہ اسان نہ شود۔ مرد باید  
کہ اسان نہ شود۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ  
تم نوکری مت کرو۔ میں اپنے اوپر تکلیف  
اسٹاکر تم کو آسائش پہنچا سکتا ہوں۔  
غرض جو کچھ تم فرماؤ کرے کو ہو جو ہوں۔  
مگر یہ کہ تم نہ پڑھو میں نہیں کہہ سکتا۔ اور  
مختار یہ کہہ کہ یوں پڑھوں و دن نہ پڑھوں  
گو یا یہی کہنا ہے کہ نہ پڑھوں۔ کیوں کہ جن  
پڑھنا منظور نہیں ہوتا ان کا یہی دستور

دیکھا ہے کہ عربی چھوڑی انگریزی لی انگریزی  
چھوڑی قانون شروع کیا۔ انجام یہ کہ انگریزی  
ہوئی نہ عربی نہ قانون۔ لوگ تو عربین صرف  
کرتے ہیں تم تو وہی برس میں گھر لگتے  
سبب یہی ہے کہ مدرسے میں پوچھ پچھ  
ہے اور تم تھے اس کے خاکہ پر پڑھا اور کتاب  
یہ پچھو کتاب کھولی تو ہوتا کے سامنے پڑھ کر  
اگر تم نے اپنی راے پر عمل کیا تو میں تم کو  
ان شاء اللہ بھی بھی دکھا دوں گا لکھ برس  
نہیں تو قریبے سال عربی انگریزی قانون  
سب بند ہو۔ نوکر ہی بھی تم کو کوئی بھی نہیں  
دے گا۔ ۲۵۔ برس تو قانون انگریزی کے  
لیے نیم لچ قتل الاعمار ہے کہ اس کے پہلے  
کی خدمت داخل نہیں۔ بھلا جب  
ہندوستان کے لوگو انون کی ہتھوں کا  
یہ حال ہو تو کیا وہ ولایت جا کر سول سروس  
کے لیے کمپیٹ مقابلہ کریں گے۔ اچھی  
لش و برت آئے تاک میں بھارے لیے  
کوئی مشغلہ سوا اس کے نہیں دیکھتا  
کہ پڑھے جاؤ۔ بھی انٹرنس تو پاس کرو۔  
بی۔ اے اور ام۔ اے کے تو پڑھے  
ورجے ہیں۔ بھاری طر عبارت سے تو  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی طرف سے  
چھوڑ چکے۔ صرف یہ چاہتے ہو کہ میں تک  
بر بھاری تحسین کروں اور کہوں کہ شاہنشاہ  
اچھا کیا۔ اگر میں دیکھتا کہ تم عربی پر فہم  
ہو تو میں تم کو اپنے پاس لکھتا لیکن چاہا

میں سمجھتا ہوں تم پڑھنا تو چاہتے ہو لیکن  
آسانی کے ساتھ۔ مطالعہ نہ ہو یا دیکھ کر تیار  
بتانا نہ ہو سو میرے نزدیک اس میں  
وہ حال مست وجہوں۔ بشر اگر تم پڑھنا نہیں  
چاہتے یا پڑھنا اگر بھاری قسمہ میں نہیں تو  
تم سے لڑنا منظور نہیں تم جانو بھلا کا رہا  
لیکن اسے خدا سمجھ کر اس مصیبت کے جھیلنے  
کو زندہ مت رکھو کہ ایک اللہ امین کا بیٹا  
اور وہ بھی جاہل یا کٹھن تھا۔ اگر غصہ لے کر  
دہلی رہنا ہو تو ان شاء اللہ میں دیکھوں گا  
کہ کون سی چیز تم کو دشوار ہے۔ میری زبان  
میں خدا سے جتنی قوت دی ہے کہ سمجھا دیتے  
اور وہیں نشین کر دیتے کا دعویٰ رکھتا  
ہوں۔ فقط ۲۴۔ فروری ۱۹۰۷ء

سدا فیاض نے جو قوتیں انسان کو عطا کی  
ہیں علم ان کو حبس و جلا لک اور ایمان اور  
بکار دے کر دیتا ہے جیسے لوہا کہ جو ہر قسم کی  
ذات میں مضمر ہے صیقل کرنے سے ہی  
جو ہر آئینہ آتے ہیں نہ یہ کہ جو ہر اس میں  
کئے جاتے ہیں علم کے جتنی ہیں جانتا  
اور چونکہ جانتا متعلق ہو سکتا ہے تاویز  
اور تمام واقعات ماضیہ و حالہ و مستقبلہ  
پس تم خیال کر سکتے ہو کہ دائرہ علم کتنی  
وسیع ہے علم کی فرد کمال ہی ہے۔ لہذا  
عنہ شغال ذرہ کی سموات و لانی الارض  
والا صغر من ذلک والا کبر الافیاق

پہننے سے میرے نزدیک بڑی نعمت  
و غایت یہ ہے کہ گفتیش و تلاش در حیرت  
کی کنہ ہر بات کے اطراف و جوانب اور عالم  
و ماعلیہ و درہر واقعہ کے سبب اور ہر سبب کے  
نتائج کے دریافت کرنے کے شوق کو  
مشغل کیا جائے۔ فقط

تم کو معلوم ہے کہ ہمارے خاندان میں کتنے  
متوارث ہے ہر نسل میں ایک ایک آدمی  
خود رکھتا ہوتا یا پس یہ لکھتے تھے کہ  
تو خاں شہزادہ خاندانی ہے۔ پتھار کی لکھتہ  
خلفی نہیں ہے کہ کہ پور میں تم کو اسے دو  
مغلی حکم ہو واجب تک ڈاکہ ٹھہرنا تو حسب  
نوجہمین تو جہمین عورتوں نے اضطراب میں اپنے  
کے عرف کی حکمتوں میں باقی بچاؤ یا اسی قوت  
سے عصبات اللسان میں خفی یا تشنج  
ہو گئے۔ بیماری سے آگے تو ہر کالے آگے  
بچوں کی سچی حرکتیں لکھیں ہوئی ہیں  
مجھے ابھی تک یاد ہے کہ تمہارا آن لائن کا  
ہکلانا کہ بھلا معلوم ہوا تھا کہ میں اس وقت  
بھی تم کو کوکنا تھا۔ لکھتہ ایک تصحیح جانی ہے۔  
*Bodily defect*  
اور اگر کو یا بائی اور لسانی میں ہے تو بلاشبہ  
لکھتہ عجیب۔ وعظا و روکالت اور شہرہ و  
و اشلما جس طبع زبان سے کام لیتا ہے تم  
عاجز ہو۔ کہتے ہیں کہ لکھتہ دلیل دہانہ ہے  
اور ایسا ہو تو عجیب نہیں کیوں کہ ذہین آدمی

وعندہ مفتح الغیب لا یعلمہ الاہو و یعلمہ  
فی البر و البحر و ما تقطعون و رقتہ لا یعلمہ الا  
حبۃ فی ظلمات الارض و لا یطرب و لا یابس  
الانی کتاب مبین لعلیم خائتہ الا یخرج ما خفی  
الصدور ان اللہ عندہ علم الساعۃ و یعلم  
ما فی الارحام و ما تدری نفس باذاتک من غذا  
و ما تدری نفس باقی ارض تموت ان اللہ  
علیم خیر۔ تم نے وہ حکایت سنی ہو گی کہ  
حضرت اموی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام  
حکم ہوا تھا کہ خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر  
ہو کر علم حاصل کرو ستاد اور شاگرد دونوں  
کشتی میں سوار چلے جاتے تھے۔

ایک چھوٹا سا برہنہ نظر آیا کہ دریائے کنار  
بیٹھا ہوا پانی بی رہا ہے اس کو دیکھ کر خضر  
خضر موسیٰ سے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام  
والاخرین کو علم الہی کے ساتھ وہی بہتر ہے  
جو اس جانور کے ایک آئنام کو اس دریائے  
تمام پانی کے ساتھ لیس جو چھ ساری دنیا  
کی کشتیوں میں مدون ہے اگر تمام دنیا  
کو مستحضر ہو (اور محال ہے کہ ایسا انسان  
کبھی ہوا ہو یا نہ ہو) تاہم اس کا علم جامع  
ارتہامی ہو گا کہ گویا سمندر کے ایک رشتہ یا  
اس سے بھی کم۔ بڑی غلطی ہے کہ دس یا  
بیس یا پچاس یا سو کشتیوں پر نظر کر لیتے ہیں  
آدھی اسے کو عالم سمجھتے ہیں اسی طرح  
جو ہندی کی ایک گرہ باجائے سے اپنے  
ستین پچاسی خیال کرنے لگا تھا۔



اکثر متجمل ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ جھجکت  
اسنا مطلب ادا کر لیں اور زبان فائز ان کے  
ارادے کی مطاوع نہیں پس ان کی مثال  
اس شخص کی سی ہے جو ایک اڑیل ٹیوٹر پر  
سوار ہے کہ ڈانٹتے ٹھکراتے سے ٹوٹا کھلے  
کا قصد کرتا ہے مگر عاودہ مانع ہوتی ہے اور  
وہ مخالف مکر کون میں کبھی کبھتا ہے  
اور کبھی الف ہوتا ہے پتھاری لکنتہ خدا کے  
فضل سے ایسی شدید نہیں ہے کہ اس پر غمی  
وجہ کا اطلاق ہو سکے پھر بھی جتنی ہے  
عدا و عیب میں ہے۔ چونکہ فتور درغل وہیں  
میں ہے ذرا اس بات کا دریافت کرنا  
مشکل ہے کہ لکنتہ استرخاے اعصاب سے  
ہے یا شیخ سے کیوں کہ استرخا و شیخ  
دو حالتیں ہیں متضاد اور دونوں کے  
علامہ بھی لامحالہ متضاد ہوں گے۔ اگر  
لکنتہ ہو استرخا سے اور علامہ ہو شیخ کا  
بالعکس تو لکنتہ کو الٹی ترقی ہوگی۔ یہ مسئلہ  
میں متعلق تشریح اور اطباء یونانی کلمہ  
جمہون اس کو چھ سے نابلدہ کہنے والے  
سومیرے متعارفین میں کوئی اس مرض کا  
expert یعنی حاذق نہیں  
میں سمجھتا ہوں کہ Dentist  
ڈاکٹروں کو اس میں زیادہ ملامت ہوگا۔ میں  
نام بھولتا ہوں ایک فلسفی الکن مونیٹین  
کنکریہ کہتے تھے کہ کیا کرتا تھا یہاں تاک کہ اس  
کی زبان لکنتہ سے صاف ہو گئی تھی

نہیں بلکہ ایک تو تائے آدمی کی حکایت تھا  
اوب عہدی کی کتابوں میں ہے کہ کوئی وزیر  
الشیخ یعنی تو تالا تھا حرفت کے ادا کرنے  
سے قاصر بادشاہ کو منظور ہوا کہ فی الحال اس  
اس کو سبک کر کے ایک جمیع میں وزیر کو  
حکم تحریری حوالے کیا کہ لوگوں کو پرہیز کر  
سنادو۔ اس میں مرقوم تھا۔ امر الامیر  
آن یحضر البیر فی الطريق لیروسی منہ الوار  
والصا ور۔ وزیر دیکھتے ہی سمجھا۔ اس کو  
زبان عدلی پر اس طرح کی قدرت تھی کہ جس  
نے بے فکر و تیر بہ تیریل الفاظ فوراً پڑھا  
حکم ادا کہ ان فقہاء لکنتہ فی السبیل مستحق  
منہ النازل والغافل اور ماشاء ذلک  
اسی طرح ہکلا پن بھی اکثر خاص خاص جزو  
میں ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ ان کو  
سے متاثر کیا یا اسے ملکہ اس کے لیے  
ہے کہ آدمی مراد فات اللہ ناظر سے بخوبی  
آگاہ ہو۔ جو لوگ پتھاری طرح کہہ سکتے  
ہیں غصے کی حالت میں زیادہ ہکلا پن  
لگتے ہیں اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ عدا  
تا لکنتہ میل پڑ جاتی ہے پس اس ہکلا پن  
کا علاج ہے۔ نظم الغنیلہ وان کان البیر  
الاعلیٰ الذین ہدی اللہ تاکہ انہ نری کی تہ  
مفید تعلیم کے مقابلے میں عربی فارسی  
کی پڑائی گئی تھی تعلیم کا بے کار محض  
ہو نامیری طرح مختار سے ذہن میں بخوبی  
بیٹھ جائے کالج کے کتاب خانے کو جانچ

خدمت میں بھری و محسوب ہو کر نیشن دسی جا۔  
۶۔ مارچ ۱۹۷۱ء عیسوی

غازی آباد میں رفیع الدین کا ساتھ ہوا اور  
ہم لوگ آج مع انجیل آباد پونچے۔ نتیجہ خصہ کے  
لئے یہاں قیام کرنا شاید کل ضرور ہو۔ میں گھر کی  
تم سے بہ ضرورت کہلا۔ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شوق  
نہیں۔ ان شاء اللہ تم کو کئی گھر میں خرید دوں  
گا۔ میں ان شاء اللہ تم کو اپنے حالات و  
منازل سے مطلع رکھوں گا۔ بشیر بڑھنے غفلت  
اور نااہلی مت کرنا اور اسلام فقط ۲۲۔ اپریل ۱۹۷۱ء

تم کو میرے خط نہ بھیجنے سے حیرت ہو گی اور خود  
مجھ کو بھی ابھی یہ ادب پسند نہیں ہوتی۔ لیکن  
حال یہ ہے کہ اب تک میں اطمینان سے میں  
بیٹھا اور ابھی شاید مہینوں میری ہی حالت رہے  
گی۔ اگر تم کو میرے حالات کا دریافت کرنا  
ضرور ہو تو مولوی احمد حسن سے مراسلہ  
بڑھاؤ۔ جہاں میں اب ہوں حقیقتہ میں ایک  
نئی دنیا ہے۔ میں حیدر آباد میں ۶۔ اپریل ۱۹۷۱ء  
بہوچ گیا تھا۔ دو مرتبہ ہر کسبسی نواب  
سرسالار جنگ بہادر سے ملا۔ مدارالہام اور  
فختر الملک اور نواب صاحب اور سرکار  
عبادہ ہے سرسالار جنگ سے اور حضور اور جنگ  
عالی جناب نظام سے۔ میں اتنا کہ سکنا ہوں  
کہ یہاں کے ساز و سامان اور توڑ و پاشا  
دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ ولی اور لکھنؤ میں اس کا

عربی فارسی کی الماریوں میں پاؤں لگائے گئے ہیں  
تھقہ میں کی کتاب زیادہ تصنیف و تالیف  
اعتبار سے ہیں۔ قدر پرانی اسی قدر ہم لوگوں  
میں اختیار و مستند بر خلاف انگریزی کے کہ  
برس کی کتاب مثل تفوہیم پارہ سہل اور سہل  
خارج ہشتان مہینا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ کسی  
علم میں ترقی نہیں کی۔ کی ہوتی تو عظام  
میں کہ کیوں برسے پھڑپھڑے۔ فقط

ولی کالج تو ٹوٹا لیکن انٹرنس تک کے واسطے  
کوئی انتظام ضرور کیا گیا ہو گا۔ کالج کو  
رومیں تو کالج کلاس، زمین، یا مولوی یا الدین  
نوحہ کریں۔ تم کو کیا۔ بدستوری لگا کر بیٹھے  
جاؤ۔ جب خلا وہ دن کرے گا کہ انٹرنس نہیں  
کرے گے تو دیکھا جائے گا۔ بشیر بڑھنے  
سے دل برداشتہ تھے تھیں کالج کو کوس  
کوس کر کہو یا۔ سجان بخشش کو زیادہ تر کھنے  
بیٹھے۔ نے اور کسی قدر بخاری عارۃ بالمساوہ  
نے تباہ کیا۔ وہ نہیں معلوم کیا اسیدین ہکر  
آتا تھا اور تم نے سوکھا ٹڑخایا۔ کیوں کر ہے  
اور کیوں رہے۔ اس کا شہر ہی ہوتا کہ وہ  
میرے کام کا نہیں۔ وہ کم بخت تو مجھ سے  
کام کا بھی نہیں۔ پس آسکو وجہ تھری کرنے  
دو ایسی چھوڑ دو کہ اپنی حالت سابقہ پر غور کرے  
شاید بہتر تم کو کہ چکا ہوں لیکن خیال آتا ہے  
کہ نہیں آتا۔ نواب سرسالار جنگ بہادر  
نے منظور فرمایا کہ میری انگریزی لو کر مئی اپنی

عشر عشر بھی نہ ہو گا۔ شہر میں ہر کو کو کھو تو اس  
 ہجوم کے تل گھسنے کی بجائے زمین اور ہجوم  
 بھی قسلی مزدور دن بھیک لٹکنے والوں کا  
 نہیں۔ بلکہ لوہوں اور سرکاروں کا جن کی  
 اڑولی میں بلٹنیں اور سارے اور ہاتھی دوڑنے  
 ہیں سرکار کے محلوں میں جا کر میں ہر جا کا سا  
 ہو جاتا ہوں اور یہ توکل اس حالت میں ہے  
 کہ عمارتیں میں چھانٹاں مین۔ شاید قریب  
 نصف عین المال سرکار تک خرام نوکر خورد و بڑ  
 کرتے ہیں۔ اور اگر خدائے کر کو تو فقیہ خیر بھی  
 دے تو یہ ملک بجا سے خود اور ہر کا چلنا ہے۔  
 اور زمین بعض اطراف میں بالمال فقیہین  
 روپیہ بیکہ تک کی موجود ہے۔ نوکروں کی  
 شوق خفگی کی وجہ یہ ہے کہ ہر قومی کا ہوتو  
 نہیں سچا مان کر کے کا قاعدہ نہیں۔ سرکار  
 مجھ کو بیکہ لپیل یعنی روز ر ونگی عظم کدھ سے  
 ادا اللہ کے حساب سے تنخواہ دی جس میں  
 ہزار روپیہ تنخواہ ہے اور مال اللہ بھتہ دیتی  
 دہلی سے جیسے آبا و پیر اول و سب سے کاؤ  
 میرے دوسرا بھتیوں کا سوم درجے کا کرایہ  
 رہا۔ پھر مولوی احمد حسن رشتی فیض الدین  
 و دونوں کو روز و محل حیدر آباد سے بیڑہ و بیڑہ  
 سو کا لو کر کے لیا اور میری ماتحتی میں مامور  
 فرمایا اور غالب ہے کہ تیس تیس روپیہ  
 ان کو بھی بھتہ ملے۔ ابھی میں نے کام  
 پر تسلط نہیں پایا بلکہ یہ ایسا سرکار عالی  
 دوسرے پر ہوں اور چپ تک ہر محکمہ اجازت

دسے دوسرے میں رہوں گا۔ گریقی جان  
 ہے مگر وہاں کی سی خیمہ اگرچہ دھو بیٹا  
 ہے مگر وہ پیش نہیں کر آدمی سبے چین  
 ہو جائے۔ تو ہم یہاں معتدل رہتے ہیں  
 جائز۔ میں جانے کی ضرورت نہیں۔  
 گرائی ہے مگر یہ وجہ خشک سالی ان دنوں  
 اور زیادہ ہے لیکن لوگ ایسے خوش حال  
 ہیں کہ کبھی کوئی گرائی کو یا د بھی نہیں کرتا  
 خلاصہ یہ کہ میں خوش ہوں اور میں ان  
 کی نوکری کی مطلق پروا نہیں کرتا جس  
 خدمت پر میں ہوں بڑی مغر ہے بلکہ  
 علی نعماء والا۔ اگر میں کثرت سے خط  
 بھیج سکتا تو میں حیدر و رہوں۔ یا رہتا  
 میں ہوں۔ دن بھر کوئی نہ کوئی نہی نہایت  
 سیکھتا ہوں۔ یہاں کی زبان میں ہر شخص  
 میں بولی جاتی تھیں مرہٹی۔ تلمک کی کمری  
 اردی ہیں جن کا ایک لفظ میں نہیں  
 سمجھتا لیکن تم مجھ کو بدستور بھتہ میں  
 و خط لکھا کرو تاکہ مجھ کو جواب دے سکیں  
 برا بیگتہ کرتے رہو۔ جلد جلد ان کے پاس  
 کرو۔ ان شارا میں اس سرکار میں تنہا  
 لئے بہت کچھ چھوڑا ہے گا اور اب میں تھا  
 دہلی میں زیادہ رہنا پسند نہیں کرتا۔  
 میں اس دوسرے میں عمارتیں ملے  
 ہوں۔ فقط ۲۵۔ رنج الثانی سے ملے  
 ترو خدا تم ایسے مجھ و آدمی ہر ایک

کی تطہیل کے تحت نہیں ہو سکتے اور کچھ لے کر  
اس سے بھاری شوق کا اندازہ کیا  
جاسکتا ہے۔ ہم نے بہن نشین کر لیا ہے  
کہ بڑھنا صرف لوگ کسی کے لیے ہے اور تو کسی  
بخت و اتفاق پر منحصر جو آدمی ایسے عقیدہ  
اپنے دل میں رکھنا ضرور یہی نتیجہ نکالے گا  
جو ہم نے نکالا کہ یادہ بڑھنا ضرور نہیں۔  
لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جو بڑھنے کو  
بجھیل نفس اور حصول امتیاز کا ذریعہ سمجھتے ہیں  
اور وحاش میں جو تیار ہوئے وہ ایک شغف  
نہی ہے وہ لوگ تطہیل علوم سے بھی  
طلو نہیں ہو سکتے۔ بہر کیف سمجھنا بھی آپ  
عزت کا ہوتا ہے اور میرے نزدیک ہم  
اس عمر سے تجاوز کیا۔ تم نفع و نقصان میں  
تفرقہ کرنے پر قادر ہو گے بین اتنا قویہ سیکھتا  
ہوں کہ تم اپنی وحشت کا علاج کرو۔ سو  
میں جا لے خبر دیکھو پچھلا بڑھا ہوا یا کر لو  
یعنی چاہو تو ایسے مشاغل اپنے اوپر لازم  
کر سکتے ہو کہ وقت با قیاط نہ ہو میں عن  
قریب بلدہ یعنی حیدرآباد جاؤں گا چند روز  
کی بات ہے کہ کوہی احمد علی نے نواب  
صاحب کے اشارے سے مجھ کو لکھا کہ  
سمیت یعنی قصبہ شرقی کی صدر رتعلقہ داری  
یعنی کاشمیری بھٹارے کے لیے تجویز ہوتی ہے  
اور فوراً آنخواہ بارہ سو کر دی جاے گی بھتہ  
علاوہ اس قسم کا بند و بست بھی نہیں  
مستعلق رہے گا۔ میں نے ابھی اس تجویز کو

منظور نہیں کیا۔ اس سلطنت میں اپنا تیار اختیار  
و حکومت صدر رتعلقہ داری کا عہدہ نہایت عمدہ  
ہے۔ جو نسبتہ دارالامام کو تمام راستہ سے ہے  
وہی نسبتہ صدر رتعلقہ دار کو اپنی قسمت سے ہوتی  
ہے۔ یعنی عیسائی بے تیر دارالامام میں ہے وہی کہ  
صدر رتعلقہ دار میں بھی ہے مگر جو وہی قسم  
اور قسم میں قصبہ جدید مال۔ عدالت تعلیم  
تعمیر راستہ۔ وغیرہ بہن صدر رتعلقہ دار کل  
صدیوں میں سالہا کہہ رہے لیکن وہ دارالامام  
اور صدر دارالامام اور سب کے مستعدان کا تحت ہے  
یوں سمجھو کہ صدر رتعلقہ دار بہنہ لکشنڈ و بہن  
کے ہے جو جو رڈ اور گورنمنٹ کا تابع ہو جائے  
اور بند و بست کی نوکری بے انضمام حکومت  
سمت چلنے والی نہیں اس نظر سے میرا رد  
ہے صدر رتعلقہ داری منظور کروں۔ سرور  
تختوہ بھی یادہ ہو جائے گی اور اضافہ  
بند و بست بھی باقی ہے لیکن اس کا فیصلہ  
میں نے مراجعتہ بلدہ پر ملتوی رکھا ہے۔  
نواب صاحب نے میری ایک رپورٹ  
کو پسند فرمایا اس پر یہ تجویز تیار ہوئی۔  
جب میرا معاملہ کیس ہو تا ہے تو میں تختوہ  
وحشت کا علاج کرتا ہوں۔ تم کو ناچکا آج  
عبدالواحد اور مولوی بکر علی شہیدان آئے تھے  
عجلت نہ کریں۔ میں ان کی فکر سے کافل نہیں  
ہوں مگر دیر در دست آید پھر جان ہی  
کا فائدہ نہیں۔ آدمی کو جگہ نہیں تھی۔  
یہ بھی ایک بہترین صاحب اللہ تھا کہ مجھ کو

بے در خواست طلب فرمایا ورنہ دہی کلکڑ اور صدر  
الصدور ورون کی عارض بر بیان کوئی ملتفت بھی  
نہیں ہوتا فقط عجاویب الثانیہ ۱۹۹۷ء مقام گلگندہ

یہاں غضب ہے کہ تم میرے خطوط نہ پہنچنے  
کے شاک میں ہو در حالیکہ میں نے عبدالحامد کو دو خط  
لکھے (اور واقعی لکھے) تو تم سمجھ سکتے ہو کہ میں  
تم کو کتنے خط لکھے ہوں گے۔ جہاں تک میرا  
حافظہ مساعد کرتا ہے میں نے چار سات خط  
کم نہیں لکھے۔ تم سے بڑھ کر بھی دنیا میں  
کسی سے تعلق ہے۔ بالخصوص جہاں ہر خوان  
پر بیٹھتا ہوں تم سب لوگ ضرور آتے ہو۔  
یہ بدین نظامی جو خطوط کے پہنچنے میں واقع  
ہوئی تھی تو اس فیہ سے ہے کہ ایک عملداری  
سے دوسری عملداری میں خط کا جانا ہمیشہ  
از خط تلف نہیں دوسرے مجھ کو خود کسی مقام  
پر قرار نہیں میں نہیں جانتا کہ تم کو میرے  
حالات کہاں تک معلوم ہیں اس واسطے مجھ کو  
اپنی راجہ کہانی مجھ سے دہرائی بڑی میں حیدر آباد  
میں پہنچ کر شاید صرف ایک ہفتہ مقیم رہا۔  
اس اثنا میں دوسرے نواب صاحب کی خدمت  
میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا کہ میری وفائی الاصل اور  
خود میں بھی ناواقفیت کی وجہ سے کھڑا تھا۔  
غرض حیدر آباد میں جلسہ خطیبی کر کے دوسرے  
کو کل کھڑا ہوا۔ گویا سفر دہلی کا سلسلہ منقطع  
نہ ہوئے پایا۔ حکم تو یہ تھا کہ ناگرہ نول۔ اور  
گلگندہ۔ دو قطع ملک تلنگانہ کے دیچہ و

لیکن جب میں ضلع ناگرہ نول کے صدر مقام  
محبوب نگر میں پہنچا تو ایک انگریزی منسلح  
کر نول تشریف تھا بے اختیار چلی جا جا کر جا کر  
وہاں کا طرز نظام بھی لکھوں جہاں تھوڑا سا  
کر نول چلا گیا۔ ایک ہفتہ وہاں تھا۔ پھر  
ناگرہ نول آ گیا اور دوسرے کی کل چینی شروع  
ہوئی۔ یہاں تک کہ آخر کار گلگندہ پہنچا۔  
اس دوسرے میں مجھ کو بھی حکم تھا کہ کل  
کی نتیجہ کرو۔ جو کچھ دیکھتا تھا اس کی کیفیت  
سرکار میں بھیجتا خدا کی قدرت ان کی فیض  
نواب صاحب کے دل پر بڑا عمدہ اثر کیا اور  
میر کار نے سمجھا کہ یہ کام کا آدمی ہے۔ یہ شہر  
خدا کی مہربانی تھی کہ ایک تازہ وار دھواں  
ملک سے بے خبر زبان سے نا آشنا۔ دست  
ورواج سے ناواقف ہوا تھے کہ سامنے  
رہے دینے لگے۔ اس سے زیادہ عجیب یہ  
کہ بیان فارسی فرت ہے اور میں ساری عمر بھی  
فارسی نہیں لکھی مجھ کو تو فارسی کی عمر تیرہ  
جانبی است معلوم ہوئی لیکن چار و ناچا لکھی تھی  
وہ خدا کے فضل سے مجھ ایسی بن چکی کہ  
تمام حیدر آباد میں غل مچ گیا اور لوگ لوہا  
لگے۔ غرض میں تو دوسرے میں تھا اور خدا  
فضل میرے واسطے حیدر آباد میں یہاں  
جمع کر رہا تھا۔ دفعہ حکم ہوئی کہ سرکار کو تھے  
کچھ کہنا ہے فوراً چلے آؤ لیکن تو مجھ پر ایسا  
کیا ماری ہے یہاں آکر دیکھا تو نواب صاحب  
کو اپنا کلمہ پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے دوسرے

اسے لکھی تھی کہ اس ملک کی مالہ بند و بست  
 کے لائق نہیں۔ اول تو ملک گانہ ویران ہو چکا  
 لاکھوں لوگوں کی بکریاں بکریاں آدھی نہیں کہ ان کو  
 جو تے۔ علاوہ اس کے بند و بست کے لیے  
 وقت اور روپیہ بہت درکار ہے۔ ایک ضلع کے  
 لیے سات برس تک سے کم چاہئیں۔ اور یہی  
 طرح کم سے کم سندرہ لاکھ روپیہ اور سرکار کا نظام  
 میں اتنی سنگت نہیں کہ اتنے بڑے مصدا  
 کی قہل ہو سکے۔ پس میرے نزدیک میری  
 بند و بست و نظری دور واری ہی پیش کر کے  
 کاشٹکاروں کے ساتھ دہ سالہ قول کر دیا جا  
 یہ اسے نواب صاحب کے دل میں کب نہی  
 اور زیادہ اثر کرے گی وجہ یہ تھی کہ انہیں  
 بند و بست ہو کر میری جیسی اے دی جو یہ  
 سلاطین کے علاوہ تھی۔ مگر میرا اس میں نقصان  
 کیا تھا مجھ سے معاہدہ ہو چکا ہے کہ بند و بست  
 ہو یا نہ ہو میری تنخواہ مجھ کو ملا کرے گی۔ اور  
 اگر میرا نقصان ہو تو تاہم غلط رائے کا دنیا  
 و فہل بد دیا نہ تھی تھا۔ مولوی محمد علی صاحب  
 کو اس بارے سے اتفاق نہیں لیکن میں نے  
 خود سمجھ لیا ہے کہ جیسا بند و بست مولوی  
 صاحب کے توہین میں ہے وہ کبھی چلنے والا  
 نہیں۔ یہاں شخصی حکومت ہے اور جتنا مجھ  
 و عشق ہے نواب صاحب کی ذات تاکہ  
 خدا ان کو عہد نوح عطا کرے اور مولوی صاحب  
 اس پر نظر نہیں کرتے۔ حامل کلام کیہ نظا  
 بند و بست سے نو میرا دل دور سے نہیں

کھٹا ہوا اور میں حیران تھا کہ یہاں کیسی سبست  
 اور کیا اس کا کچھ کام نہیں ہے عہدہ دار  
 خدایا کی بے خدا بلکیان اور جو یہاں بہت  
 پکڑیں اور نواب صاحب کو صاف لکھ دیا  
 کہ مفصلات میں سخت خرابی ہے ان سب  
 باتوں کے انضمام سے نواب صاحب کے  
 دل میں میری سبب سے حد بخل و کار فرما  
 خیال پیدا ہوا۔ یہاں کے انتظام کی کیفیت یہ  
 ہے کہ نواب صاحب کو کم بہنزلہ کو رخصت  
 اگرچہ نواب صاحب یقیناً ہم سے گورنر جنرل  
 ہیں اور جب ولایت تشریف لے گئے تھے تو  
 مراتب شانانہ ان کے ساتھ برتے گئے۔  
 اور اس میں تو ذرا بھی شبہ نہیں کہ جسٹ  
 الا حدیارات بادشاہ و گورنر ہیں۔ نواب صاحب  
 مدارالہام ہیں اور ان کے نیچے چار صد رالہام  
 صدرالہام مال گزاری جیسے مختارے یہاں  
 بورڈ آف رونیو اور صدرالہام کو تو مالی یعنی  
 ایک پکڑ جنرل پولیس اور صدرالہام عدالت  
 یعنی مالی گورنر اور صدرالہام متفرقات یعنی  
 تعلیمات طبابت۔ ڈاک۔ تعمیرات۔ صحافی  
 وغیرہ۔ چونکہ میں حیدرآل کا ملازم ہوں ان کو  
 مدارالہام اور صدرالہام سے متعلق ہے ہمارا  
 صدرالہام مال گزاری نواب کرم الدین و ہما  
 ہیں۔ نواب صاحب اداہم اللہ و ملت  
 کے چھانچے اور دانا۔ مولوی محمد علی  
 نواب صاحب کے متعلقہ علاقہ مال گزاری ہیں  
 یعنی رونیو سکریٹری۔ اور دستور تنجی

باری محمد و الہام مال گزاری یعنی سسکٹری  
 ٹودی بجز و آف روٹیو۔ صدر الہام مال گزاری  
 کے تحت مین پانچ قسمیں یعنی پانچ قسمیں مین  
 شمالی۔ شرقی۔ جنوبی۔ شمالی غربی۔ غربی  
 لیکن صدر الہام مال گزاری صرف مال کے  
 حاکم مین اور صدر رتلقہ والہابی سمیت مین  
 کل محکوم کا حاکم ہے۔ لواب صاحب مجھ کو  
 بلا کر فرمایا کہ بندوبست کی نسبت تو تمہاری کم  
 اہم کے خلاف ہے اور مین تمہاری کم  
 کے ساتھ شقوق ہوں۔ پھر سوساے اس  
 کہ صدر رتلقہ داری کہ واور کوئی عہدہ  
 تمہارا سلاطین نہیں۔ مین نے غدر کیا کہ  
 ایک محمد واور وافر و کام ہے اور اس کی گزنی  
 جیوان دشوار نہیں لیکن صدر رتلقہ داری مین  
 بڑی جواب دہی اور ذمہ داری ہے اگر مین  
 اس کو اختیار کر لیں تو علاوہ غنیمت کے چار صدر  
 الہاموں کی نامی ایک عذاب ہے۔ مین  
 اس خدمت سے معاف رکھا جاتو۔ مین کسی  
 خدمت کو پسند کرتا ہوں جس کے لیے بلایا گیا  
 ہوں۔ لیکن لواب صاحب نے بہت اصرار  
 کیا اور خاص مہربانی سے ووسو کا اضافہ کیا  
 منظور فرمایا۔ اس پر بھی مین نے انکار کیا تو  
 فرمایا کہ بارہ سو سے زیادہ کا تو ہمارے بیان  
 دستور نہیں۔ اگر تم کو زیادہ دون سے صدر  
 رتلقہ دار فرما کر دے لیکن یہ چاہئے  
 کہ مین تمہاری خاطر سے صدر وگل مال نیا  
 عہدہ چار سو روپیہ کا منظور کرتا ہوں اس پر

[illegible]

میں اقران و ہنرال میں ممتاز رہا ہوں نہیں  
ضرر دے رہے کہ جبرجہ کالفع میں نے عمل کیا  
تم کو بھی اس کے حاصل کرنے پر آوا دہ کر دیا  
چنانچہ ہمیشہ تم کو لکھتا رہا ہوں کہ بڑھو لکھو  
کمال حاصل کرو مگر تم میرے کہنے کی مطلقاً پروا  
نہیں کرتے حال آنکہ تمہارے کمال کا  
نفع تمہیں کو پہونچے گا نہ مجھ کو۔ برسات  
یہاں اب کی بار بھی کم رہی۔ مفصلات میں  
بعض مقامات پر چار سیر کی لو بہرہ پہونچ گئی  
اللہم لاتخذ بنا بقلیل زرقنا بجاہ بنتیک  
امین۔ نقطہ ۲۰۔ جمادی الثانیہ ۱۲۹۵ھ ہجری

اب تمہارے مزاج میں ایک کیفیت پیدا  
ہوئی جاتی ہے کہ تم کو نصیحت سہی لگتی ہے  
لیکن نصیحت کرنا یہ اختیار لازمی ہے۔ تمہاری  
دعائی سے میں اپنا اختیار چھوڑ نہیں سکتا۔  
اگر تم مجھ کو برسر غلط جانو تو مست ناؤ لیکن  
باب نصیحت کا مفتوح رہنا تمہارے حق میں  
اچھا ہے۔ تمہارا آج کا خط تو غضب کی نین  
لایا۔۔۔ کارنا سید کے مرنے سے بھی بھاری  
ہوا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ابن مائیم  
سخت ست کہ گویند جوان مر وجب۔۔۔ +  
حالتہ پر نظر کرتا ہوں تو جی بے چین ہو جاتا  
خدا ان کو کسی طرح صبر دے اور ہم غافلون  
کو عجبہ۔ فقطہ۔ جولائی ۱۲۹۵ھ

السلام علیک والقلب مشتاق الیک۔

میری ترقی کر دی۔ وان تعدوا نعمة الله لا  
تحصوها۔ بشیر۔ ایک تمہارے دوست اور  
تشریف لائے۔ یہ وہ لڑکا ہے جو بچہ گھر  
بچہ بھی یا تمہارا لب ہے کہ اس نے تم سے کیا  
بیتہ پایا اور دلی میں تمہارے پاس پایا۔  
اگر تم ایسے نالایق اور بد وضع لڑکوں سے  
تعارف اور ملاقات رکھتے تو تم جیلے پاس  
رہ نہیں سکتے۔ بشیر فراحتیا ملکہ وقرآن  
آیا ہے من ائجنتہ والناس۔ اسی طرح  
کے آدمیوں پر شیطان کا اطلاق کیا گیا  
ہے۔ ہر چند تمام دنیا تقدیر کی قائل ہے اور  
واقعات دنیا پر نظر کی جاوے تو جاؤنا چا  
تقدیر کو ماننا پڑتا ہے مگر نظام الہی بھی  
ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے اور کل آدمی  
اسباب ہوتا کہ ان میں لگے ہیں میں تسلیم  
کرتا ہوں کہ دنیا میں جو کام پایاں مجھ کو  
حاصل ہوئیں ان میں میری قابلیت سے فزون  
ہیں اور میری سعی کو ان میں دخل نہیں۔  
جب کہ کوئی چیز بے طلب اور بے جستجوی جا  
تو میں کیوں کر اس کو اپنی سعی کی طرف منسوب  
کر سکتا ہوں لیکن خدا جانے خوشاد سے یا  
کسی دوسری وجہ سے لوگ ہی کہتے ہیں  
کہ مجھ کو جو کچھ ہوا اہلیتہ اور استحقاق سے  
ہوا نہ بخت و اتفاق سے۔ میں نے جو  
کچھ ابتدا سے عمر میں لکھ پڑھ لیا تھا جا ہے  
اس نے مجھ کو لو کر سی نہ دلوائی ہو مگر میرا  
میں مجھ کو خوشی تو ضرور پہونچائی ہے۔



ہمارے یہاں تاخون کا اثر اخطا بحث ہے۔  
 تنخواہ تو فائزی مہینوں کے حساب سے ملتی ہے  
 اس میں یہ فائدہ سوچا گیا ہے کہ انگریزی مہینوں  
 کی طرح ہر مہینے کے دن مقرر ہیں۔ اختلافات  
 سے شمار یا مہین اختلاف واقع نہیں ہوتا۔  
 انگریزی مہین ۳۱ دن کا مہینا بڑا نامبارک  
 سمجھتے تھے۔ یہاں خدا کے فضل سے ۳۲ کا  
 مہینا بھی ہے۔ رحمۃ اللہ علی النباش الاول  
 دوسرے مہینے کی جیسے کہ مہینے کے کام میں  
 لائے جاتے ہیں اور دوسرے لے کر  
 مفصل تک کل فزون میں عربی جیسے متعل  
 ہیں۔ تیسرے مہینے کے انگریزی کی کہ بے  
 ان کے تم نہیں سمجھتے اور نہ زبردستی کے  
 معاملات چلتے ہیں۔ یہاں کا سکہ بھی مختار  
 گورنمنٹ کے روپیہ سے کم سے عموماً ۳۰ روپے  
 لگتا ہے مگر بازار کے بھاؤ سے کم و بیش بھی  
 ہوتا رہتا ہے جیسے روپیہ اور پونڈ شلنگ کا  
 اس پیچیدہ بلتار ہوتا ہے ویسے یہاں حالی اور  
 کمپنی کا نرخ یکساں نہیں رہتا۔ جولائی  
 شہد عیسوی حیدر آباد۔

تجملہ کو سرکار سے سمت شمال کی حد تقریباً  
 کا چارج لینے کا حکم مل چکا۔ کل بیرون تک  
 ان اشارہ بدین چرو جاتا ہوں جو کہ مستقر  
 سمت ہے۔ حیدر آباد سے پٹن چرو لوگوں  
 ہے اور انکم پلی ٹیشن سے پانچ میل  
 میں مختار کے خط اس سے زیادہ چاہتا ہوں

کہ تم بھی تاک بھیجتے رہے ہو۔ یہاں کی ٹاک  
 بیڈ ویزنگ دونوں نامنظم ہے۔ سبب  
 لگیا کہ جو خط تم بھیجو وہ انگریزی ٹاک خانے  
 سے ہو کر آتا ہے اور دونوں سرکاروں میں  
 نہیں بلکہ کم نجت ڈاک والوں کی خدمت سے  
 خط تلف ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں ڈاک  
 کو سپر کتے ہیں اور یہاں کے ٹکٹ علی حد کیا  
 تم نے جند روضہ سے اس کو لازم سا کر لیا ہے  
 کہ خط میں لکھنے پڑھنے کا مطلق تذکرہ نہیں کیا  
 تمہارے علمی خطوط سے میری طبیعت متاثر  
 ہوتی تھی اب تم کیوں دریغ کرتے ہو۔ اگر تم  
 ملک میں آنا چاہو تو فارسیہ کو بڑھاؤ تم کو  
 سبقاً سبقاً شایہ پڑھنا ضرور نہ ہو گا یا طالب  
 کافی ہے۔ اور جس کی طرز طبع و روح اس کی  
 تقلید۔ بیوسی صاحب کا خوش ناخوش رکھنا  
 تمہارے اختیار میں ہے یہ امر قسم سے مخفی نہیں  
 ہو گا کہ ان کی دنیاوی مہیا میں تم میں مختصر  
 مقصود ہیں۔ فقط ۱۱۔ جولائی ۱۸۷۴

جنسب کہ میں ہر روز مختار اخطا چاہتا ہوں  
 حال یہ ہے کہ ہفتوں بھی نہیں مہینوں میں  
 خط لکھتے ہو مختار اس میں کون سا حرج ہے  
 کہ دوسرے تیسرے دوسطریں لکھ ڈال  
 میں ڈال دیا کرو۔ مگر کوئی صاحب کا حال  
 فی الواقع سخت منوس کے قابل ہے۔ خدا  
 آن کو صبر ہے اگر چہ میں طریقہ مروجہ فوری  
 کو ناپسند کرتا ہوں مگر تمہارے کہنے سے

یہ حال ہے دنیا کی بے ثباتی کا کچھ کوہیں ملک  
میں آئے جو بچھا مہینا ہے اور خاص  
کی نئی یعنی خبرنگر ہو چکا ہے۔ انا اللہ و  
انا الیہ راجعون۔ کس کس کا رنج کچھ کس کس کو  
روئے... کو خدا جنت نصیب کرے بھاری  
والدہ کی اتم رضاعی تھیں چھٹ بن مین بیوی  
صاحب کو بیٹیوں کی طرح بالا اور محمد کو ان کی  
وہ مہربانی جو میرے نکاح کے بعد کی تھی  
اب تک یاد ہے اللہ تم تعز بالآخر ان کو سکھنا  
اعلیٰ جنانک۔ جلال الدین کا زمانہ آن کی  
بیوی اور ان کے بچوں کے لحاظ سے بیوی  
حسرت کی بات ہے۔ فسوس ہے کہ میں ایسے  
مقام پر ہوں کہ نوٹ نہیں مل سکتے اپنی  
والدہ سے کہو کہ حد شدہ قدر رسا سنت  
اور بیٹیوں کی دل دہی اور خاطر داری کے  
طور پر کچھ خبر گیری کریں کہ وجہ ثواب ہے  
تم نے ہمارے سلطنت کو اتنا ذلیل کیوں  
لیا ہے۔ وہ جو بیان ہے وہاں نہیں عرق  
آبرو پیش قرار بخواد۔ اور وہ جو وہاں  
ہے۔ یہاں نہیں قاعدہ۔ قانون اور کابل  
اطمینان۔ باقی جو وہاں سو بیان جو بہان  
سو وہاں۔ ولی مین برائے نام ایک شاہ  
تھے جن کو لاکھ روپیہ عیدینا پنشن کے طور پر  
ملتا تھا تم نے ان کو بھی نہیں دیکھا۔  
میں نے یہاں ایک سلطنت دیکھی جس  
پاس ساٹھ ساٹھ لاکھ سالانہ کے جاگیر دار  
ہیں۔ غرض مسلمانوں کی سلطنت کی ایک

خط لکھا۔ شکل ہے کہ مولوی عبدالرب صاحب  
کسی طرح کی لغزیت سے تسلی پاسکین مگر بر  
وقت آدمی خود بخود صبر حاصل کرتا ہے  
گو ایسا ہی عند الشارح نامحسوس ہے۔ یہاں  
محط شدید کے سامان ہو رہے ہیں۔ یہاں  
برسات ہرجون سے شروع ہوتی ہے۔  
سوا حدینا زریگیا یا فی نہیں اور پچھلا برس  
بالکل خشکی میں گزرا اگر اس سال بارش نہیں  
تو ایسی بڑی آفت ہوگی جس کا کوئی تصور  
نہیں کر سکتا علق اللہ سخت پریشان ہے  
بلکھاری مین دو میرا اور یہاں جا رہے  
اوسط نرخ ہے۔ العیاذ باللہ بشر۔ اب  
تو ماشار اللہ بھاری انگریزی اچھی ہو گئی  
ہے۔ میرے خط میں جو انگریزی پرچہ  
عبدالواجد کے نام کا ملفوف تھا وہ ضرور  
بھاری عبارت ہوگی۔ بالکل غلطی سے پاک  
تھی۔ بشر ذرا عربی ذرا عربی۔ نرمی انگریزی  
پڑھ کر آدمی بہوت ہو جاتا ہے۔ خدا جانتے  
یکساں وبال ہے۔ کیوں جی میان بشر ان  
یون آپ غرض کیوں ہیں۔ نہ تو ہم کو  
کبھی اپنا کوئی سبق لکھتے ہو نہ کوئی فرمائش  
کرتے ہو۔ بندہ خدا اس قدر جلد کیوں مل  
ہو گئے ہم خود دنیا سے ملول ہیں۔ یہاں  
آدم صورت بہت ہیں مگر آدمی نہیں ہے  
بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آسان ہونا آدمی  
کو بھی میسر نہیں انسان ہونا۔ ۲۔ جب ملک

یا وگا رہے۔ خدا اس کو باقی رکھے۔ تین خشک  
سالی کی آفت تو سالانہ کبھی سے معلوم ہو چکی ہے۔  
یہاں ابھی تک اپنی زمین پر سا۔ تم سلجھ سکتے  
ہو کہ غلط فکر کیسا اثر رکھتا ہے لیکن خدا نہ کرے  
پور کا کال پڑے گا تو ایک عذاب ہے۔ فوجا لند  
من شر و الفسنا ومن سیدات اعمالنا میری  
طرف سے... کو چلے آنے کی اجازت ہے۔ من  
نہیں جانتا کہ ان کو یہاں کے ڈیڑھ سو پندرہ  
ہیں جب کہ ان کو کار بامیش کی نگرانی کرنی  
ہوگی یا وہ ان کے ساتھ پسند نہیں در حالیکہ احد کی  
مصاصبت اور نرم نشینی ہے۔ ہر کسی مصلحت خویش  
مکوسے دائرہ اگر کرنا ہے تو مجھ پر سے دینے کا بار  
ست ڈالو۔ عواقب الامور و مستقبلات کا علم  
خدا کو ہے۔ عسی ان فکر پوشیدہ اور بوجہ کرم عسی  
ان تجوشیدہ اور موثر کرم و اللہ لعلم و اتم الاعمال  
خلاصہ یہ کہ میرے طلب و تقاضے سے نہیں  
اپنے ارادے سے آدمین اتنا ہی کہہ سکتا ہوں  
کہ مجھ کو... اپنی جان کی طرح غریزہ نہیں۔  
اگر آئے تو ان کے لیے سعی کا کوئی دقیقہ  
انھما نہ رکھوں گا۔ فقط ۱۱۔ اگست ۱۹۷۷

تم نے کسی سے سن لیا ہو گا کہ یہاں باقی بڑا۔  
ہم لوگ تو مینہ کو تین سگئے۔ جارسہ کا نرخ  
ہے جس کو مین سے ملی عمری و بچہ نکال سکتا  
بھی نہ تھا اور یہ نرخ بھی رو بہ انحطاط ہے  
غرض برسات کا قوام تو اس مرتبہ دنیا میں  
غضب بگڑا ہے۔ خدا خیر کرے۔ بھاری

دوسرے کا نرخ بڑھا۔ خدا جانے اب کیا حال ہے  
بانی اگر ہے تو سنٹرل سپاؤنڈر یعنی مصفا فست  
چیف کے دفتر میں جیل پور میں۔ اس سے اتنا  
ہوا بھی نہیں لیکن دو بار جگہ بانی ہوا بھی تو  
کیا۔ ایک عالم کی پیاس کو بجھا سکتا ہے۔  
ہمارے یہاں کی نئی خبر یہ ہے کہ جانہ خان  
سے طلب ارخو و بطور کلنگ پیش و لوکلان  
کو رنما آیا ہے۔ تم کو کر کے کی کیا فکر  
گوشت خوردن ان سگ۔ تم اپنی مسئلہ  
مولوی احمد حسن و عبد الواحد سے کیوں  
نہیں جاری کرتے معلوم ہوتا ہے کہ لوکل  
کبھی خط نہیں لکھتے۔ البتہ محبتہ و انہیں  
زبردستی کسی کے خلق میں اتار دی جائے  
میں تم سب کو اب تک کبھی کا بلا چکا ہوتا  
لیکن محکم کی حالت بہت نازک ہے اور  
یہاں کے کال وہاں کے سے کال نہیں  
ہیں عرب۔ سکھ۔ روپیہ۔ راجپوت۔  
حبشی۔ سندھی۔ پیادے سوار زمین  
کھیتے ہزار ہیں اور سب بجائے خود خود  
اس کے علاوہ ملک اتنا وسیع ہے کہ ہر  
سمت کا طول و عرض سو کوسل و کوسل  
اور پھاڑ اور ندی اور نالے اور آٹھ ہزار  
مقامات کی ردی۔ دورہ سال میں  
ان سب باتوں پر نظر کرتے ہر تہہ قصو کو ان  
ایک کال مل جائے تو خیر و کسر اسو خیر ان  
رائع نہیں۔ ہر چند ابھی کوئی گزند محسوس نہیں  
ہوا لیکن اتنا تو ہے کہ طبیعت خوب جان و

نہیں جہتی اور خدا جانے کیا بلا ہے کہ یہاں  
لوگوں میں شوق تو فوج آخذہ ہے اور نہ اتنا قال  
ذہنی اور جس بات کو سمجھ بھی جاتے ہیں  
ناطقہ نہیں کہ اسے مطلب کر سکیں اور  
ہندوستانی بھی ایک مادہ کے بعد ذیل  
(سمت) ہو جاتے ہیں جب وہ وہ  
آئے گا تو بشیر تم مجھ کو خوب چھیڑ کر دے  
و منکم من یرد الی ارذل العمر کیا تعلیم ہی تعلیم  
شینا۔ میان بشیر براسے خراہمت کر دے  
اپنی دنیا کو آپ سبھا لو اب میری طبیعت ہو  
کر لی ہے اور جان سی جرات لگی ہے کسی  
کیا اچھا شعرا د پڑا ہے سمت  
نکالیف بحیوۃ و من نعیش۔ ثنائین حوالا  
ابالک لکیم۔ ۱۱۔ شعبان ۱۲۹۷ھ ہجری

آج میں یہ خط بہت ہی افسردہ حالت میں  
لکھتا ہوں۔ افسردگی کا بڑا باعث قحط ہے  
اس طرح تک ایک بوند پانی نہیں سونپ  
چار سیر کی نو بہرہ بخشی اور مصیبت یہ کہ اس خط  
کو بھی ثبات نہیں بفضل خلیفہ جس کو  
یہاں بوناس اور آبی کہتے ہیں گئی گزری  
ہوئی اور فضل بیچ کا ہفتے عشرے میں چلے  
ہے۔ یہاں ملکات تنگدانی کی پیداوار لاپرواہ  
کی محمودی پر منحصر ہے اور غضب ہے کہ تمام  
الاب سوکھے پڑے ہیں خزانہ خالی۔ آمد  
مسدود خرچ آمدنی سے زیادہ۔ اعتبار  
منفقہ و حیرت ہے کہ کیا ہونا ہے۔ آج یہ

معتبر بلکہ یعنی حیدر آباد سے خبر لا با کہ نواب صاحب  
سخت پریشان ہیں۔ ایک لمحہ ان کو وزارت  
خدا خیر کرے۔ اور ایک اندر وہی مفسدہ  
یہ ہے کہ نواب وقار الامرا بہادر شریک دار  
المہام ہونے والے ہیں اور نواب مختار  
الملک اور نواب وقار الامرا میں موافقت  
نہیں۔ سننا کہ نواب صاحب دیوانی سے  
مستعفی ہونے والے ہیں۔ اگر خدا  
نہ خواستہ ایسا ہو تو ہم لوگوں کے حصے کی  
قیامت آج کی کیوں کہ ہم سب لوگ وابستہ دار  
دولتہ نواب صاحب ہیں۔ غرض  
یہ ہندوستانی ریاستوں کے جھگڑے  
ہیں جن کو سن کر سخت وحشتہ ہوتی ہے۔  
میرے ان ترددات پر تا زبانیہ یہ کہ مولوی  
برکت اللہ کے خط سے معلوم ہوا کہ... اور...  
ہوے اور مولوی... ہی آئے والے میں ہر چند  
ایسے وقت نازک میں کسی کا آنا بھی  
نہیں مگر خیر اپنے عزیز و عوی قرابتہ سے بے  
پوچھے چلے آئیں تو مضائقہ نہیں نہ بدعشر  
بکر کو میں کہاں تک سمجھاں سکتا ہوں۔  
یہ تمام بلا کم خبت جانم خان کی لائی ہوئی  
احصا کیا ہیں ہمہ اوردہ سنت...  
زادہ تکلیف دہ و دیات جو تم نے لکھی  
تہ تم مجھ کی لینے کے واسطے روپیہ کی  
کمی کا اندر کرتے ہو۔ اولاً تو میں نے تم سے  
نہیں کہا کہ تم اپنی مقررہ تنخواہ سے بھی اور  
گھوڑا لو۔ اور چار تنی خدمت گزار یوں اور سب

عموماً مکمل ہندوستانی دیکھنے کی نظر میں  
خارجین خاصہ و صفا وہ جو خدایت جلیلہ پر ممتاز  
ہیں پس جس ملک کا ورو دیوار اور زمین  
و آسمان دشمن ہو وہاں ایسے پر خطر وقت  
میں رہنا سمجھو کہ ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا  
اس سلطنت کو ہرگز انگریزی سلطنت پر قیاس  
مدت کرو۔ وہاں نہ ایک قحط کی آفت  
ہوگی اور یہاں ایک قحط کے ساتھ سیکڑوں  
آفتیں ہیں۔ آمدنی کے ابواب بالکل مسدود  
ہیں۔ خزانے کا جو حال ہے سو معلوم  
مقتلہ دون کے پیٹ سے زیادہ خالی  
۱۹۔ شعبان ۱۲۸۵ ہجری

سمجھو کہ اس کے سننے سے بہت بہت بہت  
خوشی ہوئی کہ تم سب مہتممین ہیں باپن  
لیکن اب بھی یادہ خوشی ہوئی اگر تم اول  
و دوم رہ کر باپن ہوئے۔ ابھی تھک رہے  
اتحاد باریک طفلان ہیں۔ اس امتحان کے  
لیے آمادہ ہو جس کے ساتھ غزہ و ناموس  
و بستہ ہے یعنی یونیورسٹی کی دگر کی۔  
ابھی تک میرے سفر و حضر کا ٹھکانا نہیں  
میں اپنے خرچ سے کوئی جبا نہیں لیتا  
لیکن گران و وزران پر کیا نظر کرتے ہو مطلقاً  
خبر نہایت نافع چیز ہے۔ میں تم کو اجازت  
دیتا ہوں کہ کوئی اچھا سا اخبار لکھنا شروع  
کر داس کو تم اور بھارے استاذ سمجھتے  
بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کون سا اخبار بہتر ہے

نفقہ پر بھاری شکایت سوسے اس کے کہ آج  
وہو اسے وہل کا اثر کہوں اور کیا سمجھ سکتا ہوں  
کچھ تو میری عمر و حالت نے میرے تعلقات کو  
ضعیف کر دیا ہے اور کچھ تم کو ان کی جی بگر  
خبر ایش باتیں سمجھ کو بے دل کرتی جاتی ہیں  
میرا اس میں بھی فائدہ ہے۔ میں تو خراس  
جاہتا ہوں کہ دنیا سے ملول اور بے دل  
اٹھ جاؤں۔ تم بھی گھوڑا اٹھاؤ اور میں  
ندون تھی الزام دینا۔ تو تم ان  
نیازم اندرون کسی حسودا چہ کنہ کو خود  
برنج درست۔ تم نے مدرسے کے ایک  
لڑکے کا حال لکھا۔ بڑی عجبہ کا مقام ہے۔  
تف ہے اس کم جنت کے اوک ہوئے پر  
جس کی حرکتیں یہ ہوں۔ خبردار ایسے لکھو  
سے میل جول امت رکھو۔ وورشوار خلاط  
یار بد۔ یار بد بد تر لو واز مار بد۔ مار تہنا  
ہمین بر جان زمر۔ یار بد بر جان ویران  
زمر۔ صحبتہ صاحب تراصل کنہ صحبتہ طالع تراصل  
کنہ۔ فقط ۱۹۔ شعبان ۱۲۸۵ ہجری

پرسوں سے ہمارے یہاں ساڑھے تیس  
نرخ ہے اور یہ بھی آج کھٹا کل کھٹا تم سمجھ  
سکتے ہو کہ یہ نرخ انتظام ملک میں کیا  
فتور ڈال سکتا ہے۔ یہاں کی حالت دیکھ کر  
مجھ کو سخت حشرہ ہوتی ہے۔ اول تو  
گوانی برداشت نہیں ہو سکتی اور پھر اس  
جنی ملک میں ہر طرح کا خطر نظر آتا ہے۔

تم کو زیادہ تر عمدگی عبارتہ اور ضامین علی  
کی خوبی پر نظر کرنی چاہیے اور شاید وہی مناسب  
نہیں ملے دیکھی یا دیکھی تاکہ بالہ استیجاب  
اور بالالتزام پر تم بھی سکو۔ سستہ خبا  
پر نظر ہے تو اہند و پیر پر سستہ بہتر ہیں  
مگر وہ پچھلے ہندوستانی ہے۔ ایسا خبا  
جو جس کا اڈیٹر ولایت زاسو۔ مین عن قرب  
مدراس اور میوہ جانی والا ہون تاکہ وہ  
کے طریقہ بند و سست سے آگمی پیدا کر دے  
نواب صاحب نے ریڈیو سے لکھنؤ کی  
چٹھیاں منگوا دی ہیں۔ تم نے کوئی چٹھیا  
سرکار دیکھی نہیں اور تم بیان کا طریقہ سمجھ  
نہیں سکتے۔ بیان آسان پر چرچہ جانا اور  
تحت الثری میں کر جانا ایک بات ہے۔  
جو لوگ کہ لوگ کہہ گئے ہیں ان میں سے  
میں کسی کو تو کہہ نہیں سمجھتا۔ ہر ملک کے  
سیکڑوں ہزاروں بڑے بڑے لاکھ بڑے  
سے بڑے جھک مارے پھرتے ہیں کوئی  
برسان مال نہیں اور چون کہ یہ ایک بہت  
بڑی ریاست ہے خلیفہ خدا ہر طرف سے  
لوٹ پڑتی ہے۔ پھر بیان کی کل فروغ  
قیامت ہے۔ وعدہ اور حکم کوئی چیز نہیں۔  
یہ بھی نواب صاحب کی قدروانی اور مولوی  
حمادی علی کی مہربانی تھی اور فی الاصل کچھ  
حسن کرنا منظور تھا کہ میرے غریبوں کو  
عمدوں پر نام دکر دیا ورنہ بیان کو ان  
پر چھیننا تھا۔ فقط ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء

جناب... کی خدمت میں آؤ اسکے بعد۔ میان  
عبدالواحد نے اپنا مزاج ابھی تک مطاق  
درست نہیں کیا۔ سب سے ہمیشہ لڑتے  
جھگڑتے اور مجھ کو بدنام کرتے۔ ان لائق  
اور کمینہ لڑائیوں کی خبریں تمام مشہور ہوئی  
ہیں جس کے سننے سے مجھ کو سخت ناز ہوئی  
ہے۔ تنخواہ ان کی ابھی تک واقعی نہیں ملی  
اور یہاں نوابی کارخانے ایسے ہی ڈھیلے  
سست ہیں اور کسی نوکری اور کس کی  
تنخواہ۔ نواب صاحب کی بندہ نواز بن ہیں  
ورنہ ان لوگوں کو احادیوں کی طرح بڑے  
رہنے کے سوا کچھ کام نہیں۔ میں نے  
جو کچھ روپیہ بھجوا یا میری تنخواہ کا تھا انگریزی  
تنخواہ اب تک ایک کوڑی وصول نہیں  
ہوئی ہر کام میں دیر بہر معاملے میں تاخیر  
یہاں کا دستور ہے۔ مولوی احمد حسن نے  
اپنے والد کو بھی کچھ روپیہ بھیجا ہے۔ یہ کہ  
کہ وہم عشق زندگی میں غفیرہ سست۔ بیٹے کی  
نوکری پر ناز ان ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ  
آج ہے تو کل نہیں مطاق ہے۔ اعتبار  
دیکھتے ثبات۔ ایسا نہ ہو کہ مولوی احمد حسن  
کی اتنی بڑی نوکری اس کے والد ہر گوار  
ماؤں پھیلا نہیں۔ انھوں نے نہ لیت  
اشباب یعو و کسی کتاب میں دیکھ لیا  
ہے۔ استخفاف اللہ و نوبادہ فقط ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء

بیوی صاحب کو سلام کے بعد۔ میں نے نصیحت  
 کی درخو است کی تھی شہری حجت کے لیے منظور ہوئی  
 لیکن پھر جو غور کیا تو جانا پھر مناسب نہیں معلوم  
 ہوتا۔ ہر چند خصہ پر جانے میں میرا ذاتی  
 چندان نقصان نہیں مگر ساتھ والوں کی  
 بڑی خرابی ہے۔ تم ایسے مطمئن ملک میں رہتی ہو  
 کہ تم یہاں کے حالات اس شکل سے بھیجی یہ ہندوئی  
 ریاست سے اور ہم چند جلیل القدر رہنما ہوں  
 کا یہ حال ہے کہ درود لو اور دشمن ہو رہا ہے اور  
 وجہ عداوت یہ ہے کہ ہم لوگ برٹش عہدوں پر  
 ہیں اور برٹش اختیار رکھتے ہیں۔ ہندوستان  
 میں تو کمین و ملی کا ٹھکانا نہیں۔ ساری  
 خلقہ ہمیں ٹوٹ پڑی ہے۔ خاص کر ہمارے  
 ہم وطن ہی ہمارے سخت دشمن ہیں۔ لیکن  
 جلتے اور جھجکتی ہیں لگے رہتے ہیں۔ ایسی  
 حالت میں ایک دم کے لیے بھی لو کر سی سے  
 جدا ہونا مصالحت نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک  
 دن میں کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے نہ کہ ہمیں  
 البتہ چھوٹے عہدے والے اور کم نام آدمی  
 برٹشے مزرے میں ہیں قاعدہ ہے  
 کہ آندھی سے اگر خط رسبہ تو برٹشے  
 برٹشے اور بچے درخون کو نہ چھڑی  
 اور گناس کو۔ غرض پس پیش  
 سوچ کر خدمت کا ارادہ منہج کیا۔  
 اب میرا ارادہ ہے کہ تم سب کو  
 بلوالوں تک ہاں تختارے کرنے  
 میں کوئی وجہ مانع نہیں وہاں تم کو

بڑا ضروری کام شیر کی شادی ہے انے یاد ہو  
 کہ فی کسی طرح مناسب نہیں۔ تم یہ جو پھر  
 سرسبز ال کر فارغ ہو چکے ہیں بہت خوشی  
 سے اس بوجھ کو اٹھانا اور اس کے سر انجام  
 کو شش کرتا لیکن نوکری کے چند دن میں  
 اس طرح مبتلا ہوں کہ تم کو معلوم ہے... صاحب  
 کو متواتر خط لکھے ان کا یہ حال ہے کہ کبھی بات  
 صاف نہیں کہتے اور اس قدر خوش آئند ہوتا  
 کہ تہ اور لکھتے ہیں کہ ان میں سے چھوٹا اور  
 سچ اور واقعی درخیز و حقیقی اعتبار نہیں ہوتا۔ پھر  
 خوب یقین ہے کہ ان کو یہ سرشت متفاو رہے  
 پسند بھی ہے مگر ان کی لڑکی چھوٹی ہے اور  
 کچھ امیری جو چلے۔ غرض ان کو وہ جلدی  
 نہیں جو مجھ کو ہے اور تم کو کو نہیں مگر مولی  
 چاہئے۔ کبھی میں یہ غور کرتا ہوں کہ وطن  
 بچو را اور رہنا ولی میں اور نوکری حیدر آباد  
 میں اور یہاں نہ غم کدھ میں یعنی سارے  
 ہندوستان میں پاؤں پھیلانے ہیں۔ صاحب  
 بیٹی کے بیاہ میں ایسے سامان کریں گے کہ  
 ہماری طرف سے بہ وجہ سافرا ان کی غرضی  
 کی موافق سر انجام ہونا معلوم اور پھر بیٹی کے  
 بچنے بلانے میں ہمیشہ حجت ہو اگر کسی کی ہم  
 روپیہ اور جنہر کچھ درکار نہیں اور نسب میرے  
 نزدیک کوئی چیز نہیں اور اگر لکھنؤ میں علی گڑھی  
 رہی اور ضرور رہے گی تو نسب رفتہ رفتہ  
 عیب ہو جائے گا۔ پس جو چیز ہم کو درکار ہے  
 کہ لڑکی کی صورت اچھی ہو عجب ہے کہ ولی صاحب

شور میں ایک شرط پوری ہو سکے مگر تم سطلق فکر  
نہیں کرتے۔ اب تم کو خدا نے بیٹیوں کی طرف  
سے اطمینان دیا واکھوند علی ذلک بشیر کا  
حق بھی ادا کرو اول تو بشیر کے لحاظ سے  
تم کو متوجہ ہونا چاہیے دوسرے یوں سمجھو کہ  
میری مدد کرتی ہو۔ اب بشیر کے بیاہ میں یہ  
گزنا حقیقتہ میں بشیر پر ظلم کرنا ہے۔ اگر تم کو یہ  
خیال ہو کہ بشیر کی دو طرح کو میں نا پسند کروں  
گا سو مجھ کو کامل بھر و سا ہے کہ تمھارا انتخاب میرے  
عہد اور پسندیدہ ہو گا اور بات خدا تو یہ ہے  
کہ خانہ داری کی بنیاد آپس کی محبت اور سازگاری  
پر ہے اور یہ ارتقاء میری ہے۔ آدمی کی سچی اور  
تدبیر کو اس میں بہت کم دخل ہے پس تم کلا  
علی اللہ کہیں مگر دگر جلد کرو۔ فقط مشاعرہ

میں ابھی تک حیدر آباد میں ہوں مگر بیٹے  
صاحب کی تقریبی چھپان آگئی ہیں اور مجھ کو  
بند و بست کا کام دیکھنے کے لیے میسور اور  
مدلس طے کرنے کا حکم ہے۔ ان شاد ارشد جارا بانی  
دن میں میسور کا ارادہ ہے جاتے وقت تم کو  
اطلاع دیں گا۔ شرف الہی کی تعیناتی ضائع  
نہد رگ کو ہو گئی ہے۔ مجھ کو ان لڑکوں پر  
اطمینان نہیں اور میں ان کا جدا ہونا پسند  
نہیں کرتا تھا۔ مگر میری قسمت میں ابھی  
بند و بست کا کام جاری نہیں اور بند و بست  
کے بد دن تنخواہ مل نہیں سکتی اس وجہ سے  
مجبور ہو کر غلام کیا گیا۔ کو خطوط بد پر نہیں

یاد ہو چکے ہیں تم رجاء بالغیب بھیج دیا کرو تاکہ مسئلہ  
منقطع نہ ہو۔ میں نے... کو ایسا خط لکھ دیا  
ہے جس سے بات کا میری طرف سے اطلاق  
سنا ہو گیا ہے بشیر کو میں نہیں تم پر بیاہ دینی  
تجویز سے کرتے تمھارے باپ نے بھی اپنا  
بیاہ دینی ہی تجویز سے کیا تھا تم بھی اسی بات سے  
بیٹھے ہو خود کرو فرق صرف اتنا ہے کہ میں نے  
اپنے باپ کے سر پر بھیجے کیا تم میری مدد میں  
کر دو اور کیا معلوم ہے کہ جب تم ایسا کرو میں ہوں  
یاد رہوں۔ تم تحصیل علم میں لیا فوٹو مانیو  
زیادہ مصروف کرنے جاؤ اب بہت تنگوار  
وقت تحصیل کے لیے باقی ہے فقط یہ اپریل

تین۔ فی جیسا تم کو پہلے چند بار لکھا تھا میں بنگالہ  
آیا یہ جگہ میسور پر انوشکا دار الحکومت ہے۔  
راجہ میسور نابالغ ہیں اور برادری بطور  
کورٹ آف وارڈز سرکارانگہ زیر کے پاس  
تمھارے پاس کوئی نقشہ ہو تو دیکھو کہ میں  
کس جگہ ہوں۔ میرے پاس ایک نقشہ ہے  
جو ریل روڈ دکھاتا ہے۔ وہی سے یہاں  
تک ریل ہے مگر عجیب پیچیدہ اور جھم دار راہ  
ہے کہ مسافت اضعافا مضاعفہ طر کر فی طریقی  
ہے میں یہاں ایک نئے عہد و عالی شان مکلف  
آرٹسٹ کان میں فرخوش ہوں صرف دیکھا  
ساتھ ہے۔ تنہائی سے گھبراتا ہوں۔ فقط  
۲۰ اپریل شتہ شروع از بنگالہ

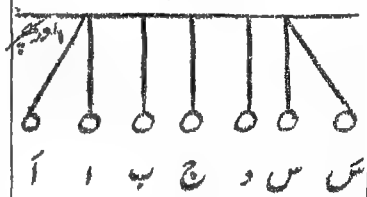


میں تم کو بجاگو سے جلتے جلتے نظر کیا رہا ہوں۔  
 اس سے کہ تم نے انٹرنس کلاس میں ترقی کی  
 مجھے کو نمایاۃ خوشی ہوئی۔ بشیر لوگ سی اور زنی  
 تو مقدار سے مگر لیاقتہ عجیب چیز ہے۔ ساری  
 آجی کو مسرہ دینے والی چیز عسراور بیٹو  
 میں لیاقتہ ہے۔ میرا اعتقاد لایقون میں  
 اور مجھ کو زمانے نے لیاقتہ حاصل کی مکتبہ  
 دی اور جو وقت کسب کمال تھا وہ آپ  
 سر دسما فی اور مصیبتہ میں گزر گیا تاکہ  
 یہی تعجب معلوم ہوتا ہے مگر اس خطا میں  
 دوچار حرف پڑے تھے میں نہیں کہتا  
 کہ لوگ سی آن کی وجہ سے ہے کیونکہ مجھ  
 زیادہ لائق جو تیار جتنائے پڑے پھرتے  
 ہیں اور زمانہ شبیہ کو محتاج ہیں اور میں  
 اس کا متفق ہوں کہ غدر میں شریک نہیں  
 حفاظت بہ وسائط میری لوگ سی کا سبب  
 ہوئی اس لیے کہ خود میں کی حقیقت معلوم  
 ہے مگر تناظر ور میں کہوں گا کہ اب تک  
 جہاں گیا اور جس جگہ رہا کسی سے میری  
 نیچ نہیں ہوئی اور مجھ کو اس بات کے  
 سے ضرور خوشی ہوئی کہ لوگ مجھ کو لایق  
 جانے۔ اگر تھاری طرح مجھ کو ایک  
 ملا ہوتا اور مختاری طرح آسودگی اور  
 حاصل ہوتی تو جب کہ میری عمر حاصل  
 کی تھی تو بیشیقین جاؤ کہ آج میں  
 روزگار ہوتا کیوں کہ شک ہے میرے  
 چوہا بھی آگیا ہے لیکن مرد خدا جو

نہیں جو کسا سوٹھ کر وہ اگر پر نہ تو اندر تمام  
 کندہ رہی لوگ سی خوشی بہتہ جو تقدیر میں  
 ہے سو لوگ سی کے مگر اقتنا سے بہتر ہے  
 کہ وہی اوراق اشغال بدین نماز ہو جو ہر حال  
 انگلیان انگلیں کہ وہ چاہے جس جمع میں  
 صدر انجمن ہو۔ بی اور اسے دو حرف عجیب  
 مقبول حرف ہیں کہ جس کی حالت میں ساری  
 عمر سرائی خیر ہوتے ہیں۔ خیر وہ دراصل  
 ہے مگر انٹرنس کلاس کر لیا تو کچھ ہی بات  
 نہیں۔ ادنی ادنی کوٹنڈوٹا کے انٹرنس  
 کر لیتے ہیں۔ ابھی سے غور کر کہ جس چیز  
 خامی ہے اور ابھی سے اسی چیز پر یادہ  
 کہ۔ سبب کیا ہے کہ وہ خامی چھپائی سے بدل  
 نہ ہو جاوے۔ مفتہ شرط ہے مسلسل اسٹیل  
 مفتہ میں عجیب برکت ہے۔ ابھی سے طلبہ  
 کہ جو فائنل اور کمال اسکے امتحان کے  
 قریب میں آتے ہیں۔ میں شک کرتا ہوں  
 کہ تمراچھے بیٹے ہو لیکن نام نہ نہ وہاں کرے  
 مجھے کہ بھی چہ روز کے لیے بوجھش ہو  
 اور نام نہ ہو۔ جسے جو فائدہ سر مشرق ہوں  
 گئے وہ اختیار ہے۔ ذاتی فائدہ ہے  
 آن کا میں نے نہیں۔ ۱۹۶۰ء میں ہمارے

میں ۵۰ سی کی صبح کو دروازہ کھلا ہوا  
 مجھ کو امید نہیں کہ یہاں کے قیام کو  
 مقدار ہو کہ مختار خط اسکے کل میں  
 کے کنا سے لیا تھا کنا سے ہر اس قدر

رہتا ہے کہ دیکھ کر خوف آتا ہے۔ بڑے بڑے  
جہاز گناہ سے دور لاندہ ٹھہرتے ہیں اور  
وہاں تک ڈوکی یا کشتی میں جانا پڑتا ہے  
مگر سمندر کے اندر ایسا حال نہیں اور اس کی  
وجہ ظاہر ہے کہ بانی کے اجر ایک دوسرے  
کی مدافعت اور مقاومت کرتے ہیں اور تھوڑے قنا  
ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کے بعد مدافعت اور مقاومت  
نہیں اس وجہ سے متوجہ مخصوص ہوتا ہے  
عاج میں مدافعت کی قوت زیادہ ہے۔ اگر کوئی  
گولیاں اس طور پر لٹکانی جائیں  
کڑی



آگولی کو آ مقام پر لے جا کر چھوڑ دیں  
تو وہ گولی تب کو اور سبج کو اور ج  
کو اور دس کو صدمہ ہو جائے گی مگر اس  
نتیجہ پر ہو گا کہ سبج دس تو اس طرح  
ساکن ہیں گی کہ گویا ان کو صدمہ نہیں  
ہو پنا۔ صرف اخیر گولی اس آہ صدمہ  
سے بھگام سن پناجیٹ کر رہے گی یہ  
سناہ علم طبی کا ہے۔ بعینہ ہی حال سمندر  
کے بانی کا ہے۔ ہمارے شہر کا ہے کہ یہ  
آدمیوں کا جنگل ہے۔ بڑے ہیں اور بڑے  
کستے ہیں کہ کلکتہ پھوڑ کر ہندوستان کے

کل شہروں سے بڑا ہے۔ انگریزی کا اس قدر  
رواج ہے کہ بی۔ اے سو ڈاکروں کے  
بیان دس دس بلکہ اس سے کم بچھی ناوی  
کرتے ہیں۔ ہمارے بنگلور دیکھنے سے  
مجھ کو یقین ہو کہ اب سے ستر یا غایت دور  
سو برس بعد بشرط قیام عمل واری انگریزی  
ہماری ملکی زبان انگریزی ہو جائے گی۔  
ان دو شہروں میں انگریزی کی کتنی آہ  
اور ضرور ہی حال نکلتے اور سبھی کا ہو گا کہ  
بازاری کچھ بے بھاری سے خاصی انگریزی  
بولتے ہیں۔ چونکہ بیان کی زبان نکلے گی۔  
اروی۔ کٹری بھیج میں نہیں آتی انگریزی  
وان اپنا کام نکال لیتا ہے فقط یہی شہر

آج ایک قریب سے سخاری بھین کی وہاں  
باد آکر دیکو بڑی ہی خوشی ہوئی اور تاکہ تم کو بھی  
خوشی ہو یا دولا تا ہوں۔ کھانے سے فارغ  
ہونے کے بعد میری عادت تھی کہ اچھے لکھڑی  
طلعتا و سقا ناوجہا من المسلمین اچھے لکھڑی  
برہمنی پڑھیں جسماں قہتا ہی تو بے شک نہتا ہے  
تو جہاں لکھڑی تھا اسے تو پڑھا کرتا تھا۔ ایک  
دن تم نے پوچھا کہ اب کھانے کے بعد کیسا  
پڑھا کرتے ہو میں نے کہا خدا نے فرمادہ  
ہی اس کا شک کرتا ہوں تم نے کہا مجھ کو بھی  
سکھا دو میں نے کہا تم عربی فارسی زبان میں  
نہیں سمجھتے اور اس وجہ سے میں نے تم کو  
جیسا دستور ہے پہلے قرآن شریف نہیں پڑھا

کہ تم اس کو نہیں سمجھ سکتے اور بے سمجھے بڑبڑانا  
 لغو اور لاعمل ہے تم اپنی بولی میں اولے شکر  
 کر لیا کہ وہ تم پر بلول ہوئے تو میں نے تھوڑی  
 دیر تامل کر کے یہ شعر موزون کر دیا۔ (شعر)  
 یہ رزق طیب بلا مشقتہ خدا کی قدرت کا دیکھو  
 جلوہ گناہ گاروں کو مہن و سوسی کیا عنایت  
 کہ حیوں کو علوا۔ چون کہ را چھی تھی تم نے  
 بہت پسند کیا اور چند بار دوہرانے سے یاد  
 ہو گیا مگر مجھے اسے کہ حیوں کو علوا کے کہ حیوں  
 کا علوا تمہاری زبان پر چڑھ گیا تم دونوں وقت  
 کھانے کے بعد بالآخر اس شعر پر پڑھتے اور ہم  
 سب لوگ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے وہ تو  
 یعنی تم کو غلطی پر تنبہ ہوا ہنسی تو گئی گزری  
 ہوئی نرمی شکر گزاری رہ گئی۔

میں مدرسہ میں ایمل سیٹھ کی کوٹھی کے بالا قاف  
 پر چڑھ کر اٹھارہ رشتہ رشتہ سیٹھ کے ساتھ گفتار  
 زیادہ ہوتا گیا آخر انھوں نے دعویٰ کا باہم  
 دیا مجھ کو سدا سے دعویٰ کی چڑھنے ٹالنے کے  
 پیرائے میں انکار کرتا رہا جب چل جلاؤ قریب  
 آیا تو سیٹھ نے اس قدر اصرار کیا کہ انکار کرتے  
 نہ بن پڑاؤ تیرا خوان پر سیٹھ اور ان کے عزیز  
 واقارب اور ملازم حتیٰ خدمت کا سب ملا امتیاز  
 شریک ہو اور انھوں نے میرے خدمتگاروں کو بھی  
 ساتھ بٹھانا چاہا ان کو فی عمر ہر ماہ  
 اور ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا نہ تھا بہت  
 کچھ بہت ترسے اور سیٹھ ہیں کہ ایک ایک کا  
 ماتھ پکڑ کر کھینچتے لئے چلے آتے ہیں تو جاؤ جا  
 مجھ کو ناپڑا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ  
 پیٹ بھر کر کھاتیں تو ان کو الگ کھانے  
 دیکھو ایسا ہی ہوا مگر سیٹھوں نے بڑا ہی تعجب کیا  
 کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ کھانے میں آقا  
 اور نیکو کا تفرقہ کرتے ہیں اگرچہ میں اس  
 کو اپنے بیان جاری نہیں کر سکا تاہم اس واقعہ کو  
 ہستیاں کچھ ساتھ لکھنا یاد رکھ کر لکھتا ہوں۔

اور دینی میں تمہارا زیادہ وقت خدمتگاروں  
 اور چیرسیوں میں بسر ہوتا تھا کیونکہ لوگ  
 تم کو کھلاتے بھلاتے تھے ایک دن میں نے  
 تم سے کہا میں اب شیشہ تم کو فروں میں رہ کر  
 اگر گالیوں بکری یا قسم کھانی یا جھوٹ بولنا  
 سیکھو گے تو مجھے تمہارا منہ شرجسے کا اجڑیں  
 تم کو اپنے ساتھ نہیں سلاؤں گا۔ بچے مصوم  
 تم کو میرے کہہ کا یقین ہو گیا ایک دن تمہاری  
 زبان سے بے ساختہ کوئی بیہودہ بات نکلی  
 اور فوراً تم کو میرا مقولہ یاد آیا تو تم بھاگے ہو  
 اپنی والدہ کے پاس گئے کہ انان الی وری  
 میرا منہ سو گھٹنا ان کو میری نصیحت کا حال  
 معلوم تھا سو گھٹن اور بولیں سو گھٹ کر کیا کرنا

مے شدہ شدہ روکھی روٹی کی طرح بڑھ  
 معلوم ہونے لگے گا پس جو لوگ حسن ظاہر  
 و رفیقہ ہوتے ہیں ان کا یہ خیال یقیناً بے ثبات  
 ہے۔ عورتیں صرف شہو رانی کے واسطے  
 نہیں ہیں بلکہ انگریزی محاورے کے مطابق  
 بھراٹ ہیں ان کو اور غامہ داری کے  
 انتظام کے واسطے موعود سمجھ کر اسی کام  
 لائق بنانا چاہئے۔ یہ قاعدہ نہایت صحیح ہے۔  
 دیگر انیروگرسل زودانیزو و گسل ربط جو پیدا  
 کر دے گا وٹ کے ساتھ اور اتحاد کو بڑھا دے  
 بہ تدریج۔ ایک سیدہ جہانی تو انانی کی بھی  
 ہوتی ہے وہ تمہاری بی بی پر قائم نہیں  
 کر سکتے پس ضعف جہانی کی تلافی و قوت  
 سے کرو۔ عورتوں کو طبع اور چوڑے کپڑے  
 ضرور ہے ورنہ گھر میں خیر و برکت نہ نہیں  
 سکتی۔ تاکید کرو کہ تمہاری بی بی لکھنا  
 سیکھے اور اس کے بڑھنے کی کتابیں جمع کرو  
 اور اس کی معکال طور پر کی جائے۔ اگر  
 فرمائشوں کی توجہ اسے تو اس کو حقارہ کے  
 ساتھ رکھ دینا کہ ہماری بھاری حالت پرانا  
 کو نظر ہے اور اس قدر پس کرتا ہے جو ان کو  
 مناسب معلوم ہو گا خود کرین گی کچھ ٹھوٹا  
 سار و پیہ دے کر دیکھو کہ کیا کرتی ہے۔ اگر  
 وہ سو دے سلف یا عارضی نکاح کی  
 چیزوں میں اٹھا ڈالے تو جانو کہ جتنی اور  
 ناعاقبتہ اندیش ہے۔ اگر زور پور و سر  
 عمدہ مصروف میں لگاے تو البتہ خوشی کی

میان بشیر۔ میان بی بی میں جو تعلق ہے  
 وہ پیارا و سہیدتہ کا تعلق ہے ایسی دونوں  
 ایک دوسرے سے محبت نہیں اور میان کی  
 وقعت اور سہیدتہ بی بی پر ہو۔ شاید تم کو شبہ  
 ہو کہ محبت اور سہیدتہ دو چیزیں جمع نہیں  
 ہو سکتیں۔ ایسا شبہ بے جا ہے۔ استناد  
 اور شاگرد اور عالم و رعایا میں بعینہ اسی طرح  
 کا تعلق ہے۔ عورتیں جو نقصان عقل و جبل  
 و نادانی کے ممکن نہیں کہ امور دنیا داری کی  
 تنہا تکفل ہو سکیں۔ یہی سبب ہے کہ مردوں  
 کو ان پر غلبہ رکھنا ضرور ہے۔ فلک جال  
 علیہن درجہ۔ جوش جوانی میں جن  
 مرد عورتوں کو اس قدر بے تکلف و تامل  
 کر لیا کرتے ہیں کہ بھر ساری عمر وہ عورتوں کو  
 و بانہیں سکتے اور گھر میں و عملی رہتی ہے  
 عورت اپنی راہ چلتی ہے اور دینار ہستہ ہتھ  
 کرتا ہے کچھ کو اپنے عزیزوں میں ایک شخص کا  
 حال معلوم ہے کہ وہ ابتدا میں بی بی کی نگہاری  
 کرتا تھا اور میان بی بی میں پیارا اخلاص کے  
 واسطے وصول دھپا ہوتا تھا ایک دوسرے کو  
 چٹکیاں لیا کرتا تھا اور گفتگو میں بھی سخت  
 بے تندی جانی میں سے ہوتی تھی انجام یہاں  
 کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔  
 کیسی ہی تو فی چیز عمدہ ہو ضرور ہے کہ آدمی  
 اس سے طول اور سر ہو جائے مثلاً کوئی عمدہ  
 سے عمدہ کھانا اگر روز دو وقت کھانے کو

بانت ہے۔ تم کو ایک عورت تک بی بی کو تعلیم  
کرنے پر پڑے گا۔ اس کے خصائص زانیہ پر  
غور سے نظر کرتے جاؤ۔ یہ اسی کے حق میں  
میں ہو گا کہ بیوی صاحب کے اختیار میں اس  
طرح رکھی جائے جسے باطلہ بیگ نے اختیار میں  
کبھی کبھی چھٹا آدھ اسلام کو دیکھو کہ اس میں  
اس کی بہت گاہ کمان تک ہے۔ اسی طرح  
احکام میں کسی چیز سے کھانا پکانے میں  
اس کا امتحان لیا جائے اور جس بات میں کچھ ناگیا  
پائی جائے نرمی اور مہربانی سے اس کو سمجھا  
دیا جائے۔ فقط سے منع

عربی کا خط جس کو میں نے بعد الاصل میں  
کیا مجھ کو خیال آتا ہے کہ ایک غلطی لکھنے سے  
رہ گئی وہ یہ کہ تم نے اپنے خط کو یوں شروع  
کیا لیکن اب الفلان من فلان  
اور چاہئے من فلان الی فلان کیونکہ  
من ابتداء غایت کے لیے ہے اور آئی آتھا  
غایت کے واسطے اور ابتداء پہلے ہے انتہاء  
سے اور قاعدہ ہے کہ چیزوں میں جو ترتیب  
قدرتی ہے ترتیب میں اس کا لحاظ ضرور ہے  
جیسے خرماسہ پاپ ٹوٹ اس کو اگر الٹا  
کھجور خرماسہ ٹوٹا تو غلط ہوگا۔  
سمجھاؤ۔ یہ خطوط میں بہت سی غلطیاں  
سہل انگاری سے رہ جاتی ہیں۔ اگر قابل  
نظر ثانی کر لیا کہ تو ضرور تم خود ان کو درست  
کر لیا کرو۔ انگریزی میں جو کچھ فائدہ تم کو

حاصل ہوتا ہو میں اس کا صحیح اندازہ نہیں  
کر سکتا لیکن اتنا تو ہے کہ تمہاری عمر  
گرتی جاتی ہے۔ جو میرا عرض ہے میں نے  
ادا کیا اور کرتا جاتا ہوں اس واسطے کہ  
ادا کئے مجھ سے رہا نہیں جاتا خدا کہ ہے  
کہ تم کو بھی اس کا خیال ہو کہ تم کو اتنا ہی  
میں تم کو دو امتیاز دینا کہ تم کی کفایت

میں بھی تک مدد اس میں ہوں لیکن  
۱۔ چون حیدر آباد کی روداد کی کے واسطے  
مقرر کیا ہوں میں اپنے نہیں کرتا کہ تم کو  
انٹرنس پاس کئے دلی سے بلاؤ اور  
بیوی صاحب کی مفاد پر تم پسند نہ کرو گے  
نتیجہ ان دو مقایسوں کا یہ ہے کہ جب تک  
تم انٹرنس پاس نہ ہو سب دہلی میں رہو  
حیدر آباد جا کر تین چھ ماہ کے واسطے  
تحریر کریں گا مگر خوب توقع نہیں کہ  
ملے۔ نواب صاحب جیسے ہیں کہ جیسا  
چاہتا ہے اور سچ یہ ہے کہ مجھ کو بھی خوب  
اطمینان نہیں کہ ایک دفعہ ہندوستان  
جا کر دوبارہ دکن آؤں گا۔ بہر کیف اگر  
نہیں ملی اور غالب ہے کہ نہیں ملے گی تو  
تم لوگوں کے آنے کا کام بند و بست کیا  
جائے کہ تمہارا بیٹا بیٹہ ہو میان آئے  
سمجھو کہ وہاں شغل ہو ان مقام میں جو

میان بشیر کمان تم نے مجھ کو چھپا کر لیا

برس ایک عمر جدیدہ منہ کی طرح کٹا ہے۔  
میں نے کچھ رویدہ کھا جس کو میں یقیناً  
جانتا ہوں کہ میری زندگی میں ہرگز نہیں  
کاسم آنے والا نہیں مگر اس کو عافیت اور طبعی  
نہج کہہ دیا گیا۔ اس کا میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ  
میں یہاں کسی طرح خوش نہیں رہ سکتا۔ ہر  
جگہ ایسی نہیں ہے کہ کوئی شریف امان اور  
بیان خوش رہ سکے میرا ہی اصرار کہ میں  
ورنہ میرا جی مطلق بیان رہے کہ میں یہاں

تم نے مولوی محمد علی کا پتہ ترک کر کے  
دوسرے کیوں اختیار کیا۔ میں بہت مولوی  
دعا کیا ہے کہ اس شخص ہون اور وہ میرا  
جگہ پھر بھی نہیں سکتا۔ بخور جائے کام  
نہیں لیکن کوئی نفع بھی نہیں وہ زود  
مردار احمق کند عقل اسے نور وے رہے  
کن۔ میں اس کو زیادہ پسند کرتا کہ تم طویل  
علی کہہ جا۔ تے اور سید احمد خان صاحب کے  
باس۔ ہر کار متفاوہ کہتے۔ تمہارے خیالات  
کو ان کی صحبت سے بہت نفع ہوتا۔ ابھی  
شعبہ اکھن کے لیے کوئی تجربہ حصول نہیں  
ہوئی اگر تم کہہ رہے ہو۔ ہر کام میں میر  
ہر چیز میں درگاہ بیان کا عام و قوس ہے  
اور پڑنے لگائی۔ باوجودیکہ مجھ کو یہاں  
آسے کچھ عجیبہ ہو چکے لیکن وہاں کے اعتبار  
سے آتا ہوں جو عام ہوں۔ ہر فرد کی  
حال کا نظارہ اور تیرا حال میری طرف

موجود ہے۔ اب تم انگریزی ایسی کہتے ہو کہ  
مجھ کو شکل سے غلطی ملتی ہے۔ ہمارا انگریزی  
کا مطالعہ اور اس کا طرز مطلب خیال میں کتنا  
بہت مفید ہو گا۔ عربی جو تمہارا موروثی علم  
ہے اس کی طرف تم کو مطلق تو نہیں دینا

تمہارے خط کے آنے سے میں نے ایک  
خط لکھا جس کو اردو میں لکھا ہے جس کی  
نقل اس کے ساتھ بھیجی جاتی ہے۔ جناب  
عالی۔ میں اپنے دوسرے خطوط میں  
ان شاء اللہ آپ پر ثابت کروں گا کہ میں  
اپنی انگریزی کو جیسی ڈوٹی پھولی غلط کر رہا  
میں تھی آج تک مجھ پر ایمین مگر چون کہ  
ابتداء سے مفارقت سے جس کو چھتا ہیں ہے  
یہ میرا پہلا عینہ ہے میں جانتا ہوں کہ  
اپنے خیالات کو اپنی زبان میں ادا کروں  
بشیر نے آپ کی چٹنی کی نقل دی ہے۔  
باس ورسے میں بھیجی اور اس کے ساتھ  
شے وہ پانچ برس کی بچوں میں بھر نے  
لکھ جو آپ کے ساتھ عاطفہ میں نہایت  
خوشی اور لطیفان کے ساتھ غلط کہ میں  
گز رہے۔ اگر یہ مفارقت کہ بہت دن ہو  
گاہ آپ کی ہر باتان نہ بھولی ہوں یہ بھول  
گی۔ میرا حال اس ملک میں اس شخص کا  
ہے جو کچھ نہ پر نہ بیٹھا ہوں اور فقہ اس کو  
طوفان نہیں دینا باو باقی جہاز میں  
سفر کرنا پرشے بشیر کا کہنا کہ میں اس ملک

یہ ہٹاٹھان لیا ہے جس سے اس قدر صحت ہے  
کہ انھوں نے تجھ کو بھی ایسا کہتے سنا ہوگا  
مگر بیان کے حالات کو خود ثبات و قیام  
نہیں اور اس حال میں کوئی سبب جسم نہیں  
سکتی تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ  
اب میری طبیعت مطلقاً نوکری سے گزیرا  
کرتی ہے۔ مجھ کو یہاں صدر تعلفہ داری  
کی خدمت سپرد ہے جو انگریزی عملداری کی  
کشنری سے بہت اہمیتی ہوئی ہے۔ تنخواہ  
وہاں بہت اور اختیارات یہاں۔ مجھ کو تنخواہ  
کے بارہ سو ملے ہیں اور یہ تعلق بندوبست  
مدہمی بھٹہ مالک۔ یہاں کاروبار میں  
کے قریب انگریزی روپیہ سے جھوٹا ہے  
اور جنزوں کا نرخ بھی اکثر گراں۔ اس ملک  
میں کبھی باہمی تندرست ہیں کبھی مدرسی  
اور ان دونوں ہندوؤں کا دور دورہ ہے  
مگر اس ملک کے لوگ صرف حسد کی وجہ سے  
ہم لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ تنظیم  
کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ذات نظام کو اس ملک  
میں حضور یا بندگان عالی سے تعبیر  
کرتے ہیں اور لفظ حضور وہاں تعظیماً بولا  
جاتا ہے اس کا مدد و بیان لفظ تعبیر  
سہ ہے۔ حضور کا سب سے پہلا لقب پندرہ برس  
نے اور اس وقت تک کہ حضور نظام  
سلطنت اپنے دست مبارک میں لہر نواب  
مختار الملک سر سالار جنگ بہادر اور نواب  
شمس الامیر امیر بیہ بہادر پخت ہیں

ان دونوں میں جو باہمی اختلاف ہے وہ  
آپ اخبار میں پڑھتے ہوں گے۔ تنظیم  
سلطنت نواب مختار الملک کرتے ہیں پخت  
اور عظیم جس میں مشاہیر امیر کوہ ضرور ہے  
ملک بہت وسیع ہے مگر اس کا ایک بڑا  
حصہ جاگیر خود حضور نے جس قدر ملک  
اپنے واسطے الگ کر لیا ہے وہ صرف  
خاص کہلاتا ہے۔ جاگیروں میں سے  
بڑے جاگیر دار امیر کبیر ہیں جن کے خاندان  
میں حضور کی صاحبزادیان بیاہی جاتی  
ہیں۔ ان کی جاگیر کو لوگ ساٹھ لاکھ روپیہ  
سال کی بیان کرتے ہیں ان سے اکثر  
اکثر مسلمان اور بعض ہندو اور بہت جاگیر دار  
ہیں۔ صرف خاص اور جاگیرات نکل کر  
جو ملک بجاوہ دیوانی کہلاتا ہے یعنی  
متعلق بہ دیوان (وزیر) فقط

”خط بنام مولوی احمد حسن“ اما بعد فانی  
اقامت فی البعدۃ سبقتہ ایام علی عادی  
عند المولوی مددی علی اعودہ وکان یقیناً  
مشرقا علی الملک لکنہ بری وعافا اللہ  
من خدہ وہو سیر یہما قریب الذباب الی  
لونا حتی یسلم حالہ ولایتائی ذلک الانی  
شمسین کاملین من یومنا ہذا۔ اما بعد  
خانم سدوہ فی ہذہ السمیت دما داری  
الی ملا لکوال امر المولوی شرف الحق لوبشیر  
لم یظم حالہ الی الیوم والمواعید فی ہذہ الدیہ

کما ترون لا یلیق ان یوثق بها۔ فلا تقطعوا  
فی المولوی مددی علی و اسعوا فی اصلاح عالم  
حق السعی وانی الا قیسم منکم دزنا و ہی عن ذی  
فی معرض الزوال فہذا التجہد و فی تحصیل و  
تعلیقہ داری مع زیادۃ فی مشاہیرکم و اما  
المہد و گاری فلا ارضی بہا الا ان حدہ تعلما  
یحدکم و ینیکم و یجعلکم منصرم اول تعلیقہ  
متی یاتیکم۔ فقط

اگر... نے مجھ کو کیا گیا عامل غیب  
فرض کر لیا ہے تو میرے پاس اس کا مجھ  
جو اب نہیں لیکن اگر فی الواقع میں دنیا  
سوتا تو چار مہینے کے عوض چار برس کی  
مہلت دیتا بلکہ شاید فی مدۃ العمر مطالبہ نہ کرتا  
مگر میرا حال اچھی یہ ہے کہ نوٹ بنک میں  
رکھ کر فرض سے کارروائی کرتا ہوں اس  
حقیقتہ نفس الامری جاننے کے بعد ان کو  
اختیار ہے چار مہینے میں دین چار برس  
میں دین نہ دین یا خدا توفیق ہے  
تو ڈیو پر دین۔ فقط

طالب یعنی امیدوار خدمت کو چاہئے کہ نہایت  
انگھوے کے ہو جس میں پرواز کا مادہ  
مہیا ہے اور صرف ایک دریائی کا محتاج  
ہے۔ اسی طرح امیدوار میں مادۃ لیاقتہ  
کا ہونا ضرور ہے کہ سفارش کی ایک  
دریائی ملی اور اونچا ہوا..... صرف

دریائی نہیں چاہتے بلکہ جاستے ہیں کہ  
و مجھ کی طرح میں ان کے ساتھ رہتا  
انکار ہوں۔

مہم اراکین شلہ مجلس بالکزاری نے کام  
کو آپس میں بانٹ رکھا ہے۔ نصب  
خدمات مولوی دلیل الدین کی طرف ہے  
اس لیے کہ تازہ وار و نامشناسا اور چینی  
ہیں میں نے اور اگر ام اللہ خان نے  
اس بوجھ کے اٹھانے سے پہلو تھی کیا۔

اتقوا من موضع لعمہ تاہم دلائل علی غیر  
کے طور پر..... کی سفارش میں مولوی  
دلیل الدین کے نام رقعہ لکھ دیا ہے  
جس کی عبارتہ قریب قریب اس کے ہے  
میں صاحب جو اس رقعے کے ذریعے سے  
حاضر خدمت ہوتے ہیں مولوی ہیں  
مجھ سے بہتر آپ سے کم تر حافظ ہیں آپ  
سے بہتر میری برابر۔ حاجی ہیں مجھ سے  
اور آپ سے دونوں سے بہتر مدۃ سے  
امیدوار خدمت تحصیل داری ہیں مجھ سے  
اور آپ سے دونوں سے کم تر۔ یوں  
پھر بن اہل کمال آشفۃ حال فسوس ہے۔  
ایک حال فسوس ہے تجھ پر کمال فسوس ہے۔

انسان کو جتنی قوتیں دی گئی ہیں جسمانی  
اور دماغی سب کا فائدہ ہے کہ جتنا جس قوت  
سے کام لوگ اسی قدر وہ قوت چست  
اور بکار آمد ہوتی جائے گی مثلاً تم میری



طرح نہ رسائیٹ (نزدیک میں) ہوا تو  
میری طرح دور میں عینک بھی استعمال  
کرنے ہو یعنی ہم دونوں عینک لگائے  
سے نقصان نظر کی تلافی کرتے ہیں لیکن  
میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں عینک لٹا یا  
کروں یا شکار کے تعاقب میں سرگردان  
پڑا پھر دن یعنی آٹھ کے لئے دوپہر کے  
مواقعہ میں کیا رہوں تو ضرور میری نظر  
خود بخود دوڑتا پھلنے لگے گی یہی حال  
ہے حافظے کا اگر کسی کو ضعف حافظہ کی  
شکایت ہے تو جو بیمار ہے وہی اپنے خوب  
طیب ہے اس کو چاہئے کہ پیشانی پر عینک لگا  
سے چیزوں کو نہ دیکھا کرے سرسری طور  
پر یا توں کو نہ سنے طبیعت پر زور ڈالے  
جن چیزوں کو یاد رکھنا چاہتا ہے گاہ و بگاہ  
آن کا دھیان کرتا رہے۔ جو چیزیں اُس  
دہن میں حاضر ہیں اور جن چیزوں کو صاف  
فی الذہن کرنے کی کوشش کرتا ہے  
دونوں میں ادعائی تعلق پیدا کرے جیسا  
کہ منٹل فلاسفی کی کتابوں میں لکھا ہے۔

جس شخص کے اصول زندگی یہ رہتے ہوں  
کہ اپنی آمد سے خرچ کو بڑھانے نہ دے  
یعنی ہمیشہ متھورا بہت پس انداز کرتا رہے  
اور روپیے کو پتھر بنا کر کیم چھوڑنے کو  
جنون سمجھے ہر بناؤں چینگ و جدر  
اور اعوان و انصار کو ترستا ہو یا آدمی

اپنے اندونے کو پر امید میری ٹوٹوں کے  
پر اپنے میں نہ رکھے تو کیا کرے صرف  
ٹوٹوں کے ذریعے سے آدمی اللہ پر ہو  
نہیں سکتا اور ..... کو جو تم دیکھتے  
ہو ظاہر میں ایک ٹوٹا ہی ہے مگر درپردہ  
لوٹ اور خیانت اور رشوت و ہشالہا چنار  
چند ابواب اس میں شامل ہوں تو کمری  
کے ذریعے سے جو لوگ مالدار ہوئے  
اس تدبیر سے ہوئے کہ ایک کو خدا  
برکت دی اور دوسرے غریب اس کی مال  
کو زمینداری یا تجارت سے ترقی دینے  
رہے رفتہ رفتہ سرمایہ معتد بہ فراہم ہو گیا  
ہمارے عزیز قریب و طرح کے ہیں  
الہام اشار اللہ یا تو مطلق عقل معاش سے  
بے نصیب جیسے ..... یا جن کو عقل  
ہے تو عقل فساد ہے جیسے .....  
پہلی قسم کے لوگ جو بے سود اور  
دوسری قسم کے غیروں سے بدلتے  
اگر ..... میرے سرمایہ کو  
محفوظ رکھیں اور اس سے کسی طرح  
ہمو کر اپنی حیثیت درست کر لیں تو اس میں  
دراغ کرنا بہتے درجے کی فستہ ہے مگر  
ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ میرے خون  
سے اپنی پائیں کو بھجوانا چاہتے ہیں  
وہ تو اپنی گرہ سے یعنی اپنا مال  
سب میں تقسیم کر دوں پس میرا عمل  
اس آیت پر ہے۔ وَلَا تَوَلَّوْا الْاَشْفَقَ

اَمْوَالَهُمْ لِيَجْعَلَ اللَّهُ لَهُمْ قِيَامًا  
 وَارْزُقُوهُمْ مِنْهَا وَكَسُوهُمْ وَقُلْ اللَّهُ  
 مَعْرُوفًا عَاجِلًا  
 کام نہ نہیں سکتا اور سچ تو یہ ہے کہ بیرون  
 پابندی خدمتہ علی طبقہ بر شاق ہے۔ سید  
 احمد خان نے پراسیری نوٹوں کے جواری  
 دلائل جو جمع کئے ہیں اور رولوں کی حقیقتہ جو  
 انھوں نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے اور لوی  
 شاہ عبدالعزیز اور محمد انشا عتہ میں  
 کے فتاویٰ مجملہ کو سب معلوم ہیں لگایا ہے  
 اگر مجھے کو اندوختے کے لئے کوئی دوسرا  
 محفوظ وطن پر ایسے تو میں آج بلدی  
 نوٹوں کو الگ کروں۔ تجارت کا حال یہ  
 کہ بجائے خود دبڑا بسوٹا علم ہے۔ تجارت  
 علی البصرہ کام ہے اس شخص کا جس کو تمام  
 روئے زمین کا ذخیرہ اس تفصیل کے ساتھ  
 معلوم و محفوظ ہو جیسا ہم کو اپنے رہنے کے  
 لکھ کا۔ وہ بروجر سے بہتے پتے کے حالات  
 سے واقف ہو۔ ہر دم شامی آب و ہوا موسم  
 اور صلا و لا دہ و خافہ۔ اوسط بارش پیداوار  
 حنا تہ۔ لوگوں کے مرام و عادات اور  
 ان کی ضروریات و حاجات ملک کی انتظامات  
 و واقعات ان کے باہمی تعلقات و مناسبات  
 اور عیال و اولاد کے ساتھ ہونی چاہئے  
 بجز غور و رہے کہ ہمہ وقت تمام دنیا کے  
 اخبار پر گرس کی نظر محیط ہو۔ تاریخ۔ ہندو  
 ریاضی۔ پولیٹیکل اکائی۔ سیاست ملان۔

سب کو تجارت میں دخل عظیم ہے اور سب کو  
 طبیعت کی مناسبتہ کہ کام ہر کشتی ہر پیشے  
 کے لئے شرط ضروری ہے۔ آدمی اتنا  
 ہو لے تو تجارت کا نام لے۔ ہمارے ملک  
 میں جتنی تجارت ہے سب دخل قرار ہے  
 رجاء الغیب اندھے کی لالچی لگی تو زمین  
 تنگا۔ رہ گئی زمین داری مجھ کو تحصیل داری  
 اور بندوبست کی ڈپٹی کلکٹی کے ذریعے  
 سے ان مصیبت مندوں کے تفصیلی حالات  
 معلوم ہیں۔ رعایا می انگریزی میں سب  
 زیادہ انصاف سب سے زیادہ تباہ ہے  
 زیادہ مظلوم کردہ زمینداران ہے۔ ان کے  
 ہر عمل بلکہ ان سے اخذ عا قضا غفہ زیادہ  
 حاصل کہ تاجر اور پیشہ ورین کی ان کے  
 حال سے کوئی تضرع نہیں اور زمیندارین کہ  
 ہر روز زوال اور لوہیس اور فوج داری کی ہر  
 زمین کھینچنے پھینچنے میں صرف اس وجہ  
 سے کہ جرم زمین داری کے مرکب ہیں۔ بیج  
 کیا ان کر برا ہے کہ سرکار اور زمین دار میں  
 مشارکت میں اصل ارضی کی وجہ سے شکش  
 ہے۔ زمین داری کے مقابلے میں سرکار خود  
 مدعی اور خود جج ہے۔ پھر بندوبست کے  
 معیادی ہونے کے زمینداروں کو بالکل  
 بے دل اور بے حوصلہ کر دکھا ہے۔  
 ضوابط تحصیل زر مالک داری سخت اور جائز  
 ہیں۔ علی رغم الف زمینداران کردہ کاشتکار  
 بہت زور پکڑ گیا ہے۔ سرکار اپنا مطالبہ

ای سب الاحوال بل فی حل الاوقات بلا لحاظ  
کمی پیداوار و مقامہ فیصل و نامساعدہ متوہم  
فی الوقت وصول کر لیتی ہے اور جو روپیہ  
زمیندار کو کاشت کار سے ملتا ہے اس کے  
لئے زمیندار مجبور کیا گیا ہے کہ کاشتکار بالبرش  
اگر سے مالش کا انجام اکثر یہ ہوتا ہے کہ زمیندار  
کی دوا و دوش کے بعد اگر زمیندار کو ظفر مولی  
و د و نہ خط القتا و تو تمام مطالبہ بصراف  
نا جائز بین کا دھور و خلاصہ یہ کہ سب کو  
میں نے کیا ہے اور کرتا ہوں اور کرتا ہوں  
کا۔ روپیہ کو مٹل ڈال رکھنا سیراقا رہ  
نہیں۔ عوان و انفار میرے پاس نہ تھے  
نہ ہیں اور نہ ہونے کی امید۔ تجارت لاعلی  
بصیرہ کو عقل جائز نہیں کہتی اور علی بصیرہ  
کی مجھ کو قابلیہ نہیں۔ زمینداری کی رحمتہ  
اور بے حرمتی مجھ سے برداشت نہیں  
سکتی۔ ان سب مقدمات کو جمع کر کے  
متمی نتیجہ نکالو فقین البرامیسری نوٹ۔

اس دن سائیس و آزاد دی یعنی تاج حسن  
تھام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو انگریزی  
عملداری ایک رحمتہ الہی معلوم ہوتی ہے اور  
اگر ہندوستان اسی نسبت سے سوشلی رور  
ایٹھنکی ترقی کرتا رہا تو آج سے سو برس کے  
اندرا اندراس کو خیر نشان کہنا حکایت  
نفس الامری ہو گا نہ مبالغہ شاعانہ۔ غرض  
یہی عملداری ہے (اور اگر گورنمنٹ اپنی سلاطی

کا سیمہ بیچنا چاہے تو سب سے پہلا خیر ارادہ ہونا  
تو دنیا کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہے  
مگر سخت ہوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ  
کی نوٹریٹی نے دنیا کو بنایا اور دین کو بگاڑا  
دنیا کو بسایا اور دین کو آجڑا۔ دین کے  
بٹے بلکہ نے کامعیار تعلیم یافتہ لوگوں کے  
معتقدات میں عوان و نون کے تعلیم یافتہ  
عموماً الا اشار اللہ و قلیل ما ہم بے دین ہیں  
تعمیل الحکام شریعتہ میں مدابنتہ کرنا بے دینی  
نہیں ہے سزا اور خداوندیش کس نہ تو ہم  
کہ بجا آورد بلکہ بے دینی سے مراد یہ ہے  
کہ مطلق دین و مذہب کو لغو و خیال حرقا  
جاتے ہیں و ہذا موالدہرتہ اعاد فی اللہ  
وایک منہا۔ تم کسی ایک مذہب کو متعین  
کر جو مختار ہے نہ ایک سخت بیوہ و بیوی  
تم کو اس مذہب کا مفقود ہونا زیا و ہ پسند کرنا  
ہوں مرن آن اراک دہرنا۔ کیوں کہ میری  
رے یہ ہے کہ دنیا میں جتنے دین و مذہب  
ہیں سب انسان کی اصلاح کی غرض سے  
جاری ہو ہیں اور خصائص تہذیبی و ملکی کے لحاظ  
سے سب میں نیکی کے اصول کی رعایت کی  
گئی ہے۔ یہ بیٹری خرابی کی بات ہے  
کہ دنیا میں ادیان مختلفہ کی بہت کشت  
ہو گئی ہے اور ہر دین والے کو سب تمام  
ادیان کی تکفیر کرتے ہیں ان میں فیصلہ کرنا  
عقلاً نہیں تو عاودہ ضرور محال ہے۔ اسلم  
طریقہ مجھے نوجوان آدمی کے لیے یہ ہے

کہ جس میں میں پیدا ہوا ہے آنکھ بند کر کے  
اس کی پیروی کرنا چاہے جب تک اس کو  
دلیل اسے قائم کرنے کا موقع ملے یعنی  
برہمنوں کے غور کے بعد اپنے نزدیک  
اسلام کو ایسا بدیہی سمجھا ہے جیسا دواؤد  
چار اور مدہ سے میرا ارادہ ہے کہ اسے  
خیالات نہ ہی کو مقید بالکلتا نہ کروں مگر  
اس وقت تم سے مجھ کو اسی قدر کشت  
منظور تھا کہ مذہب کی بات نہ ہی یا بھلی  
کو ہی اسے قائم کرنے میں ہرگز جلدی نہ  
سید احمد خان کی شان ایسی ارفع و علی ہے  
کہ ماوشما کو ان کی انتہا کسی اسے کا ظاہر کرنا  
داخل شوخ جوشی ہے جس طرح کا بڑا ناؤ  
میں سے سید احمد خان صاحب کے ساتھ  
رکھا ہے تم کو اس سے میری اسے کا تعذیب  
کر لینا کچھ مشکل نہ تھا میں نے مدرستہ العلوم  
علی گڑھ میں بورڈنگ ہوس بنوایا وہ  
کوئے ہیں و لون میں چندہ دیا اپنے  
سارے خاندان کے نام کی جالیاں چاٹنے  
مدرسہ میں نصب کر لینا یعنی مدرستہ  
کو مسلمانوں کے لیے مفید اور اس کی تائید  
کو دخل مشورہات سمجھا۔ اس وقت تک سید  
احمد خان کے اخبار یا کچھ یا معظایا تحریکات  
ایک پرچہ کبھی مول نہیں دیا یعنی مجھ کو  
ان کے معتقدات یا سہرہ تسلیم نہیں۔  
سید احمد خان کی تفسیر ایک دوست کے  
پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا میرے نزدیک

وہ تفسیر دیوان حافظ کے ان شروح سے زیادہ  
وقت نہیں لکھی تھیں کے مصنفین نے چوتھوں  
سے کان کاٹھ کرنا ہے دیوان کو کتاب  
تصوف بنانا چاہا جو معانی سید احمد خان نے  
منطوق آیات قرآنی سے اپنی بندار میں متنباط  
کے مگر میرے نزدیک نہ ہی رہتی تھی  
اور چکائے۔ ان ہاں قرآن کی تفسیر  
ہونے سے انکار کرنا سہل ہے اور انسانی کو  
ماننا مشکل مجھ کو کیا کرنا پڑا میں نے کہا تھا  
کہ یہ وہ حنی ہیں جن کی طرف نہ خدا کا ہون  
منتقل ہوا نہ جبریل حامل وحی کا نہ رسول خدا  
کا نہ قرآن کے کاتب و مدون کا نہ اصحاب  
کا نہ تابعین کا نہ تبع تابعین کا نہ جمہورین  
مگر میں نے تم کو بار بار منع نہیں کیا کہ  
مذہب کے گورکھ و حندہ کو بھلانے کا  
ابھی شخص اوقات نہیں محکات کیا کم میں  
آدمی متشابہات کی دلیل میں حاصل نہ کرنا چاہیے۔

آؤنٹ کے دفتر میں فیشن کا ایک صفیہ  
خاص ہے وہاں بہ بات تنبیط کی گئی ہے  
کہ فیشن عوارون کی عمار کا اوسط عالمہ  
کے اوسط سے ایک ٹکٹ کے مشرب  
گھٹا ہوا ہے۔ سوچنے سے معلوم ہوا کہ  
لوگ زمانہ اشتغال میں لوازم خدمت کو شرط  
زندگی بنا لیتے ہیں خدمت سے علیحدہ  
ہو کے چھپے زندگی و مال دوش ہو جاتی  
ہے اور بول مرعات میں فاعتبہ و یا اذنی لا ابصا۔

مولوی . . . اپنی بی بی سے بہت باؤں  
تھے جیسا کہ سچ مچ کے سبھی مولوی ہوا کرتے  
ہیں بی بی مرین تو مولوی صاحب دنیا سے  
ایسے دل برداشتہ ہو گئے کہ کسی خبر کی  
نظر میں غصہ باقی نہ رہی یہاں تک کہ نوکری  
کی اور اپنے بچوں کی مولوی صاحب کو  
ایک بزرگ سے تھی ارادۂ ان کو اس کیفیت  
سے آگاہی دی ان بزرگ نے فرمایا  
کہ یہ سب خلع نفس ہے اس کو تیل اور  
انانیت الی اللہ مت سمجھو۔ مولوی صاحب نے  
اپنے وجدان کے مقابلہ میں اس کو تسلیم  
کیا۔ شیخ نے ان اصرار و کچھ کر ماقبلہ در کچھ  
وظیفہ بتا دیے جن کو مولوی صاحب جذب  
کرتے رہے مگر کوئی جدید کیفیت پیدا نہ ہوئی  
آخر ملو ہو کر کائنات پر شکایت کی۔ (یہاں تک  
شکایت ہے جو بات سمجھ کو کہنی تھی یہ ہے کہ)  
شیخ نے شکایت سن کر فرمایا کہ جس دن تم نے  
ہوٹل سے نچھالا طلب دنیا میں ہنمک رہے  
اس طلب میں تم کو اتنی ہی کامیابی ہوئی کہ  
ایک نوکری مل گئی جو نہ سلطنت ہے نہ ذرا  
نہ کامل حکومت نہ کافی مائرتہ۔ طلب میں  
تم نے اپنی عمر کا کون سا حصہ صرف کیا  
شاہد ہزاروں درجے کی ایک کراہی  
اور ابھی سے مناصب غوث اہل کے  
امیدوار ہو۔ این خیال است و محال است  
و بسون۔

ایک دوست نے مجھ کو انگلیزی میں  
ترقی کرنے کی یہ تدبیر بتائی تھی کہ اخبار سے  
چھوٹے چھوٹے مضامین مثلاً ایچ آئی  
وس دس سرط کے پڑھ لے اور پھر میں  
مضامین کو آپ انگلیزی میں لکھ کر اخبار سے  
مقابلہ کیا اور جہاں اختلاف ہو اس کو غور سے  
دیکھ بھال لیا اور یہ تدبیر ترقی مشق کو بڑھا  
گئے۔ مجھ کو اس تدبیر کے نتیجہ کے لئے تو  
فرصت نہیں ملی مگر عقل چاہتی ہے کہ ہنمک  
مضامین نہ لے۔

جو لوگ گفت و شنود سے نہیں بلکہ کتاب بینی

کے ذریعے سے انگریزی میں استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں (باد رکھو کہ نصیب کا پڑھنا بھی داخل کتاب میں ہے) اکثر ان سے ایک بڑی غلطی ہوتی ہے وہ یہ کہ طرز عبارت سے قطع نظر اگر کے موصوفین ہو جاتے ہیں اور ان کی محنت کا نتیجہ نہ ہوتا ہے کہ مثلاً کسی گھنٹوں میں انھوں نے ایک حصہ پور لکھ لیا فارغ ہوئے تو ان کو واقعاً قطع بین اور یہ ایہ عبارت کسی ایک مضمون کا بھی یاد نہیں ان کی مثال ڈفالیون کی سی ہے کہ ساری عمر گائیے جاؤ رہو اترا اور سحرانا۔

ستین جب کسی میان بی بی کو آپس میں لڑتے سنتا ہوں گو وہ میری ہی بیٹی داناو کیوں نہ ہوں تو بدوں اسکے کہ دونوں کا ڈھڑکاؤ سنوں میں عورہ ہی کو لازم ٹھہراتا ہوں۔ کیوں کہ ہمارے سوسائٹی میں اس کے مقابلہ میں عورہ اس قدر مجبور ہے کہ گویا اس کی کچھ ہستی ہی نہیں پس جب بے نصیبی کے کو شوہر کی طرف سے کوئی اختلاف مزاج پیش آئے چار و ناچار اس کو صبر کرنا چاہیے ورنہ فیلد و سبب الی الساماتھم لقطع قلنیز بل نہ زمین کیلئے مایعظ (عبادت کو بہت بدیل صبیح و صغیر عورہ سے متعلق کرلو) حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا تھا کہ حضرت سے جا کر سیکھو وہ قصہ قرآن مجید کے پند و صوبین پارے کے

اخیر اور سولہویں کے شروع میں ہے۔  
 فوجہا (موسیٰ و قتاہ) عبد ا (خضر)  
 من عبد انا آئینہ چشتہ من عندنا وعلناہ  
 من لدنا علنا فقال کہ موسیٰ بل اتبعک  
 علی ان تقمن معاہدتہ رشدا قال انک  
 لن تستطیع معی صبرا۔ وکیف تصبر علی ما لم  
 تحط بہ خبر۔ قال استجدنی ان شاء اللہ صبرا  
 ولا اعصی لک امر اقل فان اقبلتنی فلا  
 تسلمنی عن شیء حتی احدث لک من ذلک  
 فانطلقا حتی اذا کربا فی السفینۃ خرقتا۔  
 قال اخرقنا القرق الہما۔ لقد جئت شیئا  
 امرا۔ قال الم اقل انک لن تستطیع معی  
 صبرا۔ قال لا تاخذنی بامسیت ولا  
 تہرقنی من امری عسرا۔ فانطلقا حتی اذا  
 لقیا غلاما فقتلہ قال اقلت لفسار کیت  
 بغیر نفس۔ لفت جبت شیئا نکر۔ قال  
 الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا۔  
 الغرض خضر نے موسیٰ سے شرط کر لی تھی کہ  
 تم میری کسی بات میں دخل نہ دینا موسیٰ  
 سے عہد ہو سکا اور لگے بات بات پر اچھے  
 پہلی دفعہ خضر نے ان کو متنبہ کیا یا بن عبد  
 الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا پھر دوبارہ  
 اس عبارت میں لک زیادہ کر کے گویا کچھ  
 لائن کا ایک سچ اوکریا۔ اس پر ایک ظریف  
 بے ساختہ بوک اؤٹے کہ موسیٰ تو چلتے تھے ہی  
 خضر بھی کچھ کم عصبی نہ تھے کہ دوسری ہی  
 خطا میں لام کا ف پر آخر پہنچے۔

غلط

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	۱۸	پس	پس	۲۶	۱	۱۵	ظلم	ظلم	۲۶	۱	۱۵	ظلم	ظلم
۳	۲	۲۳	اداسے	اداسے	۲۷	۱	۱۶	لکھے	لکھے	۲۷	۱	۱۶	لکھے	لکھے
۴	۱	۱۴	مقابلے	مقابلے	۲۸	۱	۱۷	ثابت	ثابت	۲۸	۱	۱۷	ثابت	ثابت
۵	۱	۱۲	ہو گئے	ہو گئے	۲۹	۱	۱۸	ہوتی	ہوتی	۲۹	۱	۱۸	ہوتی	ہوتی
۶	۱	۱۱	نیک	نیک	۳۰	۱	۱۹	لکھت	لکھت	۳۰	۱	۱۹	لکھت	لکھت
۷	۲	۵	تین	تین	۳۱	۱	۲۰	مزد	مزد	۳۱	۱	۲۰	مزد	مزد
۸	۲	۱۹	سے لے	سے لے	۳۲	۱	۲۱	جھگڑا	جھگڑا	۳۲	۱	۲۱	جھگڑا	جھگڑا
۹	۲	۲۵	منڈر	منڈر	۳۳	۱	۲۲	بشوی	بشوی	۳۳	۱	۲۲	بشوی	بشوی
۱۰	۱	۵	اوسط	اوسط	۳۴	۱	۲۳	سخت	سخت	۳۴	۱	۲۳	سخت	سخت
۱۱	۲	۱۶	بڑا	بڑا	۳۵	۱	۲۴	آداب	آداب	۳۵	۱	۲۴	آداب	آداب
۱۲	۲	۲	سینک	سینک	۳۶	۱	۲۵	آگیا	آگیا	۳۶	۱	۲۵	آگیا	آگیا
۱۳	۲	۱۷	شکل	شکل	۳۷	۱	۲۶	کو	کو	۳۷	۱	۲۶	کو	کو
۱۴	۲	۲۲	پھر کیا	پھر کیا	۳۸	۱	۲۷	جلد	جلد	۳۸	۱	۲۷	جلد	جلد
۱۵	۲	۲۳	پشت	پشت	۳۹	۱	۲۸	لکھے	لکھے	۳۹	۱	۲۸	لکھے	لکھے
۱۶	۲	۳	بڑے	بڑے	۴۰	۱	۲۹	روٹی	روٹی	۴۰	۱	۲۹	روٹی	روٹی
۱۷	۲	۱	خروج	خروج	۴۱	۱	۳۰	حافظ	حافظ	۴۱	۱	۳۰	حافظ	حافظ
۱۸	۲	۲۷	پر پڑی	پر پڑی	۴۲	۱	۳۱	گوارہ	گوارہ	۴۲	۱	۳۱	گوارہ	گوارہ
۱۹	۲	۱۴	اسی	اسی	۴۳	۱	۳۲	یاد	یاد	۴۳	۱	۳۲	یاد	یاد
۲۰	۲	۲۱	لوگو	لوگو	۴۴	۱	۳۳	دونوں	دونوں	۴۴	۱	۳۳	دونوں	دونوں
۲۱	۲	۲۴	ہوتا	ہوتا	۴۵	۱	۳۴	زید	زید	۴۵	۱	۳۴	زید	زید
۲۲	۲	۴	راجہ	راجہ	۴۶	۱	۳۵	مضامہ	مضامہ	۴۶	۱	۳۵	مضامہ	مضامہ
۲۳	۲	۵	ثابت	ثابت	۴۷	۱	۳۶	مرفقہ	مرفقہ	۴۷	۱	۳۶	مرفقہ	مرفقہ
۲۴	۲	۶	بستر	بستر	۴۸	۱	۳۷	امرا	امرا	۴۸	۱	۳۷	امرا	امرا
۲۵	۲	۱	میں	میں	۴۹	۱	۳۸	قطعہ	قطعہ	۴۹	۱	۳۸	قطعہ	قطعہ
۲۶	۲	۱۱	ابھی	ابھی	۵۰	۱	۳۹	رائی	رائی	۵۰	۱	۳۹	رائی	رائی
۲۷	۲	۶	ہوتا	ہوتا	۵۱	۱	۴۰	دیگر	دیگر	۵۱	۱	۴۰	دیگر	دیگر
۲۸	۲	۹	زمان	زمان	۵۲	۱	۴۱	نا	نا	۵۲	۱	۴۱	نا	نا
۲۹	۲	۱۲	شری	شری	۵۳	۱	۴۲	میں	میں	۵۳	۱	۴۲	میں	میں
۳۰	۲	۲۲	ہو	ہو	۵۴	۱	۴۳	کرمو	کرمو	۵۴	۱	۴۳	کرمو	کرمو
۳۱	۲	۱۲	پر	پر	۵۵	۱	۴۴			۵۵	۱	۴۴		

## روسیجی

اس کتاب میں از رو سے تاریخ اس بات کو دکھایا گیا ہے کہ نیچر لوں کا فرقہ جو زمانہ قدیم میں بھی وقتاً فوقتاً طور و خورج کرتا رہا ہے ہمیشہ اپنی تعلیم فاسدہ سے موجب تباہی و خرابی قوم و ملت رہا ہے۔ حکماء سے نیچر یہ کہے مذاہب کی شروع رسالہ میں عقلاً تردید و تضعیف کر کے مختلف قوموں میں ان کی تعلیمات فاسدہ کی مضرت فرا تا نیروں کو بہت شرح و ارباب کیا ہے اور اخیر میں ایک تقریر طولانی کے ساتھ عموماً اویان کو نافع بدینیت بتا کر دین اسلام کی فضیلت اور ادیان پر نہایت محکم و لیلوں سے ثابت کی ہے۔ یہ رسالہ اصل میں صاحب مقالات جالیہ کے افاضات ہے ہے مگر بنظر تعمیر فائدہ میں نے اس کو اردو میں ترجمہ کیا اور وہ میرے پاس سے بقیہ ذیل مل سکتا ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک .. .. ۹

المشتر سید محمد عبدالغفور شہید بہاری مہندر دہ بانی پور۔

## عمدہ اور جدید کتابیں

حضرات! یہ آپ کے قومی پریس کے کتابوں کی فہرست ہے۔ ان رسالوں کو ضرور منگوائیے۔

## کلیات مذاق

یہ ملاحو اب دیوان جس کا ہر شعر دل بیتاب کے ساتھ وہ کام کرتا ہے جو کسی کی ترہی نگاہ کرتی ہے۔ اور چھپائی اور کتابت اور کاغذ کا اعتبار سے کسی کے حسن فریب کے کم نہیں قیمت پچھہ نہیں صرف لاگت ۹

## دلچسپ کا پہلا حصہ

ہندوستان کی مغز خاندانوں کی حالت کا آئینہ۔ انگریزی بلعیش انشا پر از می کا نمونہ حرفوں کو ذریعہ سے تصویر دکھادینے کا آلہ۔ ولوینہ عمدہ اثر دلانے کی حکمت قوت۔ یا اس نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ فریح اور عمدہ سی بڑی اہتمام کے ساتھ ملک پر مذہب اثر دلانے کے لیے طبع کیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۶

## دلچسپ کا دوسرا حصہ

سحر عشق کی دلگداز تاثیر۔ ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر۔ ایک پاکیزہ عاشق کی بدیتا بانہ اُنسگین۔ اب پاکیزہ محنت کا حصہ ناصب طبعی دلچسپ کا دوسرا حصہ فریح اور اس کا عشق نہایت اہتمام سے چھپا ۸

## نغمہ راز

اس نغمہ کی مجسم صورتیں۔ مایوسیدگی ہو بہو تصویریں یعنی شادی نغمہ از نہایت اہتمام سے چھپائی ہو قیمت فی جلد ۸

## ضرب المثل

اس میں اردو کی اکثر نغلیں اور چوڑے چوڑے حکمے میں یہ رسالوں کو گوئی کہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیو اور ہر ناول کا ایک اور خواست قیمت یا اجازت دیو یا سب لانا چاہیو۔ المشتر محمد شہید حسین شاکر ستم پام یار و قومی پریس لکھنؤ چوک۔



یہ اعلیٰ درجے کے شعروغن کا رسالہ ہوا پانچ سال سے شائع ہوتا ہے۔ ملک کی عام زبان نہ تمام  
گلدستوں پر اسے ترجیح دی ہو قیمت تمام سے مع وصول ایک روپیہ سالانہ۔ اور روسی یا پھر دہلیہ  
یجانی ہو اگر کوئی وصول قیمت پیشگی کسی نام روانہ نہیں ہوتا نمونہ ۲۰ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔  
المشتر مہتمم پیام یار لکھنؤ۔ چوک۔

### قومی پریس

قوم کی امیدوں پر اور قوم ہی کی اغراض پر روشنی کر کے لکھنے پر پریس جاری کیا گیا ہو جسکی جیسا  
چند ہی روز میں لینڈو گران کا اعلیٰ درجہ سترمان کی گئی ہو۔ ملک اور قوم اپنے قومی خادم سے اس سے  
لائق جو کام لکھی وہ حاضر ہے معاملات کا تقصیر سچ کی تحریروں سے ہوگا۔  
المشتر مہتمم پیام یار لکھنؤ۔ چوک۔

### لکھنؤ کا عطیہ اہم قسم اور قیمت کا

بیخیال بہت ہے کہ ہر کوئی ان دنوں کی اصلاح کی جانب ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیے۔ ہماری ساری ترقیاں  
اور ہماری کل اہم کمین داخلی حالت کے درست ہونے پر منحصر ہیں جسکی قیمت سے اہم ہر دست سترمان  
شاید کسی کے پاس تیار نہ ہوگا۔ یوں تو عموماً لکھنؤ کا عطیہ مشہور و معروف ہو کر اس کا رخا نے اس بارہ  
خاص میں ملک کی خدمت کر کے بہت اعلیٰ نیکامیاں حاصل کی ہیں۔ نہایت گاہ لکھنؤ کو تیار اور شریف  
بھی حاصل ہو چکا ہو کہ یہ کارخانہ اس سترمان کو زیادہ پیش قیمت بھرتا ہے جو روسی ملک قوم کی خدمت  
اور شہر و اسکو حاصل ہوا ہو اور ہوتا ہو۔ ہر کوئی زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں آچے وہاں کہ اس کا لکھنا ہوتا ہو  
فہرست عطیہ موجودہ کارخانہ

عطیہ قسم اول فی تولدہ دوم لکھنؤ سوم سے چہارم تک ہر قسم عطیہ ہوتا ہے قسم اول فی تولدہ دوم  
عصر ہر قسم عطیہ قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم اور عطیہ کتابت نام اول فی تولدہ دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
تولدہ دوم ہر قسم عطیہ کتابت نام اول فی تولدہ ہر قسم عطیہ ہر قسم اول سے دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
قسم اول ہی دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
فی تولدہ دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
اول فی تولدہ ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
سمت لکھنؤ ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول فی تولدہ ہر قسم دوم ہر قسم عطیہ ہر قسم اول  
تقدیر نہ کرنا ہے۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔



CALL No. [ 1918 PPA  
2 PPA ] ACC. NO. 1918 PPA

AUTHOR

TITLE

[illegible]

**MAULANA AZAD LIBRARY**  
**ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY**

**RULES:—**

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1.00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.

